U93058 27·11·09

Title – Masnavi Khwab-o-Khayal.

Creator – Khwaja Sayyed Mohd. Meer Asar Dehelvi; Murattiba Maulvi Abdul Haq

Publisher – Anjuman Urdu Press (Aurangabad).

Date – 1926

Pages – 135

Subjects – Urdu Adab - Shayari – Masnavi; Masnaviyaat; Asar Dehelvi; Khwaja Sayyed Mohd. Meer.

تصنیف

خواجہ سید محمد میر اثر (برادر خورد خواجہ میر درد)
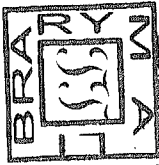
مرتبۂ

جناب مولوی عبدالحق صاحب بی - اے (علیگ)

معتمد انجمن ترقی اُردو

سنہ ۱۹۲۶ ع

انجمن اُردو پریس، اُردو باغ، اورنگ آباد (دکن)

میں بار اول طبع ہوئی

(تعداد طبع ۱۰۰۰)

فہرستِ مضامین

مقدمہ

سید محمد نام، تخلص (اثر) کرتے تھے۔ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی تھے۔ میرحسن اپنے ,,تذکرۂ شعرا،، میں لکھتے ہیں:—

"درویشے است موقر و صاحب سخنے است مرثر، عالم و فاضل رتبۂ قدرش بغایت بلند، گوہر صدرش نہایت ارجمند"۔

وہ خواجہ صاحب کے چھوٹے بھائی ہی نہیں تھے بلکہ اُن کے شاگرد اور مرید بھی تھے۔ اس مثنوی میں اُنھوں نے بھائی کا ذکر نہایت ادب اور عقیدت سے کیا ہے۔ درویشی اور شاعری دونوں میں اِنھیں کے قدم بقدم چلتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے—

خواجہ میر درد اُن بزرگوں میں سے ہیں جو اپنی سیرت اور کلام کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ دلی پر صدمے پر صدمے اور آفتیں پر آفتیں نازل ہوئیں مگر اُن کے پائے استقلال کو کبھی لغزش نہوئی۔ ایک وجہ تو بظاہر یہ تھی کہ بزرگوں کے وقت سے کچھہ جاگیر چلی آتی تھی اور لوگ اُن کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے، لیکن بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کی طبیعت میں حقیقی درویشی کی چاشنی تھی، توکل کے ساتھہ استغنا اور بے نیازی اُن کے خمیر میں تھی۔ انھوں نے کبھی امرا اور بادشاہوں کو منہ نہ لگایا۔ پاس وضع کا ہمیشہ خیال رکھا اور عمر بھر تک نبھایا۔ میر اثر نے بھی

اپنے بھائی اور پیر و مرشد کی طرح، جن سے اُنھوں نے کسب کمال کیا تھا، "بطور درویشان صاحب معنی کے گوشہ نشینی اختیار کی"* اور اپنے بھائی کے سجادے پر عمر بسر کر دی۔

صاحب خمخانۂ جاوید لکھتے ہیں کہ "خواجہ میر درد کے عالم ضعیفی میں اُن کے ایک مرید نے عرض کی کہ دنیا دارِ فانی ہے اور حضرت کا وقت آخر، حضور ہدایت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کو آپ کا جانشین اور صاحب سجادہ مانیں۔ آپ یہ سنکر آنسو بھر لائے اور جواباً یہ قطعہ پڑھا:-

موت کیا ہم سے فقیروں سے تجھے لینا ہے
مرنے سے پہلے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں
تا قیامت نہیں مٹنے کے دل عالم سے
درد ہم اپنے عوض چھوڑے اثر جاتے ہیں"+

اس سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کا کس قدر خیال تھا اور وہ اُنھیں کیا سمجھتے تھے۔ اور میر اثر کے دل میں جو ادب و احترام اور ارادت و عقیدت مندی حضرت خواجہ صاحب کی طرف سے تھی، اُس کی کچھ انتہا نہ تھی، چنانچہ اس کا ثبوت جا بجا اس مثنوی میں ملے گا اور اسی فیض صحبت کے اثر سے (اثر) کچھ کے کچھ ہو گئے۔

درد ہی میرے جی میں دیکھا ہے
درد کا میرے سر پہ سایا ہے

....

تو نے ایسی ہی دستگیری کی
پدری، مادری و پیری کی
تو نے اس مہر و غور سے پالا
نہ پڑا مجکو اور سے پالا

---

* گلشن ہند (صفحہ ۳۰)۔
+ خمخانۂ جاوید جلد اول صفحہ ۱۲۶۔

بات جو ہے مرے سو تیرے ساتھہ
تونے ایسی ہی کی ہے میرے ساتھہ

تونے بندے کو یوں نوازا ہے
ایسے ناکس کو سرفرازا ہے

میر اثر کا کلام بہت ہی پاک، صاف اور فصیح ہے اور درد و اثر کی چاشنی رکھتا ہے اور مثنوی* تو سلاست و فصاحت کی کان ہے - اُردو زبان میں مثنوی کا رواج بہت قدیم زمانے سے ہے اور دسویں صدی ہجری سے اب تک سینکڑوں مثنویاں لکھی گئی ہیں، جن میں عاشقانہ بھی ہیں، صوفیانہ بھی اور تاریخی بھی - بعض اُن میں سے بہت ضخیم اور بڑے پائے کی ہیں - لیکن اُس وقت اور اِس وقت کی زبان میں اس قدر تفاوت ہے کہ باہم کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا - جدید اُردو زبان کی جب سے بنیاد پڑی ہے، شاید ہی کوئی مثنوی زبان کی سلاست اور روانی، فصاحت اور شیرینی، روز مرہ کی صفائی، قافیوں کی نشست اور مصرعوں کی برجستگی، زنانے اور مردانے محاوروں کے بے تکلف استعمال میں مثنوی "خواب و خیال" کا مقابلہ کر سکتی ہے - مگر بات کیا ہے کہ یہ

---

* اُن کے دیوان کی طرح اُن کی مثنوی بھی بہت کم یاب ہے - مجھے ایک مدت سے اس کی تلاش تھی، اتفاق سے اس کا ایک نسخہ میرے برادر معظم شیخ ضیاءالحق صاحب نے مجھے بھیجا جو انہیں کہیں سے مل گیا تھا - میں اس کی اصلاح و ترتیب میں مصروف تھا کہ مولوی نجیب اشرف صاحب ندوی نے اطلاع دی کہ انہیں ایک نسخہ انجمن اصلاح دیسنہ (بہار) کے کتب خانے میں دستیاب ہوا ہے اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں انجمن کی طرف سے اسے شایع کرنے والا ہوں تو کمال عنایت سے وہ نسخہ میرے پاس بھیج دیا جس سے مجھے اپنے نسخے کی تصحیح میں بہت مدد ملی اور میں مولوی صاحب موصوف کا بہت شکر گذار ہوں -

کوئی مسلسل قصہ یا داستان نہیں ہے، ہجر و مفارقت، تنہائی ملاقات و مواصلت، راز و نیاز، چھیڑ چھاڑ، اور عشق و عاشقی کی کیفیات اور واردات کا بیان ہے اور بہت پر لطف ہے - لیکن ایک مسلسل داستان کے بیان میں جو مختلف اشخاص کی سیرت نگاری اور مختلف حالات و واقعات کے دکھانے میں شاعر کو مشکلات پڑتی ہیں اور جس سے اس کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے، اُن سب چیزوں سے یہ مثنوی خالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ میر تقی میر کی مثنویاں صفائی زبان کے لحاظ سے اُسے نہیں پہنچتیں، لیکن جب اُن تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک مسلسل مثنوی کے لئے لازم ہیں تو میر صاحب کی مثنوی (شعلۂ عشق) کو نہ صرف بہ لحاظ زمانہ بلکہ ہر لحاظ سے تقدم اور فضیلت ہے - البتہ اس مثنوی میں دلی کیفیتوں اور معاملات عشقیہ کا بیان بہت قابل تعریف ہے اور خاصکر اس کا بے ساختہ اور بے تکلف طرز بیان بہت ہی لایق داد ہے اور حق یہ ہے کہ کمال کو پہنچا دیا ہے - جہاں سے کتاب کھولئے، ایک سی حالت ہے، یہاں محض نمونے کے لئے بعض مقامات سے بغیر کسی خاص کوشش کے چند شعر لکھے جاتے ہیں، جن سے (اثر) کے کلام کا انداز معلوم ہو گا —

شادمانی نظر نہیں آتی
زندگانی نظر نہیں آتی

کیا کہوں میں کسو سے اپنا حال
زیست کرنی غرض ہوئی ہے محال

کون کس کی سنے ہے کس سے کہوں
اور الٹے ہنسے وو جس سے کہوں

درد کوئی کسو کا کیا جانے
اُس کا دل جانے یا خدا جانے

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا
گر کہا بھی تو کون مانے ہے
جو سنے ہے سو جھوٹ جانے ہے
گر کسو نے سنا تو کیا حاصل
اور سے کب کھلے ہے عقدۂ دل
کوئی دم گر اکیلے پاؤں اُسے
درد دل تک ذرا سناؤں اُسے
دل کا شاید بخار نکلے جب
یہ جو کھٹکے ہے خار نکلے جب

غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ہے یا کسو کے مٹائے مٹتا ہے
جس کے جی پر پڑے وہی جانے اور کے دل کی اور کب جانے

میں نے کردی ہے اب خبر تجھکو
مل نہ جاوے کہیں اثر تجھکو
تو خبردار گو کہ ہووے گا
دیکھیو آپھی جو کہ ہووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا
کیسا تیرا غرور نکلے گا
اُس کے ہاتھ اب کے بار آ تو سہی
پھر سلامت تو بچ کے جا تو سہی
خیر وہ تو جو ہو گی سو ہوگی
اب تو مرنا ہے عشق کا روگی

اب نہ دن ہی کٹے نہ رات کٹے
کس طرح عرصۂ حیات کٹے

رات کاٹے کوئی کہ دن کاٹے
بات بنتی نہیں ہے بن کاٹے
عمر یوں کاٹے کس کو بھاتا ہے
تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ہے
ہے شب ماہ دل پہ یوں پیارے
جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے

جس کے آنے کا لگ رہا ہے خیال
روز درپیش ہے یہی جنجال
گر ابھی رہ دو چار ہو جاوے
پھر سر تو پہار ہو جاوے

دانتوں کی تعریف میں :

یو تو کہنے کو جیسے موتی ہیں
باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں
گو ہزار آب دار موتی ہے
یہ صفا کوئی اُس میں ہوتی ہے

اپنی حیرت میں ایک تو ہوں میں
تس پہ حیران لوگ کرتے ہیں
میری تیری طرف یہ تکتے ہیں
کچھ کچھ آپس میں بیٹھے بکتے ہیں
کوئی ایدھر کو دھیان رکھتا ہے
کوئی باتوں پہ کان رکھتا ہے
کوئی آپس میں آنکھ مارے ہے
کوئی چھپ دریچے اشارے ہے

کوئی پکڑے ہے منہ کی بات کہی
کوئی کہتا ہے دیکھ، رہ تو سہی
کوئی پھینکے ہے بیٹھا آوازے
کہ یہ کھینچیں گے اس کے خمیازے
کوئی حیران بن کے بیٹھے ہے
کوئی انجان بن کے بیٹھے ہے
کوئی آنکھیں ادھر کو گاڑے ہے
کوئی نظریں چرائے تاڑے ہے
کوئی چتون کو اب پرکھتا ہے
کوئی تیوری پہ دھیان رکھتا ہے
ہر کوئی ہے اسی کے اب درپے
کہ بھلا دیکھوں بات یہ کیا ہے

....

اب کہاں تجھ کو دیکھ سکتا ہوں
بیٹھا اوروں کے منہ کو تکتا ہوں
تجھ کو دیکھوں کہ آہ اِن کی سنوں
سبھی دشمن ہیں کس کو دوست کہوں

....

پہلے سو بار اِدھر اُدھر دیکھا
تب تجھے ڈر کے یک نظر دیکھا
نہیں معلوم کیا کیا اِن کا
ہم غریبوں نے کیا لیا اِن کا

کس لئے اس قدر تو ڈرتا ہے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ہے
ٹک سمجھ تو کسی کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجھہ سے نظریں جو تو چراتا ھے
چور اپنے تئیں ٹھراتا ھے

یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں ھوں
کبھی پوشیدہ میں جو دیکھوں ھوں

چور ھیں ھم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ھے پیشتر کیا تھی

اپنے اوپر کریں ھیں سب کو قیاس
ھم تو اِن باتوں کے نہ آس نہ پاس

تو جو ملنے سے جی چھپاتا ھے
آنکھہ کُھل کر نہیں ملاتا ھے

خلق اس سے کچھہ اور سمجھے ھے
ھاں برائی کے طرز سمجھے ھے

راہ یہ بات کا چھپانا ھے
یا کہ اور آپ خود جتانا ھے

اِس پہ لڑکوں نے زور ٹھیرایا
ھمیں آپس میں چور ٹھیرایا

یہ بہ تکرار آزمایا ھے
بارھا دیکھنے میں آیا ھے

جس قدر بات کو چھپاتے ھیں
لوگ اتنا ھی صاف پاتے ھیں

دیکھہ میری طرف تو اب ندھڑک
ساتھہ مل بیٹھہ اس قدر نہ بھڑک

پھر جو بولے کوئی تو میں جانوں
بات کھولے کوئی تو میں جانوں

لوگ تیرے جو پاس آتے ھیں
سن کے میرے حواس جاتے ھیں

هوش اُن کے ٹھکانے رہتے ہیں
تیری سنتے ہیں اپنی کہتے ہیں

میں جو تجھہ سے دوچار ہوتا ہوں
پھر تو بے اختیار ہوتا ہوں

جس گھڑي تیرے پاس جاتا ہوں
بس نپٹ بے حواس جاتا ہوں

سارے منصوبے بھول جاتے ہیں
ہاتھہ پانو اپنے بھول جاتے ہیں

منہ کو حسرت سے دیکھہ رہتا ہوں
پھر نہ سنتا ہوں کچھہ نہ کہتا ہوں

بات کہنی تھی اور نکلی اور
بے حواسی تک ایک کرنا غور

جب بجائے خود اپنے آتا ہوں
دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ہوں

جی میں کہتا ہوں کھا کے پچھتاوے
اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاوے

بارہا اس کو آزمایا ہے
یہی حال خراب پایا ہے

ہجر میں جی ہے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

اِن واردات قلبی کے علاوہ اثر نے ایک سراپا بھی لکھا ہے جسکے تقریباً تین سو شعر ہوں گے- سراپا ہماری شاعري میں ایک پامال مضمون ہے اور اُس کی تشبیہیں اور استعارے اس قسم کے ہیں کہ بعض اوقات مضمون مضحکہ خیز ہوجاتا ہے' تاہم اُنھوں نے اِس میں خوب خوب شعر نکالے ہیں- سراپا کے لئے

زیادہ تر فارسی تشبیہیں استعمال کی جاتی ہیں مگر میر اثر نے کہیں کہیں ہندی تشبیہوں سے بھی کام لیا ہے - مثال کے لیے یہ شعر ملاحظہ ہوں :-

کہی جاتی نہیں کھر کی لچک
پائی چیتے نے کب یہ ایسی لپک

یوں سیہ مست جھولے آتے ہیں
مست جوں ہاتھی ہولے آتے ہیں

مانگ موتی بھری وہ دے ہے بہار
جیسے بگلوں کی بدلی میں ہو قطار

سراپا میں کوئی عضو نہیں چھوڑا اور اس دھن میں وہ حد سے آگے نکل گئے ہیں —

اس سے بڑھ کر میر صاحب نے اختلاط کے موقعے کی جو باتیں لکھی ہیں، اُس میں تو خوب کُھل کھیلے ہیں اور پردہ بالکل اُٹھا دیا ہے - مولانا حالی مرحوم کی نظر سے یہ مثنوی نہیں گزری تھی، اس کے متعلق بعض احباب سے سنا تھا اور ایک دو شعر خود اُنھیں یاد تھے، اس پر سے انھوں نے یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ شوق نے اپنی مثنویوں کی بنیاد میر اثر ہی کی مثنوی پر رکھی ہے اور مثالاً ایک شعر بھی لکھا ہے جو شوق کے ہاں صرف ایک لفظ کے ادل بدل سے بجنسہ موجود ہے- چنانچہ وہ اپنے "مقدمۂ شعر و شاعری" میں لکھتے ہیں:-

" یہ بات تعجب سے خالی نہیں کہ نواب مرزا شوق کو اپنے اسکول کے بر خلاف مثنوی میں ایسے صاف اور با محاورہ زبان برتنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا - کیونکہ جب سوسائٹی کا رخ دوسری طرف پھرا ہوا ہوتا ہے تو اُس کے مخالف رخ بدلنے کے لئے کسی خارجی تحریک کا ہونا ضروری ہے- ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی خواجہ میر اثر دہلوی نے جو مثنوی لکھی ہے، جس کا نام "خواب و خیال"

سکتے ہیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ تھی اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حالی کا قیاس کس قدر صحیح تھا ۔ اس خاص موقع کے چند شعر دونوں مثنویوں سے نقل کئے جاتے ہیں :—

خواب و خیال	بہار عشق
ہاتھا پائی میں ہانپتے جانا	ہاتھا پائی میں ہانپتے جانا
کُھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا	چھوٹتے کپڑوں کو ڈھانپتے جانا
ہولے ہولے پکارنے لگنا	چپکے چپکے پکارتی تھی کبھی
ڈھیلے ہاتھوں سے مارنے لگنا	ڈھیلے ہاتھوں سے مارتی تھی کبھی
وہ ترا پیار سے لپٹ جانا	کھول کر دل چمٹ چمٹ کے ملا
اور دل کھول کے چمٹ جانا	کیسا کیسا لپٹ لپٹ کے ملا
وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا	کبھی منہ سے دیا چبا کر پان
وہ ترا جیب کا لڑا دینا	کبھی مل کر لڑی زباں سے زبان

اگر دونوں مثنویوں کے اس قسم کے اشعار برابر برابر رکھ کر پڑھے جائیں تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ مرزا شوق نے "خواب و خیال" ہی کو اپنا نمونہ بنایا اور اسی مثنوی پر سے اُنھیں اِس قسم کی زبان لکھنے کا خیال پیدا ہوا ، کیونکہ (شوق) کے زمانے میں لکھنؤ میں شاعری لفظوں کا گورکھ دھندا ہو کے رہ گئی تھی اور تصنع اور تکلف انتہا درجے کو پہنچ گیا تھا —

لفظی رعایت بھی کہیں کہیں نظر آتی ہے ، مگر بہت کم اور وہ بھی زیادہ تر سراپا ہی میں پائی جاتی ہے ۔

میر اثر بزرگ اور بزرگ زادے تھے ، درویشی اُن کا شعار تھا ، اس لئے تعجب ہوتا ہے کہ انھوں نے بعض مقامات پر ایسی کُھلی کُھلی باتیں کیونکر لکھدیں ۔ مثنوی کے شروع میں اُنھوں نے خود اس کا ذکر کیا ہے ۔ عشق کا ذکر کرتے کرتے فرماتے ہیں :—

الغرض آگیا تھا ذکر مجاز — تس پہ کھولا ہے اس کا راز و نیاز

عشق صوری کی اِس میں ہیں حالات — اور اِس راہ کی ہیں کیفیات

رکھا تھا اور جس کی شہرت ایک خاص وجہ سے زیادہ تر پورب میں ہوئی تھی، اُس مثنوی میں جیسا کہ ہم نے اپنے بعض احباب سے سنا ہے، تقریباً ۴۰-۴۵ شعر اسی قسم کے ہیں جیسے کہ شوق نے "بہار عشق" میں اختلاط کے موقع پر اُن سے بہت زیادہ لکھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شوق کو ایسی صاف زبان برتنے کا خیال اُس مثنوی کو دیکھ کر پیدا ہوا۔ اور چونکہ وہ ایک شوخ طبع آدمی تھا اور بیگمات کے محاورات پر بھی اُس کو زیادہ عبور تھا، اُس نے اپنی مثنوی کی بنیاد "خواب و خیال" کے اُنھیں ۴۰-۴۵ شعروں پر رکھی اور اُن معاملات کو جو خواجہ میر اثر کے ہاں ضمناً مختصر طور پر بیان ہوے تھے، اپنی مثنوی میں بہت وسعت کے ساتھ بیان کیا اور جس قسم کے محاوروں کی اُنھوں نے بنیاد قایم کی تھی، شوق نے اُس پر ایک عمارت چن دی۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ "خواب و خیال" کے اکثر مصرعے اور شعر تھوڑے تفاوت سے "بہار عشق" میں موجود ہیں"—

جب گلشن ہند چھپی، جس میں اثر کا بھی تذکرہ ہے، تو اس میں چند اشعار اِس مثنوی کے بھی نظر آے۔ اتفاق سے صاحب تذکرہ نے سراپا کے بعض معمولی شعر نقل کر دئیے ہیں جن سے اس مثنوی کی خوبی کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ ان اشعار کو دیکھ کر مولانا شبلی مرحوم نے تذکرے کے حاشیے پر یہ خیال ظاہر فرمایا ہے:—

"مولوی حالی صاحب نے اپنے دیوان کے مقدمے میں لکھنؤ کی شاعری میں صرف نواب مرزا شوق کی مثنویوں کا اعتراف کیا ہے، لیکن چونکہ اُن کے نزدیک شعراے لکھنؤ سے ایسی فصاحت اور سلاست کی توقع نہیں ہوسکتی، اِس لئے اِس کی وجہ یہ قرار دی کہ نواب مرزا نے خواجہ میر اثر کی مثنوی دیکھی تھی اور اُس کا طرز اُڑایا تھا، یہ اشعار اُسی مثنوی کے ہیں۔ اس کا فیصلہ خود ناظرین کرسکتے ہیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ ہو سکتی ہے"—

اب جو یہ مثنوی ہمارے سامنے موجود ہے تو ہم بلاشبہ یہ کہہ

حال ہے مبتلاے رسوا کا
وصف ہے یار کے سرا پا کا

ہر کسو کی نہیں شبیہ و مثال
ہے یہ تصویر ازقبیل خیال

اگرچہ یہ تصویر خیالی ہے مگر کس قدر سچی ہے۔
اس کے بعد کہتے ہیں :—

ظاہر گفتگو بہانہ ہے
توسن دل کو تازیانہ ہے

بہر یاران شوخ طبع جواں
نکتہ‌رس شعر فہم ریختہ خواں

ایک بھی طرح یہ نکالی ہے
بات کی طرز کچھہ نرالی ہے

تاکہ افسردگی سے گر ماویں
گھڑی چھوڑ راہ پر آویں

کچھہ نصیحت نہ واعظانہ ہے
بلکہ یہ پند عارفانہ ہے

اور اس طور پر نصیحت کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ :—

عشق کی حالتوں کو زبانہ کریں
سارے خطروں سے پاک سینہ کریں

دل جلوں کا ہے دل کی لاگ علاج
آگ کے جوں جلے کا آگ علاج

مگر ان معاملات میں یہ علاج اکثر کارگر نہیں ہوتا بلکہ مخالف پڑتا ہے۔ آگے چل کر بطور معذرت کچھہ کہتے ہیں اور اپنی صفائی کرتے ہیں :—

پڑگیا اس میں یوں سخن کا رنگ
ہیں مضامین بہت شوخ و شنگ

بے طرح گرچہ لغویات ہے یہ
پر خدا جانتا ہے بات ہے یہ

کام مجکو کسی کے ساتھہ نہیں
یہ سرشتہ ہی میرے ہاتھہ نہیں

چھپی رہتی نہیں کسی کی معاش
نظر آتی ہے سب کی بود و باش

میں کہاں اور یہ خیال کہاں
ھجر کس کا (اثر) وصال کہاں

....

بات میں بات کچھہ نکل آئی
ہوگئی یوں ہی طبع آرائی

وضع اس کی ہوئی خلاف طبع
ہے مجھے اس سے انحراف طبع

نہ کہوں عہد (؟) ہے گو اُس کو تمام
لغو بیہودہ ہیچ پوچ کلام

کچھہ سر دست ہنستے ہنستے کہا
بعض یاروں کو سن کے یاد رہا

نہ کیا اس کو داخل دیوان
نہیں یہ نظم شامل دیوان

آزمانا تھا کچھہ روانیٔ طبع
کچھہ دکھانا تھا نوجوانیٔ طبع

ایک دو دن میں کہہ کے پھینک دیا
نہیں معلوم کن نیں اُس کو لیا

اب جو دیکھو کسی کے پاس کہیں
ہیں یہ اُس کے ہی شعر، میرے نہیں

باوجود ان سب باتوں کے فرماتے ہیں کہ جو لوگ سخن فہم اور
ذوق شعر رکھتے ہیں اور جن کے دل میں، سوز و گداز ہے اور

راز و نیاز کی گھاتوں سے واقف ہیں
لطف سب بات کا وہ پاویں گے
جی میں خطرہ بڑا نہ لاویں گے
ورنہ بے درد اِس کو کیا جانے
اور دل سرد اِس کو کیا جانے
سب یہ بے درد نکتہ چیں ہیں گے
قابل گفتگو نہیں ہیں گے

اگرچہ اس مثنوی میں ایک آدھ مقام ایسا آگیا ہے جہاں حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھہ دیا ہے، مگر میر اثر کی زندگی ایسی پاک صاف اور درویشانہ تھی کہ اُن پر کسی کا وہ گماں نہیں ہوسکتا جو شوق کی مثنویاں پڑھ کر ہوتا ہے۔یہاں صرف گنتی کے چند شعر ہیں اور وہاں دفتر کا دفتر اسی سے سیاہ کیا ہے۔ لیکن اس میں کچھہ شک نہیں کہ مثنوی میں اس سلاست و فصاحت کے بانی میر اثر ہی ہیں اور خود فرماتے ہیں:-

نظم کی طرح یہ نرالی ہے
طرز اس کی نئی نکالی ہے

اِس مثنوی کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ ایک بار خواجہ میر درد نے مثنوی کے طور پر از راہ تفنن کوئی سو شعر کہہ ڈالے، وہ میں نے مانگ لئے اور وہی اشعار اِس مثنوی کی بنا قرار پائے۔اگرچہ ہے تو یہ مثنوی کہیں کہیں خود اپنی اور خواجہ میر درد کی اردو فارسی غزلیں جو مثنوی کی بحر میں ہیں، موقع موقع سے آگئی ہیں۔ علاوہ اس کے مثنوی میں بھی خواجہ میر درد کے اشعار ہیں یعنے سو فارسی اور سو ہندوی (اردو) اور سو مثنوی کے، کل تین سو—

بعض بعض جگہ ایسے لفظ آتے ہیں جو اب بول چال میں نہیں ہیں۔ مثلاً مشغولا، بھر مانا (بھرم سے)، بست (بمعنی چیز)

هلنا (بہ فتح ہ) ، دوکھنا (دوس)، الزام ، رنڈی (بمعنی عورت)، کب لگ (کب تک)، دمنا (چمکنا)، مزاخ (مزاح، مذاق)۔ مگر آگو، پیچھو، کد، جد، تروار ایسے لفظ ہیں، جو اب بھی عوام کی زبان پر ہیں—

رسم خط ہم نے رہی رکھا ہے جو اُس وقت رائج تھا اور پرانے نسخے میں لکھا تھا۔ مثلاً 'نے' کو 'نیں' 'متاوے' کو 'میتارے'—

اگر چند الفاظ کا خیال نہ کیا جاے جو اب متروک ہیں تو مثنوی کی زبان ایسی پاک صاف اور شستہ، بول چال ایسی بےساختہ ہے کہ اُس وقت کی اور آج کل کی بول چال میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ صفائی اور بھی زیادہ اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اس میں وہ فارسی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں جو میر اثر کے ہم‌عصر شعرا کے کلام میں نظر آتی ہیں—

افسوس ہے کہ میر اثر کا دیوان اب تک ہمیں دستیاب نہیں ہوا لیکن اس مثنوی میں جا بجا اُن کی غزلیں آگئی ہیں اور اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل میں بھی اُن کا وہی رنگ ہے، اور سادگی اور کلام کی صفائی کے ساتھ درد و اثر بھی ویسا ہی پایا جاتا ہے—

عبد الحق

خواب و خیال

بعد حمد خدا و نعت رسول
کچھ بکے ھے یہ اب ظلوم و جھول

بے محابا کلام ھے یعنے
بیشتر ھیچ و پوچ بے معنے

لغزش گفتگوے مستانہ
ھمگی ھا و ھوے دیوانہ

کچھ نہ قصہ نہ کچھ حکایت ھے
کچھ نہ شکوہ نہ کچھ شکایت ھے

بات ھے بے سرشتہ و بے اصل
ھجر کیدھر کا اور کہاں کا وصل

جلوہ پردازی جہان مثال
نام اس کا یہی ھے "خواب وخیال"

ھیں گی سودائیوں کی حالتیں
شورش عشق کی خرافاتیں

جوش دریاے بیکران عمیق
ایک عالم کیا ھے جنمیں غریق

موج بحر محیط خبط و جنوں
جسمیں ڈوبے ھیں لیلی و مجنوں

کوھکن بھی اسی میں ڈوب گیا
شیریں خسرو کو اونیں غرق کیا

بہ گئے جسمیں وامق و عذرا
نہ بچا اوسمیں جو کہ ھو گذرا

مفت لاکھوں غریب ڈوب گئے
ساتھہ اون کے نصیب ڈوب گئے

اسکی قسمت ھی ڈوبی جو کہ گرا
خیر ڈوبا گیا وو پھر نہ ترا

سخت آفت یہ بحر قلزم ھے
جو پڑا اسمیں خیر* پھر گم ھے

نہ لگا ھاتھہ پر کنار اس کا
نظر آیا نہ وار پار اس کا

ھے گی یہاں آشنائی لا حاصل
نہیں پیدا کسو طرف ساحل

---

* دونوں اصل نسخوں میں "خیر" کا لفظ ھے - لیکن صحیح یہاں "عمر" معلوم ھوتا ھے —

هر طرف موج خیز طغیانی — کشتیاں هیں دلوں کی صوحاسی
تس پہ کرتی هے دلکی بیتابی — کشتی اپنی کو آپ گردابی
هر جگہ پر هزار خطرا هے — شور دریا اسی کا قطرا هے
هر طرف جوش کا تلاطم هے — بحر هے یا کہ مے بهری خم هے
سیل بنیاد افگن عالم — کہ زمیں آسماں کرے برهم
دل کو موج اسکی یوں کرے بیتاب — جسطرح هووے ماهی بے آب
نہ فقط دل هی غوطے کھاتا هے — بلکہ یہاں جی بهی ڈوبا جاتا هے
هر جگہ پر بهنور هے چکر هے — هر نشیب و فراز تکر هے
تهہر طوفان هے کہ جس کی جهلک — جاوے هر دم زمیں سیں تا بفلک
هیں تفکر دلوں کے وهاں گرداب — هے سراسر دل گداختہ آب
مچهلیاں سے تڑپتے هیں بسمل — سیپیاں سے پڑے هیں هرجا دل
کهیں معلوم هے نہ گهات اوس کا — نظر آیا کبهی نہ پات اوس کا
دیدۂ عاشقاں، دل اوس کا هے — لب خشک انکے، ساحل اوس کا هے
نا امیدی سے یہاں هر ایک طرف — دل خالی پڑے هیں مثل صدف
بہتی پهرتی هیں ساری مثل حباب — هر طرف عاشقوں کی چشم پرآب
امڈی آتی هے دل پہ اسکی لہر — سانپ کاتے کا جیسے دوڑے زهر
دل پہ یوں اسکی موج آتی هے — جیسے غارت کو فوج آتی هے
آبرو جان و مال نام و ننگ — ایک لقمہ کریں هیں اسکے نہنگ
کهیں دیکھا تو اسکی تهاه نہیں — کوئی مرکے بهی پہنچے راه نہیں
آشنا اسمیں ڈوبے جاتے هیں — یہاں شناور بهی غوطے کهاتے هیں
گرچہ صورت میں هے سراپا آب — فی الحقیقت نہیں سوائے سراب
ایک عالم کا گهر ڈبویا هے — سارے کاموں سے انیں کهویا هے
گهونٹ پانی کا یہ کبهو نہ پلائے — قطرۂ آب نزع میں نہ جائے*
تشنہ لب عاشقوں کو مارے هے — جوں نہنگ اون پہ منہ پسارے هے
دانۂ اشک اُس کا موتی هے — آبرو یہاں اسی سے هوتی هے

---

* دونوں اصل نسخوں میں "جائے" هے - مگر قیاس چاهتا هے کہ "چوائے" هوگا —

لعل و مرجاں عقیق ' لخت جگر — گہر آبدار ' دیدۂ تر
کام اس سے یہی ہے نا کامی — اسمیں نام آوری ہے بد نامی
مدعا اس سے نا مرادی ہے — حسرت وغم ہی یہاں کی شادي ہے
کام دل چاھنا ہے نادانی — ہے دم نقد یہاں پریشانی
نظر آوے نہ روے آبادی — کہ کوئی ہوے جا کے فریادي
ایک عالم کیا ہے خاک سیاہ — جسکو دیکھا سو ہے بحال تباہ
عشق صوری بڑی ملامت ہے — حاصل اس سے یہی ندامت ہے
کہتے ہیں اسکو ہی ضلال مبیں — نفع دنیا ہے کچھ نہ حاصل دیں
صرف خسران دین و دنیا ہے — منفعت اس میں اور تو کیا ہے
جان جوکھوں ہے دمبدم ہرطرح — دیکھنا غم الم ستم ہر طرح
گر ملاقات ہو تو کیا حاصل — ہجر اور وصل دونوں ' لا حاصل
قیس دیوانہ ہو ہلاک ہوا — لطف لیلی سے اُس کو خاک ہوا
کوھکن مفت سر کو پھوڑ گیا — شیریں کو غیر پاس چھوڑ گیا
ہوا پروانہ آپ جلکے خاک — شمع کے ساتھہ کرکے گرم تپاک
گل سے بلبل نین کچھہ نہ پھل پایا — زار نالی سے کچھہ نہ ھاتھہ آیا
ہو نہ یا رب کسو کا دل بیتاب — نہیں دنیا میں اور ایسا عذاب
دل گرفتار ہو نہ صورت کا — کوئی پابند ہو نہ الفت کا
کہیں وابستہ اب مزاج نہ ہو — اپنی* صورت سے احتیاج نہ ہو
آہ یا رب کسو سے دل نہ ملے — تجھہ سوا اب کسو سے دل نہ ملے
بس مناجات سے یہی ہے غرض — کسی دشمن کو بھی نہ ہو یہ مرض
دل کسو کا کسو سے بند نہ ہو — سانپ کاٹے پہ یہ گزند نہ ہو
اس ملامت سے ہے بچاؤ ضرور — نہیں لازم کہ ہووے فسق و فجور
الفت پاک وصاف بھی ہے ستم — دل پریشاں کرنے کو نہیں کم
اور بد بات تو خدا نہ کرے — ھیچ کافر کو مبتلا نہ کرے
قابل دوستی ہے کب کوئی — اپنی ہی گوں تکے ہے سب کوئی

---

* "اپنی" یہاں بے محل سا معلوم ہوتا ہے - کیا عجب کہ "اچھی" ہو—

نام معشوق مفت ہے بد نام　　یہاں توعاشق بھی ہیں سبھی خودکام
لہر میں اپنی آپ جاتے ہیں　　واسطه یار کا بتاتے ہیں
باولے ہیں یونہیں یہ سودائی　　دیکھیں اپنی نہ اس کی رسوائی
عاشق اپنے تئیں گنواویں ہے　　کام معشوق کے نہ آویں ہے
ناحق اپنے تئیں ہلاک کریں　　پاس اس کا ولے نہ خاک کریں
اوسکے ہوتے نہیں موافق طبع　　کوئی ہوا کہیں موافق طبع
یار ان کا خیال ان کا ہے　　انا اپنی کمال ان کا ہے
آہ سارا یہ ہے جہان غلط　　دوستی کا ہے یاں گمان غلط
واقعی کون کس کو چاہے ہے　　ہر کوئی وہم میں نبا ہے ہے
کون معشوق کون عاشق ہے　　کون کاذب ہے کون صادق ہے
یونہیں دو روز کا ہے وہم اپنا　　ہے سراسر قصور فہم اپنا
بوالہوس ہیں ہوا پرست نفس　　عشق وہ ہے جو ہو شکست نفس
نفس کافر نہ کوئی مار سکے　　یہ تو مارے مرے، نہ کاٹے کٹے
اپنے مارے پہ اور جیتا ہے　　جو کہ ہارے وہی تو جیتا ہے
آپھی اپنا حریف ہے نہیں غیر　　ہے خودی سے یہاں خدائی سے بیر
جوکہ ازخودکریں ہیں نفس کشی　　نفس شیطان کی کریں ہیں خوشی
یہ تو مردود زہد و طاعت سے　　اور سر کھینچے ہے رعونت سے
اپنے ہاتھوں کوئی یہ مرتا ہے　　کام فضل خدا ہی کرتا ہے
مدد پیر سے ہلاک کرے　　مثل اکسیر مار خاک کرے
جسقدر اپنے پیر پر ہو فدا　　اوسقدر ہوے ہے فنا و بقا
اور اوسکے سوائے سب الفت　　ہے سراسر کدورت و کلفت
صرف پابندی و گرفتاری　　رنج و تشویش و ذلت و خواری
ساری دنیا کو خوب دیکھا آہ　　ہے محبت، محبت اللہ
جس سے قایم ہے آسمان و زمیں　　جس سے آوے دلوںمیں صدق ویقیں
واقعی عشق پیر کا ہے عشق　　مرشد دستگیر کا ہے عشق
ہے حقیقت کا قنطرہ یہ مجاز　　نہ کہ فسق و فجور شر پرداز
ہے یہی عشق رہنماے وصول　　ہے یہی عشق باب رشد وقبول

ہے یہی عشق کاشف اسرار — ہے یہی عشق مطلع انوار
ہے یہی عشق موجب برکات — ہے یہی عشق باعث ثمرات
ہے یہی عشق آدمی کا شرف — ہے یہی عشق راہ حق کی طرف
ہے یہی عشق قوت ایمان — ہے یہی عشق شدت عرفان
ہے یہی عشق کان فضل و کمال — ہے یہی عشق جان قرب و وصال
ہے یہی عشق دل کا عیش و نشاط — ہے یہی عشق زندگی کی بساط
ہے یہی عشق قوت روح و رواں — ہے یہی عشق قوت دل و جاں
ہے یہی عشق جی کی آزادی — ہے یہی عشق دل کی آبادی
ہے یہی عشق لذت و آرام — ہے یہی عشق خوشدلی مدام
ہے یہی عشق رستگاری دل — ہے یہی عشق دستداری دل
ہے یہی عشق کیمیا اکسیر — ہے اسی عشق میں اثر تاثیر
ہے یہی عشق جامع اضداد — یہی بندہ کرے یہی آزاد
عشق یہ ہے تو جانگدازی ہے — اور سب عشق عشقبازی ہے
دل انسان کی شفا ہے یہ — سارے امراض کی دوا ہے یہ
یہی سیماب دل کو خاک کرے — یہی سب جسم و جاں کو پاک کرے
یہی سارے تعلقات چھٹائے — یہی یہاں کے توہمات مٹائے
چین دل کو اسی سے ہوتا ہے — غم دنیا یہی تو کھوتا ہے
یہی دیوے یقین و اطمینان — یہی کھولے حقیقت ایمان
ہے اسی عشق کا یہ جوش و خروش — رہنے دیتا نہیں مجھے خاموش
بات کچھ ہو ادھر کو کھینچے ہے — دل کو بے اختیار اینچے ہے
اب یہی عشق جوش مارے ہے — نام محبوب کا پکارے ہے
ہوں فدا اوس جناب والا کا — اپنے محبوب حق تعالیٰ کا
نقش دل ورد جان ہے یا ناصر — دمبدم ہر زبان ہے یا ناصر
ذات والا ہے حضرت ناصر — ہے نگہبان باطن و ظاہر
وہ کہ غفلت دلوں میں آنے نہ دے — ما سوا کی طرف کو جانے نہ دے
نیک ہوں یا کہ بد میں اوسکا ہوں — از ازل تا ابد میں اوسکا ہوں
نام اوس نین ہی جب دیا ہے اثر — درد نین اوسکے تب کیا ہے اثر

درد کی ذات پاک کا ہوں غلام   دل و جانسے جپوں ہوں اوسکا نام
اپنے محبوب پیر کے صدقے   حضرت خواجہ میر کے صدقے
میں نین سودا کیا ہے اوسکے ساتھہ   دست بیعت دیا ہے اوسکے ھاتھہ
ھاتھہ پکڑے کی ہے اوسی کو لاج   وھی دونوں جہاں میں ہے سرتاج
قابل عشق ذات اوسکی ہے   برتر از گفت بات اوسکی ہے
جو کہ اوسکے جذاب کے ہیں غلام   گو کریں وے ہزار گونہ کلام
دل بہ غفلت کبھو نہ مائل ہو   بات حق سے کوئی نہ حائل ہو
عشق مطلق کھلا ہے اوسکے سبب   صوری و معنوی ورے ہیں سب
کھول دے ہے حقیقت ہر امر   منکشف کی ہے صورت ہر امر
نہیں لازم کہ اوس میں در آوے   کنہ اوسکی تب ہی نظر آوے
الغرض آگیا تھا ذکر مجاز   تس پہ کھولا ہے اوسکا راز و نیاز
عشق صوری کے اسمیں ہیں حالات   اور اس راہ کی ہیں کیفیات
حال ہے مبتلائے رسوا کا   وصف ہے یار کے سراپا کا
پر کسو کی نہیں شبیہ و مثال   ہے یہ تصویر از قبیل خیال
پہلے عاشق کا ہے خراب احوال   پھر بہ تقریب وصف حسن و جمال
بات ہے ایک جسکا سر ہے نہ پانو   شخص کوئی نہیں ہے جو لیوں ناؤ
ظاہر گفتگو بہانہ ہے   تو سن دل کو تازیانہ ہے
پھر یاراں شوخ طبع جواں   نکتہ رس شعر فہم ریختہ خواں
ایک بی * طرح یہ نکالی ہے   بات کی طرز کچھہ نرالی ہے
تا کہ افسردگی سے گرما ویں   گمرھی چھوڑ راہ پر آویں
کچھہ نصیحت نہ واعظانہ ہے   بلکہ یہ پند عارفانہ ہے
آگئی ہے ترنگ مستانہ   ہم حریفانہ و ظریفانہ
تا نہ سمجھیں ز راہ بیدردی   صرف بے الفتی و دل سردی
دل لگا کر سنیں حقیقت کو   سمجھیں لاحاصل اس مصیبت کو
عشق کی حالتوں کو زینہ کریں   سارے خطروں سے پاک سینہ کریں
دل جلوں کا ہے دل کی لاگ علاج   آگ کے جون جلے کا آگ علاج

* بھی

عشق کی تیغ پہلے تیز کریں — سب سے پھر قطع کر گریز کریں

پڑ گیا اسمیں یوں سخن کا رنگ — ہیں مضامین بہت شوخ وشنگ

بے طرح گرچہ لغویات ہے یے — پر خدا جانتا ہے بات ہے یے

کام مجھکو کسی کے ساتھہ نہیں — یہ سررشتہ ہی میرے ہاتھہ نہیں

چھپی رہتی نہیں کسی کی معاش — نظر آتی ہے سب کی بود و باش

میں کہاں اور یہ خیال کہاں — ہجر کسکا اثر وصال کہاں

مجھہ تلک تو خودی * کو بار نہیں — اور تو کیا میں اپنا یار نہیں

صرف اللہ ہی یار اپنا ہے — بس وہی دوستدار اپنا ہے

نہیں مجکو کسو سے کچھہ سروکار — کبھو دیکھا نہیں یہ کار و بار

دیکھوں کسکو میں از براے خدا — نظر آتا نہیں سواے خدا

کون ہے جس پہ میں نگاہ کروں — کوئی ہووے تو اس سے راہ کروں

کسکو دیکھوں کروں میں کس پہ نگاہ — سب طرف جلوہ گر ہے وجہ اللہ

وحدہ لاشریک لہ ہے وہی — کیجئے جس طرف نگہ ہے وہی

چشم بینا ملے ہے جس کے تئیں — دیکھے اوسکے سوا وو کسکے تئیں

ہیچ و نا چیز تھا میں ننگ عدم — مجھہ پہ حق کا جو ہے یہ فضل کرم

سب یہ ہے میرے پیر کا صدقا — حضرت خواجہ میر کا صدقا

یہ اوسی کی نگاہ کا ہے اثر — دونوں عالم پے جو پڑے ہے نظر

جو کہ اوسکے بدل فدا ہیں گے — ساری خلقت سے وے جدا ہیں گے

نہ کسو سے غرض نہ مطلب ہے — اور تو کام کچھہ اونہیں کب ہے

دل کو آباد کردیا اوس نین — سب سے آزاد کردیا اوس نین

دل مرا اونین پاک و صاف کیا — با وجود خطا معاف کیا

ورنہ میں تو نپٹ ہی عاصی ہوں — سر بسر غرق در معاصی ہوں

اپنے ذاتوں ہوں میں تو ناکارا — ہرزہ گو ہیچ و پوچ آوارا

کبھو عرش برین کی میں کہوں — کبھو باتیں زمین کی میں کہوں

دیکھہ تو باوجود این ہمہ حال — کہا بشوخی کیا ہے قال مقال

گرچہ اس کا دل و دماغ نہ تھا — طبع آزاد کو فراغ نہ تھا

---

* خود ہی

بات میں بات کچھہ نکل آئی — ہوگئی یوں ہی طبع آرائی
وضع اسکی، ہوئی خلاف طبع — ہے مجھے اس سے انحراف طبع
نکہوں عہد * ہے گر اوس کو تمام — لغو بیہودہ ہیچ پوچ کلام
کچھہ سردست ہنستے ہنستے کہا — بعض یاروں کو سنکے یاد رہا
نہ کیا اس کو داخل دیوان — نہیں یہ نظم شامل دیوان
آزمانا تھا کچھہ روانیء طبع — کچھہ دکہانا تھا نوجوانیء طبع
ایکدو دن میں کہہ کے پھینک دیا — نہیں معلوم کسنے اس کو لیا
اب جو دیکھو کسو کے پاس کہیں — ہیں یہ اُس کے ہی شعر میرے نہیں
ایک تو ریختہ ہے سہل زباں — دوسرے جبکہ ہو بشوخی بیان
پھر تو قابل نہیں سنانے کے — نہیں لایق کہیں دیکھانے کے
بسکہ سمجھیں ہیں اسکو سارے عوام — جنکو نے نظم سے نہ نثر سے کام
شعر کو ایک بات جانے ہیں — پر غلط لغو بات جانے ہیں
ہاں مگر جو کوئی کہ شاعر ہو — فن شعری میں آپ ماہر ہو
ہو مضامین شعر سے آگاہ — اور رکہتا ہو کچھہ سخن سے راہ
وہ تو جانے کہ یہ بھی ہے ایک نہج — یوں تو کہنا نہیں ہے ایسا سہج
یوں صفا سے کہا نہیں جاتا — اس طرح کہنے میں نہیں آتا
نہیں آساں کہے بایں انداز — اور ہر جا ہو بات کی پرداز
موج بحر سخن سرائی ہے — کچھہ کہے ہے جو لہر آئی ہے
یا جو کوئی کہ یار صادق ہوں — بے تکلف بدل موافق ہوں
عاشقانہ پڑا ہو صرف مزاج — ہو کسو سے انہیں نہ کام نہ کاج
دلمیں رکھتے ہوں تک بھی سوز وگداز — کچھہ سمجھتے ہوں حرف رازونیاز
عالم دوستی سے ہوکے خبر — رکھتے ہوں گے دلوں میں درد و اثر
لطف سب بات کا وو پاویں گے — جی میں خطرا برا نہ لاویں گے
ورنہ بیدرد اسکو کیا جانے — اور دل سرد اس کو کیا جانے
سب یہ بیدرد نکتہ چیں ہیں گے — قابل گفتگو نہیں ہیں گے

---

* دونوں نسخوں میں عہد کا لفظ ہے - ہمارا قیاس ہے کہ اصل میں حیف یا ایسا ہی کوئی لفظ ہو گا۔

قصہ کوتاہ ان سے کام نہیں — ایسے اشخاص سے کلام نہیں
خیر جو کوئی سمجھے سو سمجھے — ذہن میں اپنے چاھے سو سمجھے
گفتگو یہ کسو کے ساتھہ نہیں — جوں قلم بات اپنے ھاتھہ نہیں
حرف جو جو زبان پہ آوے ھے — بے خبر منہ سے نکلے جاوے ھے
ھے نہ کچھہ شعروشاعری منظور — کچھہ نہ تقریب ظاھری منظور
نظم کی طرح یہ نرالی ھے — طرز اسکی نئی نکالی ھے
مثنوی گرچہ ھے ولے ھرجا — اور بھی شعر آگئے ھیں جدا
اپنی غزلیں جو یاد آئی ھیں — اونکے موقع میں پڑہ سنائی ھیں
بعض اشعار فارسی بھی کہیں — کچھہ بتقریب آگئے ھیں یونہیں
اور جو ھے کلام حضرت کا — وھاں جتایا ھے نام حضرت کا
بات میں تاکہ درد پیدا ھو — کچھہ سخے سے اثر ھویدا ھو
نہیں اسمیں سوائے درد و اثر — کہیں کوئی کچھہ اور چیز دگر
شعر حضرت کے کچھہ جوپائے ھیں — اس سراپا میں بھی ملائے ھیں
واسطے سب کی یہاں ضیافت کے — تین سوشعر ھیں گے حضرت کے
فارسی سو ھیں ھندوی سو ھیں — باقی اشعار مثنوی سو ھیں
تین سو یہ ھوے یہ تین ھزار — سب اسی تخم کا ھے برگ وبار
ایک دن جو مزاج میں آیا — بہ تفنن کچھہ ایک فرمایا
کہے سو شعر مثنوی کے طور — دفعتاً دم میں بے تامل و غور
پھر اوسی وقت کہہ کے دور کئے — یاد رکھہ کر وو ھیں میں مانگ لئے
یہی اشعار ھیں بنائے کلام — متفرع اوسی پہ ھے یہ تمام
آپ کہہ کر جو دور فرمایا — وھی اس نظم کا ھے سرمایا
یوں ھزاروں ھی شعر فرماے — ذکر مذکور میں وو کب آے
یہ تو اوسوقت مجکو یاد رھے — کہ اجازت سے اوس پہ اور کہے
بسکہ یہ سو غلام کو ھی دئے — نام حضرت جتا جدا نہ کئے
بے جتائے یہ سو ملائے ھیں — وہ جو دو سو ھیں وہ جتائے ھیں
بس جوکچھہ قابل انتخاب کے ھوں — وہ عنایات اوس جناب کے ھیں
٭ کوئی پوشیدہ رہ سکے! وو کلام — بر رسول و بر آل اوست سلام

اور جو دیکھئے حقیقت میں خواہ معنی میں خواہ صورت میں
ہم ہیں خود آپ اوس کا نام و نشان ہے ہمارا بیاں اوسی کا بیان
ہم ہیں بندہ وو ہے ظہور خدائے ہم، ہمارے عمل ہیں اوس کے بنائے
جو کہا سب اوسے سنایا ہے دست اصلاح نیں بنایا ہے
میں بھی اوسکا کلام بھی اوسکا بعض کیسا تمام ہی اوسکا
ظاہر و باطن اوس کا سوختہ ہوں ورنہ بالذات ہوش باختہ ہوں
جستجو ہے تو اوس کی ذات کی ہے گفتگو ہے تو اوس کی بات کی ہے
کام ہے تو اوسی کی ذات سے ہے بات ہے تو اوسی کی بات سے ہے
جو کہے اوس کی ذات پاک کہے اور کوی کہے تو خاک کہے
واقعی حق کلام اوس کا ہے کہنا حق بات، کام اوس کا ہے
ہے وظیفہ اثر کلام درد ورد اپنا یہی ہے نام درد
درد عاشق کی ہے دوا، وو کلام درد مندوں کی ہے شفا، وو کلام
شعر حضرت نیں جس زباں میں کہے تا قیامت وو یادگار رہے
شاعری وہاں کا کچھہ کمال نہیں فخر ہے بلکہ شاعری کے تئیں
ریختہ نیں یہ تب شرف پایا جبکہ حضرت نیں اوسکو فرمایا
مرتبہ ریختہ کا اور ہوا معتبر فارسی کے طور ہوا
یہ فصاحت زباں کی ہے کہاں یہ بلاغت بیاں کی ہے کہاں
کہیں یہ بات پائی جاتی نہیں یوں حقیقت دکھائی جاتی نہیں
شعر سب اسطرح حقیقت کے نہیں دیکھے سوائے حضرت کے
جو کہ اہل سخن ہیں مانتے ہیں قدر صاحب مذاق جانتے ہیں
نظم یا نثر جو کہا ہے کلام ہے وو بے شبہہ سر بسر الہام
حل ہوے ہیں مسائل توحید سب وو روح القدس کی ہے تائید
کیا کہوں اوسکی میں قبولیت سن کے ہوتی ہے دل کو محویت
ہے موثر نپٹ ہی در دل و جاں سارے عالم کے نت ہے ورد زباں
بسکہ تضمیں وہ کلام ہوا تب یہ مقبول خاص و عام ہوا
چونکہ ہستم سیاہ مست سخن می سپارم عناں بدست سخن
کہ جلو ریز رخش خامہ شود آمد و رفت قطرہ زن نکند

تازه ملک معانی رنگین — تازه مضمون و قابل تحسین
ارمغاں بهر دوستاں آرم — رشک صد باغ و بوستان آرم
دید کن گلشن معانی را — گل و گلزار نکته دانی را
همه گل کرد نو بهار سخن — چهره افروز شد نگار سخن
هست طبع رواں چو آب رواں — زندگی بخش جاں زنده دلاں
ز آبداریء حرف و رنگ سخن — صفحهٔ کاغذ است رشک چمن
در صفا جلوه گاه دلدار است — آئینه از برائے دیدار است
اند کے داد ایں بباید داد — دل ناشاد تاکه گردد شاد
شورش عشق را تماشا کن — سیر جوش جنوں و سودا کن
حرف عاشق شنیدنی دارد — عالم شوق دیدنی دارد

بیان اختلال احوال عاشق خسته حال و ذکر کوفت و ملال آں شکسته بال

کون جانے هے درد مند کا حال — دل سوزاں مستمند کا حال
ایک مدت تلک نه تها معلوم — کس بلا میں پڑا هے یه مظلوم
بن کهے، حال کون جانے هے — چپ رهے، حال کون جانے هے
دل کا مالک نهیں سوائے خدا — پوچهے، کس کو غرض برائے خدا
ایک عمر اسکا مجکو کهوج رها — دل په اس بات کا هی بوج رها
کچهه نه کهلتا تها کیا مرض هے اسے — آه وزاری سے کیا غرض هے اسے
دل په اب اسکے کیا گزرتا هے — یه جواں یوں جو مفت مرتا هے
کس لئے اسکی نیند و بهوک گئی — کیا مصیبت پڑی هے روز نئی
کس لئے ٹهنڈے سانس بهرتا هے — کس لئے آه و ناله کرتا هے
کس لئے زار زار رووے هے — کس لئے ڈاڑهیں مار رووے هے
کس لئے بیحواس رهتا هے — کس لئے یوں اداس رهتا هے
کس لئے یوں رهے هے من مارے — کس لئے مفت دے هے جی هارے
کس لئے یوں رهے هے بیخور وخواب — مضطرب جیسے ماهئی بے آب
یوں جو سوکهے هے کیا اسے دق هے — یا کسو شخص پر یه عاشق هے

یا کہ اس کو جنون و سودا ہے
کچھہ دماغی خلل یہ پیدا ہے

یا کہ مجذوب ہے یہ مستانہ
ہے غرض زور کوی دیوانہ

ظاہرا پر کسو پہ شیدا ہے
سب علامات عشق پیدا ہے

دیکھو جس وقت اشک جاری ہے
نالہ فریاد آہ و زاری ہے

نہ کسو سے ہنسے نہ بولے ہے
بات دل کی کہیں نہ کھولے ہے

حال پوچھو تو خیر رونے لگے
اور الٹے خفیف ہونے لگے

بن کہے آپ ہی آپ بکتا ہے
بات پوچھو تو منہ کو تکتا ہے

کیا کری دوستی بجا لاوے
کس طرح کوی اسکو بہلاوے

کیا کوی اسکی دوستداری کرے
کیا کوی اسکی غم گساری کرے

غور و پرداخت کیا کرے کوی
کی نہیں جاتی اوسکی دلجوئی

کیا کہوں باتیں کیا دوانی ہیں
شعر یہ اوسکے ہی زبانی ہیں

" ایک تو اوسکے جور نیں مارا
اور یاروں کی غور نیں مارا

آہ! یا رب کدھر نکل جاؤں
دوست دشمن کو منہ نہ دکھلاؤں

دشمن اتنا نہیں ستاتے ہیں
دوست جتنا اب آ دکھاتے ہیں

دوستی کیا میں لے کے ان کی کروں
جبکہ ہر طرح سے میں آپہی مروں

دم دئے کوی جی بہلتا ہے ؟
دل بسان چراغ جلتا ہے

انکی دلسوزیاں ہیں بیہودہ ،
سچ ہے حضرت کا سب یہ فرمودہ"

غزل لہ مدظلہ

"اپنی قسمت کے ہاتھوں داغ ہوں میں
نفس عیسوی چراغ ہوں میں

ہوں فتادہ برنگ نقش قدم
رفتگان کا مگر سراغ ہوں میں

دونوں عالم سے کچھہ پرے ہے نظر
آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں

میں ہوں گلچین گلستاں خلیل
آگ میں ہوں یہ باغ باغ ہوں میں

عین کثرت میں دید وحدت ہے
قید میں درد با فراغ ہوں میں"

خیر بے طرح زیست کرتا ہے
خیر خواہی سے اور مرتا ہے

رات دن ایک سا ہی جاگے ہے
لوگوں سے جیسے وحشی بھاگے ہے

نہیں تھمتا ہے آہ وزاری سے
جان دیتا ہے بیقراری سے

نہ کبھو دن کو چین ہووے ہے — نہ کبھو رات کو یہ سووے ہے
ایک جا سے کبھو پھرے نہ چلے — گڑ کے بیٹھے تو وہاں سے پھر نہ ہلے
رو بہ دیوار بیٹھا رہتا ہے — جیسے بیمار بیٹھا رہتا ہے
کبھو بے حس پڑے ہے جوں مردہ — دل بجھا اور خاطر افسردہ
کبھو ٹھہرے نہ ایک آن کہیں — آپ جاوے کہیں تو دھیان کہیں
اِدھر اُودھر پھرے ہے بے آرام — نہیں معلوم کیا ہے اسکو کام
اسکو یکجا کہیں قرار نہیں — ان دنوں یہ کسو کا یار نہیں
نے نصیحت کسو کی مانے ہے — نے بھلا نے برا یہ جانے ہے
فی البدہ یہ جو اونہیں شعر کہے — دو یہ اس میں سے مجھکو یاد رہے
"گاہ یارم بمن نمی سازد — آہ یارم بمن نمی سازد
ناصحان را ازیں چہ می سازد — خواہ یارم بمن نمی سازد"
دوست اپنا کسو کو جانتا نہیں — کچھہ کسو کا کہا یہ مانتا نہیں
کیا کہوں کس طرح سے جیتا ہے — غم کو کھاتا ہے آنسو پیتا ہے
بے طرح کی معاش کرتا ہے — کچھہ غضب بود و باش کرتا ہے
یوں تو اس چھت* کوئی نہیں یا رب — سر بکف دل بدست جاں برلب
نہیں دیکھا کسو کا حال ایسا — دیکھنا کیا، نہیں کسو نین سنا
ہے یہ مستانہ صاحب تاثیر — یاد اسکو دلوں کی ہے تسخیر
†جا پڑے ہے جب اوس طرف کو نگاہ — اس کی حالت کرے ہے حال تباہ
آہ دیکھا اوسے نہیں جاتا — حال کہنے میں کچھہ نہیں آتا
دیکھیں اوس پاس کوی جا تو سکے — آنکھہ اوس سے بھلا ملا تو سکے
جس گھڑی اوس پہ دھیان جاتا ہے — بس خدا کا ہی خوف آتا ہے
حال اوسکا جو کوئی سنتا ہے — کہا کے افسوس سرکو دھنتا ہے

غزل

"ہر کہ بر حال اونگاہ کند — گزد انگشت و باز آہ کند

---

* سوائے   † ایک نسخے میں یہ شعر اس طرح ہے
جا پڑے ہے جب اُس طرف کو نظر — اُس کی حالت کرے ہے دل میں اثر

غیر او هیچ شخص دیدہ نشد — کہ چنین حال خود تباہ کند
دود آهش کشیدہ سر بفلک — ورق آسماں سیاہ کند
گفتۂ هیچ کس نمی شنود — خیر خواهی چہ خیر خواہ کند
اثر اے کاش این چنین حالت — در طلبگارئی الہ کند "
ایسی حالت میں گرچہ مرتا تھا — منہ سے پر کچھہ بیاں نہ کرتا تھا
جی میں گو تھا هزار جوش و خروش — تھا بہ لب تشنہ مثل خم خاموش
اپنے دل کی یہ کھولتا هی نہ تھا — بات مربوط بولتا هی نہ تھا
آہ و نالہ کبھو کبھو زاری — کبھو مجذوب کی سی بیماری
مثل گل جیب و سینہ پھاڑے تھا — جیسے بلبل پڑا دھاڑے تھا
پر نہ کھلتی تھی کیا مصیبت ھے — ماجرا کیا ھے کیا حقیقت ھے
کھول کر کچھہ بیاں نہ کرتا تھا — راز اپنا عیاں نہ کرتا تھا
الغرض بعد ایک مدت کے — اور اٹھانے هزار شدت کے
آتش عشق میں هوا جو گداز — دل عاشق نے تب یہ کھولا راز
شمع کی طرح روکے پھوٹ بہا — یہ خدا جانے سچ کہ جھوٹ کہا

غزل

"اشک ریزاں بحال خویشتنم — شمع ساں در وبال خویشتنم
گرد خود آمدن نمی دهد او — من فدا در خیال خویشتنم
چوں فلک خود پئے خودم بتلاش — در سراغ وصال خویشتنم
ناقص کامل ایں چنیں نبود — من مقر کمال خویشتنم
فرصت گفتگو بغیر نشد — از جواب و سوال خویشتنم

حرف حرفم بگریہ آرد اثر
چوں قلم از مقال خویشتنم"

غزل

دل جو یوں بے قرار اپنا ھے — اس میں کیا اختیار اپنا ھے
جو کسو کا کبھو نہ یار هوا — وهی قسمت سے یار اپنا ھے
روز و شب آہ و نالہ و زاری — اب یہی کاروبار اپنا ھے

بیوفائی وو گو ہزار کرے — یہاں وفاہی شعار اپنا ہے
سب یہ اپنا ہے واسطہ ہے دوست — ہر کوئی دوست دار اپنا ہے
اوس گلی میں نہیں یہ نقش پا — ہر قدم پر مزار اپنا ہے
کاش اُمید ہووے کشتۂ یاس — دشمن اب انتظار اپنا ہے
ہووے تروار آبدار کا وار — اس میں بیڑا ہی پار اپنا ہے

مثل لالہ چھپاؤں کیوں کے اثر
داغ دل آشکار اپنا ہے

اے کہ می پرسی از حقیقت من — کشف حالم بود ز صورت من
چہ بگویم کہ دیدنی باید — سوے حالم نگاہ می شاید
آہ رنگم ببیں و حال مپرس — خبرے زیں شکستہ حال مپرس
دوستاں سخت حالتے دارم — کہ بدست بتے گرفتارم
نہ مرا طاقت جدائی او — نے مرا تاب خود نمائی او
جلوہ اش می برد مرا از جا — پایداری کجا و عشق کجا
درد می گردد از نظر مستور — آسماں و زمیں شود بے نور
ہم غم ہجر و ہم نشاط وصال — ہر یکے جاں و دل کند پامال
ہجر و وصلش بمن نمی سازد — دل باظہار آن چہ پردازد
ہیچ در گفتگو نمی آید — کارم از جستجو نمی آید
قرب و بعدش زمن چہ می پرسید — ہست مانند سایہ و خورشید
ہر زماں آید او، روم از خویش — چوں رود، میروم دویدہ بہ پیش
گو کہ گردم براہ پامالش — نگذارم ولیک دنبالش
بسکہ ہستم سیاہ مست او — می سپارم عنان بدست او
با وجود و عدم چہ کار مراست — آمد و رفت او فنا و بقاست
ہر کجا می روم ہم آغوشم — در کنارش فتادہ مدہوشم
ہر زماں ہست قرب او حاصل — نبود درمیاں خط فاصل
لیک دایم خراب احوالی است — کہ در آغوش جائے او خالی است
من باو مایل اوست مایل من — تیرہ بختی شد است حائل من
خاکسارم فتادہ در راہش — ہر قدم سر نہادہ در راہش

می برم خویش را بجاے او
تا درازي کشم بپاۓ او

محو گردد در او سراپایم
از تگ و تاز خود بپا سایم

می تواں کرد زندہ در گورم
لیک نتواں گزاشت مہجورم

جلوۂ اوست ہر طرف پس و پیش
ہمہ داغم ز تیرہ روزیٔ خویش

او بہر صورتم نمودہ ہلاک
مہر رویش مرا نشاندہ بخاک

الغرض دل ز دست دادہ منم
در خم زلف او فتادہ منم

قصۂ خود چہا چہا گویم
مختصر ایں کہ کشتۂ اویم

رفت کارم ز اختیار من
گشت خالی ز دل کنار من

غزل

دل من آہ مفت رفت ز دست
ہیچ حرفے نگفت رفت ز دست

راز ہاے دلے نگفتہ بہ است
حرف جوں کس شگفت رفت ز دست

چشم غماز ماند و دل کہ مدام
راز ہاے نہفت رفت ز دست

مژۂ من ز راہ نا دانی
گوہر اشک سفت رفت ز دست

ہر کہ خار و خس ہوا و ہوس
از در دل نرفت رفت ز دست

دست خالی چہ طور خواہی باخت
بازئی طاق جفت رفت ز دست

اہل غفلت ہمی روند از کار
پاے ہر گہ کہ خفت رفت ز دست

خوشی دل اثر ہلاک دل است
غنچہ ہر کہ شگفت رفت ز دست

کچھ نہ پوچھو نپٹ ہی مشکل ہے
اور کے ہاتھ میں مرا دل ہے

شادمانی نظر نہیں آتی
زندگانی نظر نہیں آتی

کیا کہوں میں کسو سے اپنا حال
زیست کرکے غرض ہوے ہے وبال

کون کس کی سنے ہے کس سے کہوں
اور اُلٹے ہنسے وو جس سے کہوں

درد کوی کسو کا کیا جانے
اوس کا دل جانے یا خدا جانے

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا

گر کہا بھی تو کون مانے ہے
جو سنے ہے سو جھوٹ جانے ہے

گر کسو نیں سنا تو کیا حاصل
اور سے کب کھلے ہے عقدۂ دل

کوی دم گر اکیلے پاؤں اوسے　　درد دل تک ذرا سناؤں اوسے
دل کا شاید بخار نکلے جب　　یہ جو کھتکے ہے خار نکلے جب
ورنہ پھر خیر یہ دل صد چاک　　آرزو لے ہی جاے گا تہ خاک

غزل

بیدلم دل بجا نمی آید　　تا کہ آں دلربا نمی آید
طفل شوخ ہزار مہر و وفا　　ہیچ نام خدا نمی آید
صبر ہر چند بہتراست ولے　　چکنم چوں مرا نمی آید
شمع ساں جملہ تن زبانم لیک　　گفتن مدعا نمی آید
رام سازی بتان وحشی را　　از تو ہم اے خدا نمی آید

از چہ او را اثر نمی دانم
رحم بر حال ما نمی آید

اور کس کو دکھائیے احوال　　حالت دل نیں کر دیا پامال
غم دل آفت نہانی ہے　　کب کسو اور کو جتانی ہے
غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ہے　　یا کسو کے مٹائے مٹتا ہے
جس کے جی پر پڑے وہی جانے　　اور کے دل کی اور کب جانے
جب تلک دم میں یہاں میرے دم ہے　　نت یہی دکھہ ہے نت یہی غم ہے
غم نیں اب سب طرف سے گھیر لیا　　کیا کہوں مجسے جو سلوک کیا
گھر کیا غم نے اب مرے دل میں　　رہ پڑا روز وشب مرے دل میں
ہو گیا سینہ بسکہ غم خانہ　　دل ہوا غم کے ساتھہ ہم خانہ
اسقدر ہے موافقت باہم　　نہیں معلوم دل ہے یہ یا غم
گو غم یار جی ہی کھاتا ہے　　پر مجھے یہ رفیق بھاتا ہے
ساتھہ میرا فقط اسی نیں کیا　　بس رفاقت کو ہاتھہ سے نہ دیا
کون ایسا کسو کو چاہے ہے　　مرتے مرتے وہی نباہے ہے

غزل

گرچہ غم جی لئے ہی جاتا ہے　　پر نہ یہ جی دئے ہی جاتا ہے
مہربانی تو اونیں ایک نہ کی　　جور سو سو کئے ہی جاتا ہے

وہ ستمگر همیشہ مثل شراب   خون عاشق پئے هی جاتا هے

سخت جانی اثر کے دیکھئے آہ

اس ستم پر جئے هی جاتا هے

دل گیا تھا تو جان بھی جاتی   تو مصیبت نہ مجھ پہ یوں آتی

زندگانی هوئی هے اب مشکل   پس گیا هے مصیبتوں میں دل

آہ جی کو کہاں تلک گھوٹوں   مر چکوں تو عذاب سے چھوٹوں

ورد میرا بس اب یہی هے کلام   اس کی برکت سے هووے کام تمام

دل تڑپتا هے درد پہلو هے   مرگ آپہنچیو کہ قابو هے

آہ کے ساتھہ جی نکل نہ گیا   آہ اے آہ یہ خلل نہ گیا

دل کی آفت کبھی نہیں جاتی   یہ مصیبت سہی نہیں جاتی

کھا گئی مجکو دل کی بیماری   اس سے بہتر هے سل کی بیماری

آبلے هیں تمام سینے میں   جیسے چھالے هوں آبگینے میں

جی پہ میرے عذاب رهتا هے   سخت حال خراب رهتا هے

اب تو جان بر نہیں هوں مرتا هوں   کچھہ دموں کا شمار کرتا هوں

غزل

مرض عشق دل کو زور لگا   جان بلب هر خیال گور لگا

بے طرح کچھہ گھلائے جاتا هے   شمع کی طرح دل کو چور لگا

تیرے مکھڑے کو یوں تکے هے دل   چاند کو جوں رهے چکور لگا

در و دیوار کو هر ایک طرف

آنسوؤں سے اثر کے شور لگا

کچھہ عجب رنگ هے مرے دل کا   کیا کہوں حال ایسے بسمل کا

دل نہیں کوی بلا هے سینہ میں   حشر هر دم بپا هے سینہ میں

نہ کھلی بات کچھہ مرے دل کی   کیا کوئی جانے مرغ بسمل کی

آہ بسمل بھی هو چکی هے تمام   نہ هوا اسکو مر کے بھی آرام

هے کہاں زیست کون جیتا هے   پر وهی خون دل یہ پیتا هے

عقدۂ دل مرا کبھو نہ کھلا   گو بتاسے کی طرح جائے گھلا

غنچۂ دل یہ ناشگفتہ رہا — راز اس کا سبھی نہفتہ رہا
دل پر اضطراب نیں مارا — اسی خانہ خراب نیں مارا
دل مرا باعث عذاب ہوا — اس کے جلنے سے میں کباب ہوا

غزل

دیکھہ کر دل کو پیچ و تاب کے بیچ — آ پڑا مفت میں عذاب کے بیچ
کون رھتا ھے تیرے غم کے سوا — اس دل خانماں خراب کے بیچ
تیرے آتش زدوں میں مثل شرار — عمر کاٹے ھے اضطراب کے بیچ
شمع فانوس میں نہ جبکہ چھپے — کب چھپے ھے یہ رخ نقاب کے بیچ

کیا کہوں تجھسے میں اثر کہ اوسے
کس طرح دیکھتا ھوں خواب کے بیچ

اے پریروئے بیوفا دلدار — وے جفا جوئے بیمروت یار
کاش روئے ترا نمی دیدم — تا کہ چندیں بلا نمی دیدم
دیدہ یکبار خوش تماشا کرد — لیک دل را خراب و رسوا کرد
یک نظر را نمودی و رفتی — پردہ از رخ کشودی و رفتی
جلوۂ بود یا کہ برقے بود — سوخت دل را اگرچہ فرقے بود
شعشعاتش نگاہ خیرہ نمود — عقل را در دماغ تیرہ نمود
گر نمی آمدی مقابل من — میربودی بگوچسان دل من
دلبرم ایں قدر تو داری یاد — خود ربودی کسیے بزور نداد
دلربائی چو بود منظورت — چیست تقصیر من دریں صورت
دیدہ بودم ز دور یک دو نگاہ — غیر ازیں نیست ھیچ جرم و گناہ
تا ھنوزم عذاب آن باقی است — دار و گیر حساب آن باقیست
دیدن روے تو شدہ ناساز — خوشیء دل ندیدہ ام زاں باز
از ھماں روز طالعم برگشت — بر سرمن گذشت آنچہ گذشت
سینہ و دل کہ شعلہ افروز است — آتش افتادۂ ھماں روز است
چوں دو چار ایں بلند بالا شد — از ھماں وقت فتنہ برپا شد
چشم وا گشتہ بر رخت چوفتاد — باب صد فتنہ و فساد کشاد

نام هجراں بد است ورنہ وصال
روز اول نبود ایں احوال
فقط امروز من نمی سوزم
بلکہ آتش زدہ ازاں روزم
تیر آہم کہ ہمچو جاں دوز است
ایں جگر دوزئی ہماں روز است
آں نگہ ہائے شرمگیں حیا
رابطہ تازہ آشنائیہا
می خلد ہمچو تیر در دل و جاں
آہ بر آورم ز سینہ چناں
یا چناں بود گرم جوشیہا
یا چنیں گشت چشم پوشیہا
آں قدرہا نبود جرم و گناہ
کہ فگندی چنیں بحال تباہ

غزل

چہ خطائے دگر مگر دیدم
اے ستمگر چہ شد اگر دیدم
عوضش ہست اینکہ دل دزدی
آنکہ در دیدہ یک نظر دیدم
چہ قدر آب شد بہ نیم نگہ
زہرۂ ایں دل و جگر دیدم
دیدہ از ہرزہ بینیٔ عالم
بستم و عالم دگر دیدم
تو بگو اے اثر دگر چہ کنم
نالہ و آہ بے اثر دیدم

گفتگوے مستانہ عاشقانہ بتصور حضور جانانہ و بیان دیگر حالات درپیش و رفاقت دلریش در وقت مصیبت خویش —

کس کو لاؤں کہوں میں کس کے حضور
چپ رہوں تو نہیں مرا مقدور
نکہوں یا کہوں میں تجھسے کہوں
جی کے جی ہی میں ور نہ مار رہوں
ہوں سیہ مست اپنے حال کے بیچ
تجھکو حاضر سمجھ خیال کے بیچ
کچھ دوانوں کی طرح بکتا ہوں
تیری بے ہیچ راہ تکتا ہوں
دل میں تیرا خیال رہتا ہے
سامنے یہ جمال رہتا ہے
دیکھوں کسکو کروں میں کس پہ نگاہ
جا رہے ہے مری تو جس پہ نگاہ
دو بدو تو ہی یار ہوتا ہے
سامنے آ دو چار ہوتا ہے
یہ جو حضرت نیں کی خبر دیکھا
شورش عشق کا اثر دیکھا

غزل له مد ظله

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا   تو ھی آیا نظر جدھر دیکھا

جان سے ھو گئے بدن خالی   جس طرف تو نیں آنکھہ بھر دیکھا

نالہ فریاد آہ اور زاری   آپ سے ھو سکا سو کر دیکھا

اون لبوں نیں نہ کی مسیحائی   ھم نیں سو سو طرح سے مر دیکھا

زور عاشق مزاج ھے کوئی
درد کو قصہ مختصر دیکھا

ابھی آگے تو اور جانے گا   جتنا دیکھے گا اوتنا مانے گا

وہ جو اس کے جذاب کے ھیں غلام   ھے یہ اون کا بھی عشق دون مقام

ھیں فدا اوس پہ عاشق و معشوق   سب یہ اوس کے جذاب کے ھیں مشوق

بات میں بات یہ جو کہتا ھوں   فی الحقیقت اسی میں رھتا ھوں

رتبہ اوس کا مجھے دیکھانا ھے   اور تقریب سب بہانا ھے

نہ کہوں میں نہ پوچھہ تو آگو   کہہ سکوں میں نہ پا سکے گا تو

کچھہ تجھے قابل سخن پایا   تب یہ مذکور درمیان آیا

حق یہی ھے اسی کو مانیو تو   اس سوا اور کچھہ نجانیو تو

بات جتنی یہ میری تو جانے   اور کوی تو یوں نہ پہچانے

آ پھر آپس میں ھم تو بات کریں   اپنے درجے سے بڑہ قدم نہ دھریں

گفتگو تیرے ساتھہ کر بمجاز   کہوں در پردہ حرف راز و نیاز

بات میری جو ھے تو جانے ھے   دل ترا اسکو خوب مانے ھے

تو نہ جانے تو کون جانے گا   تو نہ مانے تو کون مانے گا

راز دل کا تو ھی تو محرم ھے   تو ھی تو ھمنشین و ھمدم ھے

اور کوی کہاں سے جانے گا   اس طرح دل سے کون مانے گا

حال اپنا تجھے دکھاتا ھوں   قال اپنا تجھے سناتا ھوں

رات دن تجھسے گفتگو ھے مجھے   تیرے ملنے کی آرزو ھے مجھے

تو ھی میری نظر میں رھتا ھے   توھی تو دل کے گھر میں رھتاھے

گو پڑا میں اکیلے مرتا ھوں   لیک باتیں تجھی سے کرتاھوں

تو مرے پاس ہے مرے صاحب — نہ رہا فرق حاضر و غائب
تجکو رکھتا ہوں اور کس سے کہوں — تجھہ سوا ہے وو کون جس سے کہوں
یہ جو ارشاد سب کیا احوال — ہے سراسر ہمارے حسب حال

له مد ظله

هیچ در دل هوس نمی باشد — غیر تو هیچ کس نمی باشد

له مد ظله

چشم با چشم گو نگردد چار — دل بدل هم نهفته راه بود
دیده ام جلوهٔ رخے کامروز — مهر در چشم من چو ماه بود
پاس من هم گہے نگہداری — گر بحالم ترا نگاه بود
مژه ام بسکه میکند خس پوش — گریه ام آب زیر کاه بود
ترک چشم توسخت خونخوار است — همچنیں فرقهٔ سپاه بود

غزل له مد ظله

ہے غلط گر گمان میں کچھہ ہے — تجھہ سوا بھی جہان میں کچھہ ہے
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھہ ہے آن میں کچھہ ہے
لے خبر تیغ یار کہتی ہے — باقی اس نیم جان میں کچھہ ہے

ان دنوں کچھہ عجب ہے میرا حال
دیکھتا کچھہ ہوں دھیان میں کچھہ ہے

غزل له مد ظله

دل پہ بے اختیار ہوکر آہ — توھی کہہ کب تلک نہ اتھے کراہ
خوشخرامی ادھر بھی کیجئے گا — میں بھی جوں نقش پا ہوں چشم براہ
کیا کہوں تجسے ہم نشیں دل میں — برچھی سی لگتی ہے وو ترچھی نگاہ
جس پہ تقصیروار یوں سمجھو — ابھی ایسا تو کچھہ نہیں ہے گناہ
جو ہوے ہیں قرار آپس میں — میں ترا اور تو مرا ہے گواہ
دید وادید رکھے جائیے گا — جب تلک ہو ملاپ خاطر خواہ
بت پرستی نہیں شعار اپنا — ہم کو ایسا نہ سمجھیو واللہ

ھنسنے اور بولنے کی باتیں کرو نام اُس کا نہ لو کہاں ھے چاہ

شوخ تو اور بھی ھیں دنیا میں

پر تری شوخی کچھہ عجب ھے واہ

اب تصور میں تیرے رھتا ھوں تجھسے کچھہ آپ ھی آپ کہتا ھوں

نہ کہوں تجھسے تو یہ کس سے کہوں تو بتا دے بھلا میں جس سے کہوں

ھم نشیں کوی' نے کوی دمساز دوست کوی' نہ کوی محرم راز

جسکے آگو میں دل کی بات کہوں دیکھہ تو چپ کہاں تک آہ رھوں

دل میں میرے بھرا ھے جوش و خروش منہ سے کیونکر بھلا رھوں میں خموش

دل کوی چپکے رھنے دیتا ھے یونہیں بک بک کے جان لیتا ھے

کب تلک دل ھی دل میں بات کروں کچھہ تو بارے ترے بھی منہ پہ دھروں

دل سے کب تک کروں میں سرگوشی نہیں بنتی ھے مجکو خاموشی

جب گزر دل سے جان پر آئی اس قدر تب زبان پر آئی

تون سنا ھے جو کچھہ کہ فرمایا جس غزل نے دلوں کو گرمایا

غزل لہ مد ظلہ

بات جب آ ندان پڑتی ھے تب کہیں تیرے کان پڑتی ھے

آتش عشق قہر آفت ھے ایک بجلی سی آن پڑتی ھے

آخر الامر آہ کیا ھوگا کچھہ تمہارے بھی دھیان پڑتی ھے

بات چڑھتی ھے دل پہ جو آخر خلق کے پھر زبان پڑتی ھے

میرے احوال پہ نہ ھنس اتنا یوں بھی اے مہربان پڑتی ھے

شعر ھے اور درد ھے یعنی

بات میں اور ھی جان پڑتی ھے

تک بھی تنہا اگر میں پاؤں تجھے درد کی باتیں کچھہ سناؤں تجھے

درد دل سے بھلا تو واقف ھو دل لگا کر سنے حقیقت کو

آج تک میں نیں تجھسے کچھہ نکہی جی کی جی ھی میں ساری بات رھی

دیکھہ تو میں بھی جان رکھتا ھوں منہ میں آخر زبان رکھتا ھوں

کب تلک یوں ھی جی کو مارے رھوں دل میں آتا ھے کچھہ تو بارے کہوں

درد دل تجھہ سواے کس سے کہوں   نہ سنا تو نیں ہاے کس سے کہوں
ولوں کس سے کہوں میں کس کے حضور   بات سمجھے کوی سو کس کو شعور
دل میں باتیں ہزار آتی ہیں   نہیں منہ سے نکالی جاتی ہیں
بن کہے تو ہوے ہے رسوائی   کردیا دل نیں مجھکو سودائی
دیکھہ تو کیا کہے ہے ناحق خلق   بند کیوں کر کروں میں انکا حلق
سب میں چرچا جو ہو رہا تھا یہ   سخت ناچار ہوگیا تھا یہ

غزل

تو کہاں میں کہاں پہ کہتے ہیں   کہ یہ آپسمیں دونوں رہتے ہیں
ایک تیری ہی بات کے لئے ہم   باتیں سوسو سبہوں کی سہتے ہیں

کام اپنا اثر نہ کیونکے بہے *
آنسو ایسے نہیں یہ بہتے ہیں

روؤں کیونکر بھلا نہ اس غم میں   سفت رسوا ہوا ہوں عالم میں
لوگ کیا کیا خیال کرتے ہیں   کچھہ کا کچھہ احتمال کرتے ہیں
جب تلک غائبانہ رہتے ہیں   چاہتے ہیں سو منہ سے کہتے ہیں
سامھنے پر نہیں کسو کی مجال   کہ نہ ہووے مرا شریک حال
میری حالت کرے ہے سب کو اثر   نہیں رہتی کسوکو کچھہ بھی خبر
جو کہ ایدھر نگاہ کرتا ہے   سانس ٹھنڈی بھر آہ کرتا ہے
حال پر میرے دل سے جلتا ہے   شعلہ ساں ہاتھہ اپنے ملتا ہے

جو کوی اب دو چار ہووے ہے
شمع کی طرح جل کے رووے ہے

بندہ از بس غلام درد بود   حسب حالم کلام درد بود

لہ مد ظلہ

" بے تو حالے بہم رسید مرا   گریہ سر کرد ہر کہ دید مرا
عشوہ و غمزہ بسکہ دلکش بود   ہر یکے سوے خود کشید مرا "
کیا کہوں اپنی میں پریشانی   سخت رہتی ہے مجھکو حیرانی

---

* دونوں نسخوں میں یہ لفظ یونہی لکھا ہے

حال میرا کوئی نہ پاوے گا — بن کہے کیو نکے جی میں آوے گا
قصہ خوانی کروں سو کب ہے دماغ — دل کے ھاتھوں نہیں ہے مجھکو فراغ
اسقدر بات تجھسے کہتا ھوں — ورنہ میں تو خموش رھتا ھوں
بات میری توھی تو مانے ھے — تجھ سوا اور کون جانے ھے
تجھ پہ ظاھر ھے سب مرے دل کی — میں بھی جانوں ھوں کچھ ترے دل کی
دل کو دل کی خبر بھی ھوتی ھے — دل سے تک غم یہی تو کھوتی ھے
ورنہ احوال کون تجھسے کہے — یا تری بات آ کے مجھسے کہے
دل ھی کھولے ھے خفیہ راہ کلام — لائے لیجائے ھے پیام و سلام
دل سوا کوی نامہ برھی نہیں — اور کو میری کچھہ خبر ھی نہیں
تیری باتیں یہ مجھسے کرتا ھے — میری باتوں پہ کان دھرتا ھے
میری سنتا ھے اپنی کہتا ھے — ایک یے ھی تو پاس رھتا ھے
ساری دنیا سے جی ھوا ھے تنگ — نظر آیا ھے اب جہان کا رنگ
میں فدا دل سے اس کلام پہ ھوں — کہنے والے کے اور نام پہ ھوں

لہ مد ظلہ

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں — سوگیا تھا جگا دیا کن نیں
دل مرا باغ دلکشا ھے مجھے — دیدہ جام جہاں نما ھے مجھے

عزل لہ مد ظلہ

دل تجھے کیوں ھے بیکلی ایسی — کون مل گئی ھے اچپلی ایسی
سب برا کہتے ھیں تو کہنے دو — بات لاے ھو تم بھلی ایسی
وہ ملے گا تو ھم بھی ملتے ھیں — آپ لگ چلئے کہا چلی ایسی
خون ھوتا ھے دل کا یہاں آؤ — مہندی پانوں میں کیا ملی ایسی

اوس کے گھر میں کدھر سے پہونچئے جا
دل بتا دے کوی گلی ایسی

خیر کیا کیا کہوں میں یاریء دل — اور اسوقت دوستداریء دل
نہ کوی مہرباں نہ کوي شفیق — ایک دل ھی بساط میں ھے رفیق
بس یہی غمگسار ھے میرا — صرف یے ھی تو یار ھے میرا

تنگ آیا ہے پر مرے ہاتھوں　　جوسے میں تنگ ہوں ترے ہاتھوں
کیا کہوں دل کے بیقراری کی　　نالہ فریاد آہ و زاری کی
حشر برپا کیا ترے دل میں　　کی نہ تاثیر پر ترے دل میں
حضرت درد نے جو فرمایا　　تیری دولت وو ہمکو پیش آیا

غزل

ہم نہیں کس رات نالہ سر نہ کیا　　پر تجھے آہ کچھہ اثر نہ کیا
سب کے ہاں تم ہوے کرم فرما　　اسطرف کو کبھو گزر نہ کیا
آپ سے ہم گزر گئے کب کے　　کیا ہی ظاہر میں گوسفر نہ کیا
کتنے بندوں کو جان سے کھویا　　کچھہ خدا کا بھی تو نیں ڈر نہ کیا
کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ　　خانہ آباد تونیں گھر نہ کیا

دیکھنے کو رہے ترستے ہم
نہ کیا رحم تونیں پر نہ کیا

کیا کہوں تیری بے مروتیاں　　ہیںگی بیرحمیاں فزوں ز بیاں
سخت گوئی کہوں کہ سخت دلی　　نہیں دیکھی ہے یہ کرخت دلی
تیری کیا کیا رکھائیاں میں کہوں　　باتیں جو جو سنائیاں میں کہوں
کیونکے بیحد کو قید میں لاؤں　　ایک ہووے تو اسکو ٹھہراؤں
روؤں کیا کیا ترے سخن کر یاد　　کون سی بات کی کروں فریاد
تو نہیں یہ خدا ستاتا ہے　　چاہنے کا مزا دیکھاتا ہے
جبکہ تیرا خیال لاتا ہوں　　ساری باتوں کو بھول جاتا ہوں
پر تجھے تو وو یاد ہوویں گی　　بلکہ اب تو زیادہ ہوویں گی
دل میں کوی اگر کھٹکتی ہے　　منہ پہ آتے میرے اٹکتی ہے
ایک ٹھہراؤں تو ہزار سنوں　　لطف کیا ہے جو بار بار سنوں
کچھہ کہے کا نہیں ہے اب حاصل　　یوں خدا نے ترا بنایا دل
ایک دن میں جو عرض حال کیا　　خوب تو نیں مجھے جواب دیا
لگی رکھی نہ کچھہ دھی گفت وشنید　　واہ رے بیمروت و بے دید
قطعہ ارشاد میرے حضرت کا　　ہے اسی مطلب و حقیقت کا

کیا پڑا ھے مطابق احوال سنیو تک ھے وھی جواب و سوال

قطعہ لہ مد ظلہ

جب کہامیں کہ تک خبر لیدنا دل پر آفت ندان ھے پیارے
ایک دم میں تو جی ھی جاتا ھے زیست اب کوی آن ھے پیارے
تب لگا کہنے سچ یونہیں ھوگا کیا پر اسکا بیان ھے پیارے
میرے دل کی جو پوچھے تو یہ ھے جان تو اپنی جان ھے پیارے
تجسے مرجاینگے تو مر جاوویں
جان ھے تو جہان ھے پیارے

کسقدر دیکھئو قساوت ھے دوستی کیا کوئی عداوت ھے
واہ رے تیری عقل کی خوبی کیا ھے عالم سے دوستی ڈوبی
یونہیں گر سب کی نہج ھو جاوے پھر تو ھر بات سہج ھو جاوے
کیوں کسو پر مرا کرے کوی کس لئے جی فدا کرے کوی
ساری دنیا میں کیا انند رھے کب کوی دل کسو میں بند رھے
واہ قسمت ترا تو دل یوں سخت اور مجکو ملا یہ دل کم بخت
کیا کہوں خیر بس تیرے دل کی یہ حقیقت ھے اب مرے دل کی
اب تو اسکا بھی کچھہ نہیں چلتا مفت کب لگ رھے پڑا جلتا
غم گساری سے میری مرتا ھے دوستداری سے میری مرتا ھے
کیا کہوں کیا معاش کرتا ھے رات رو رو دن اپنے بھرتا ھے
کہیں ایسا تو اب خدا نکرے میں جیوں اور مرا دل آہ مرے
دل کو میرے سنبھال لیجئے اب جان بھی یا نکال لیجئے اب
ھاتھہ سے اختیار جاتا ھے دل مرا میرے یار جاتا ھے
ھمرہ خود کسے نداشت مرا دل من ھم جدا گذاشت مرا

غزل

نہ لگا، لےگئے جہاں دل کو آہ لے جائیے کہاں دل کو
مجسے لے تو چلے ھو دیکھو پر توڑ یو مت کہیں میاں دل کو
آزما اور جس میں چاھے تو صبر میں کر نہ امتحاں دل کو

یوں تو کیا بات ہے تری لیکن — وہ نہ نکلا جو تھا گمان دل کو
رکھہ نہ اب تو دریغ نیم نگہ — مار مت دیکھہ نیم جان دل کو
آہ کیا کیجے یہاں بنایا ہے — دل گرفتہ ہی غنچہ ساں دل کو
مرگیا ' پس گیا نہ کی پر آہ — آفریں ایسے بے زبان دل کو
دشمنی تو ہی اس سے کرتا ہے — دوست رکھتا ہے یکجہاں دل کو
مہربانی تو کی نہ ظاہر میں — رکھئے بارے تو مہرباں دل کو
آزمانا کہیں نہ سختی سے — دیکھیو میرے ناتوان دل کو

تو بھی جی میں اسے جگہ دیجو
منزلت تھی اثر کے ہاں دل کو

غزل

بے کسی میں اثر یگانا ہے — دل بھی اس کا نہیں بگانا ہے
غرض آئینہ داری دل سے — تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہے
تیرے در پر بسان نقش قدم — نقش اپنا ہمیں بیٹھانا ہے
نام عنقا نشان تیرے کا — جوں نگیں دل میں آشیانا ہے
گلے ملنا نہ گو کہ ہاتھہ لگے — لیک منظور دل ملانا ہے
دوست دشمن سبھی ہوے ہیں برے — کیا برائی کا اب زمانہ ہے
دل گم گشتہ کو میں ڈھونڈوں کہاں — نہ کہیں ٹھور نے ٹھکانا ہے
ہر طرف توڑ جوڑ کرتے ہو — دلبری ایک کارخانہ ہے

ہے دوانا بکار خود ہشیار
یہ نہ سمجھو اثر دوانا ہے

غزل

نیست معلوم من دلے دارم — در بغل یا کہ بسملے دارم
اے عجب چوں تو قاتلے دارم — باز تا حال مشکلے دارم
حاصل من کدام غم کہ نبود — ہمہ تحصیل حاصلے دارم
پارہ پارہ نمودہ سینہ و جیب — ایں قدر دست قابلے دارم

سخن حق بگویم ار شنوی   یک تمنائے باطلے دارم

دشمنی در برم نشسته اثر

من گماں برده ام دلے دارم

کیا کہوں اپنے دل کی نادانی   نہیں کھینچے ھے کچھہ پشیمانی

آپ سا ھر کسو کو جانے ھے   خوبیاں اوس کی دل سے مانے ھے

نیک سمجھے نہ اپنا بد سمجھے   لاکھہ سمجھاؤ پر یہ کد سمجھے

جس میں اپنا بھلا ھووہ نہ کرے   جاں جو کہوں ھو جسمیں اوس پہ مرے

بت نا آشنا کو یار گنے   ایسے * دشمن کو دوستدار گنے

وہ جو رہتا ھے اس سے بیگانہ   اوس کی پیچھو پھرے ھے دیوانہ

جو کہ اوسکی کبھو نہ چاہ کرے   ساتھہ اوس کے ھی یہ نباہ کرے

دیکھے اوس کے ستم نہ جور و جفا   کرے اپنی طرف سے مہرو وفا

جس کے ملنے سے فایدہ نہ حصول   مفت جی دیوے در تلاش وصول

وصل نیں پہلے مار خاک کیا   ھجر نیں یوں تبھی ھلاک کیا

گر نہ ھوتیں وصال کی راتیں   ھوتیں کب روز ھجر کی باتیں

وصل کا ھی یہ سب ستانا ھے   ھجر اوس کا بھی شاخسانا ھے

بھول جاتا ھے ساری خو بو کو   یاد رکھے نہ اوس کی بد خو کو

پھر اوسی کا وصال خواھش ھے   یہ ھی نالش ھے یہ ھی کاھش ھے

نہ فقط ھجر یار مشکل ھے   بلکہ ملنا ھزار مشکل ھے

واہ اس پر زھے شعور وقوف   کہ رھے ھے ملاپ پر مصروف

کیا کروں دل مرا ھے دیوانہ   اب تک اوننیں اوسے نہیں جانا

اس کے ملنے کی آرزو میں ھے   رات دن اس کی جستجو میں ھے

غزل

وصل با ایں روش کہ او دارد   وائے بر دل کہ آرزو دارد

جستجو گرچہ تا باو نرسد   دل دیوانہ جستجو دارد

مہر هم میکند بطور جفا   آں ستمگار طرفه خو دارد

؛ * (ن) دل سے

کار افتادہ با چنیں بیباک حق تعالیٰ بہ آبرو دارد
دل صد پارہ ام ببیں چو کتاب در خموشی چہ گفتگو دارد
تا خبر یابد او ز درد اثر
کاش آئینہ روبرو دارد

حسن اپنا اوسے نظر آوے وہ بھی تو عشق کا مزا پاوے
ہو گرفتار اپنی صورت کا خود پرستار اپنی صورت کا
لیک اس ماہرو کی زیبائی نہیں وابستۂ خود آرائی
کیونکے مشغول ہو بخود کہ غرور کھینچتا ہے اوسے تو آپ سے دور
نہیں اپنا ہی وہ تو قدر شناس اور کی قدر کیسی ' کیسا پاس
جبکہ اپنی اوسے نہ ہووے خبر کب میرے حال پر کرے ہے نظر
پہلے وہ آپ خود شناس تو ہو آئینہ لے کے دیکھے مکھڑے کو
پوچھے حالت کچھہ اپنے عاشق کی حیرت اوس دوستدار صادق کی
سامھنے جس کے یہ جمال رہے خیر روشن ہے جیسا حال رہے
میرے حضرت نیں یہ جو فرمایا دیکھئے اوس کے بھی نظر آیا

غزل مد ظلہ

آدمی سوے خود نمی بیند ہیچ کس روئے خود نمی بیند
تند خویم ز خویش بے خبر است چین ابروئے خود نمی بیند
من بکویش خراب و گاہے او طرف کوئے خود نمی بیند
دل ازو دست بر نمی دارد زور بازوئے خود نمی بیند
می کشیدش بسوئے خویش ولے
درد قابوئے خود نمی بیند

تو بھی سن رکھہ ذرا یہ بات مری لگ رہی ہے ہمیشہ گھات مری
در گزر اب تلک نکرتا اثر کیا کرے یوں ہی تھی قضا و قدر
اب بھی در پے ہے وقت وقابو کے گون بنے تو بلا ہے کب چوکے
فرصت وقت اگر یہ پاوے گا کچھہ تماشا تجھے دیکھاوے گا
تک خبر دار رہیو تو اوس سے ذرا ہشیار رہیو تو اوس سے

دیکهه رکهه تو حریف کو اپنے ‌‌ شوخ طبع ظریف کو اپنے
نہیں آتی اسے دغا بازی ‌‌ بے خبر کرلے دست اندازی
میں‌نیں کردی هے اب‌خبر تجکو ‌‌ مل نہ جاوے کہیں اثر تجکو
تو خبر دار گو کہ هووے گا ‌‌ دیکهیو آپ هی جو کہ هووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا ‌‌ کیسا تیرا غرور نکلے گا
اوس کے هاتهہ اب کے بار آ تو سهی ‌‌ پهر سلامت تو بچ کے جا تو سهی
خیر وہ تو جو هوگی سو هوگی ‌‌ اب تو مرتا هے عشق کا روگی
دن جدائی کے اب بسر تو کرے ‌‌ هاتهہ لگنے تلک ترے نہ مرے

غزل

ایں قدر گو چنداں معاش کنم ‌‌ تا کجا بے تو بود و باش کنم
گر بگوئی برائے فرحت دل ‌‌ رازهائے نگفتہ فاش کنم
حاصل از دل شود سراغ او ‌‌ جائے دیگر چرا تلاش کنم
پرسش حال تا کجا نکنی ‌‌ من بے صبر صبر کاش کنم
گر نہ بیدلی بسوے آئیدہ ام ‌‌ حکم فرما کہ پاش پاش کنم

نرسد دست چونکہ بر دل اثر
سینہ ناحق چرا خراش کنم

غزل

زیں تغافل بسے فغاں داریم ‌‌ یک دوزخے دگر کہ جاں داریم
ما چگوئیم حال خویش چو شمع ‌‌ بے زبانیم گو زباں داریم
شور طغیانیء سرشک و آہ ‌‌ از زمیں تا باسماں داریم
صبر ما باب آزمودن نیست ‌‌ دل سزاوار امتحاں داریم

چوں جرس تا اثر دریں راهیم
ما همیں نالہ و فغاں داریم

بیان قلق و اضطرار و بودن عاشق از زیست بیزار
و شدت حالت انتظار و فایدہ نہ کردن
هیچ کار و فریب خوردن از وعدہ
هائے یار و یاد دهیٔ قول و قرار

دن کہاں چین، رات خواب کہاں — بن ترے آئے دل کو تاب کہاں

دل نپٹ بے قرار رهتا هے — رات دن انتظار رهتا هے

بے قراری نیں دل کو مارا هے — صبر کا مجھکو اب نہ یارا هے

ناحق اب انتظار کرتا هوں — بن اجل آئے مفت مرتا هوں

راہ تکتا هوں رات دن میں تری — حلقۂ در هوئیں هیں آنکھیں مری

نہیں آتی هے انتظار سے نیند — اوڑ گئی هے خیال یار سے نیند

لگی رهتی هیں آنکھیں در کی طرف — کان هیں گے لگے خبر کی طرف

جس گھڑی جو کوی کہ آوے هے — دهوکا دے کر مجھے ستاوے هے

کیا کہوں مجھکو هر صدائے پا — لئے جاتی هے هر گھڑی از جا

منتظر تیرا بسکہ رهتا هوں — "کون هے" هر صدا پہ کہتا هوں

کوی آوے میں جانوں تو آیا — جذب دل کھینچ کر تجھے لایا

کوی هو، لے اوتھوں میں تیرا نام — "آبھی ظالم" هوا هے تکیہ کلام

جو کوی آوے راہ تکنے لگوں — شوق کے حرف منہ سے بکنے لگوں

اب بھی کافر تو کہوں کے آیا هے — قہر تو نیں مجھے ستایا هے

هاتھہ سے اپنے بات جاتی هے — کہیں آچک کہ رات جاتی هے

اور جو جو کہ میں کہا هوگا — هے غضب اوس نیں گر سنا هوگا

جبکہ پہچانتا هوں کر کے غور — تو نہیں یہ تو شخص هے کوی اور

خیر لاحول پڑهنے لگتا هون — اپنے سودے میں بڑهنے* لگتا هون

پھر تو میں کس سے بات کرتا هوں — اپنی حالت میں آپھی مرتا هوں

بات کا گر کبھو جو هوش رها — تو تو کچھہ معذرت میں اوس سے کہا

میں نیں صاحب تمھیں نہ جانا تھا — یوں تمھیں کہتا کیا دیوانا تھا

---

* (ن) بڑهنے - شاید بڑانے کے معنوں میں هو — ت

چه توقع که من نداشته ام — تخم حسرت بسینه کاشته ام
آرزو ها بدل نهفته بماند — گل امید ناشگفته بماند
لیک اے بیوفا تو همچو کسی — بعد از مرگ هم بسر نرسی
بے تو برما گذشت آنچه گذشت — آه تنها گذشت آنچه گذشت
ایکه نالم ز بیوفائی تو — ساخت بیکس مرا جدائی تو
من بے کس کجا روم چه کنم — سنگ بر سر که سر بسنگ زنم
خلف قول و قرار سوخت مرا — آتش انتظار سوخت مرا
تا براه تو چشم دوخته ام — اشک ریزاں چو شمع سوخته‌ام
اشک برق و شرار هست دلم — چه قدر بیقرار هست دلم
طپش قلب راچه چارا کنم — بشکنم سر که سینه پارا کنم
نیست در آه و ناله ام اثرے — که دلت را نمی شود خبرے
بیوفا صلح نیست گر آهنگ — بجفا و ستم بیا و بجنگ
ایکه خوگر شدی به تنهائی — رفتم از خود چرا نمی آئی
هیچ از دست من نمی آید — عقدهٔ خاطرم که بکشاید
هرچه باشد صلاح و مصلحتے — نکند هیچ سود و منفعتے
نه کوی سوجهتی هے اب تدبیر — نه کسو چیز میں رهی تاثیر
فایده کچهه نه انتظار کرے — کچهه نه تاثیر اضطرار کرے
کام آوے نه کچهه طپش دل کی — کچهه نه کهینچے تجهے کشش دل کی
کچهه نه اس سے هوئی خبر تجکو — اور اُلٹے هوا ضرر مجکو
میرے حضرت نے راست فرمایا — اپنے بهی دیکهنے میں آب آیا

له مد ظله

کچهه کشش نہیں تیرے اثرنه کیا — تجکو اے انتظار دیکهه لیا
کچهه نه جذب وکشش کئے سے هو — کچهه نه خون وجگر پیئے سے هو
کچهه نه صبر و قرار کام کرے — کچهه نه اب اضطرار کام کرے
کام نے التجا کئے سے هو — مدعا نے دعا کئے سے هو
سب غلط هے که سحر و جادو هے — ایک جادو گر اب مگر تو هے

تجھہ پہ کچھہ میں نہ کارگر دیکھا　　جو کہا جس نہں سو وو کر دیکھا
توتکے سارے کر کے ہار چکا　　جوتیاں بھی زمیں پہ مار چکا
کبھو کہتا ہوں یا قوی قادر　　بت پے سہر کو تو کر حاضر
کچھہ بھی تدبیر بن نہیں آتی　　بات مرنے سوا نہیں بھاتی
ایک تو ہجر یار نیں مارا　　دوسرے انتظار نیں مارا
کب تلک یوں ہی بار بار مروں　　جی میں ہے اب تو آپ مار مروں

غزل

منفعل تیغ یار کے ہاتھوں　　مر گئے انتظار کے ہاتھوں
جان سے ہم تو ہاتھہ دھو بیٹھے　　اس دل بے قرار کے ہاتھوں
شعلہ ساں ایک دم قرار نہیں　　دل کے اب اضطرار کے ہاتھوں
روبرو دیکھنا محال ہوا　　دیدۂ اشکبار کے ہاتھوں

کام اپنا اثر تمام ہوا
اس دل نابکار کے ہاتھوں

باتیں میں کچھہ نہ یہ بناتا ہوں　　مختصر حال دل سناتا ہوں
پر ستم ہے کہ تو نہیں سنتا　　حال میرا کبھو نہیں سنتا
ہوں میں بے اختیار کہنے میں　　جی نکلتا ہے چپکے رہنے میں
یوں ہی کہتا ہوں ناحق آپ ہی آپ　　بیٹھہ سکتا نہیں ہوں میں چپ چاپ
درد دل تو کہاں نکلتا ہے　　پر بھلا کچھہ تو جی بہلتا ہے
تجھہ سے احوال کچھہ تو عرض کروں　　کب تلک دل کو گھونٹ گھونٹ مروں
تو بھی سن یہ جو قال میرا ہے　　کس قدر حسب حال میرا ہے

غزل

تیرے آنے کا احتمال رہا　　مرتے مرتے یہی خیال رہا
غم تیرا دل سے کوئی نکلے ہے　　آہ ہر چند میں نکال رہا
ہجر کے ہاتھوں سب ہی روتے گئے　　یہاں ہمیشہ کسے وصال رہا
شمع ساں جلتے بلتے کاتی ہے　　جب تلک سر رہا وبال رہا
مل گئے خاک میں ہی طفل سرشک　　میں تو آنکھوں میں گرچہ پال رہا

اسقدر بھی نہیں ہوں میں گستاخ
نہیں مجھکو کسو سے ٹھٹھہ مزاخ

اس گھڑی تھا خیال کدھر اور
میں تمہاری طرف نہ کی تھی غور

صاحبو تم مجھے معاف کرو
میں نہیں جانا نہ تھا تم آئے ہو

قصہ کوتہ ہزارہا حرکات
ہوتے رہتے ہیں ایسے ہی دن رات

خیر کیا کیا کہوں میں رسوائی
تیرے ملنے کی اب سزا پائی

لیک دل اب بھی باز آتا نہیں
خطرۂ فاسد اس سے جاتا نہیں

پھر وہی انتظار رہتا ہے
سخت دل بے قرار رہتا ہے

جب تلک تو ادھر نہ آوے گا
کس طرح انتظار جاوے گا

غزل

تیرے وعدوں کا اعتبار کسے
گو کہ ہو، تاب انتظار کسے

تو بغل سے گیا تھا دل بھی گیا
اور لے بیٹھوں در کنار کسے

تیرے وعدونکو میں سمجھتا ہوں
دھوکا دیتا ہے میرے یار کسے

میں تو کیا اور بھی سوائے صبا
تیرے کوچہ تلک گذار کسے

دل تو ڈوبا اب اور دیکھیں ڈوبائے
یہ میری چشم اشکبار کسے

ایک نظر دید ہی ہے مفت نظر
اتنی فرصت بھی اے شرار کسے

دیکھتا ہی نہیں وہ مست ناز
اور دیکھلاؤں حال زار کسے

خوب دیکھے اثر نے قول و قرار
اب ترے قول پر قرار کسے

غزل

وھاں نہ وہ قول نے قرار رہا
یہاں وہی اب تک انتظار رہا

پھرکے دیکھا نہ اسطرف اون نین
آہ ہر چند میں پکار رہا

نرھی گو کہ خاک بھی اپنی
تیری خاطر میں پر غبار رہا

ساری مجلس میں تیری اے ساقی
ایک اپنے تئیں خمار رہا

حق تیری تیغ کا ادا نہوا
اپنی گردن پہ سر یہ بار رہا

توں نہ آیا ولے اثر کے تئیں
مرتے مرتے بھی انتظار رہا

کب تلک کوی انتظار کرے — جھوتھے وعدوں کو اعتبار کرے
بس مجھے انتظار نہں مارا — تیرے قول و قرار نیں مارا
دمبدم جو کہ آن جاتی ھے — اپنی ساتھہ اوس کے جان جاتی ھے
اب نہ جیتا ہوں میں نہ مرتا ہوں — وقت کا انتظار کرتا ہوں
دلم از انتظار بیزار است — زندگی تلخ و مرگ دشوار است
آہ و زاری نمیکند خبرے — نیست در نالہ و فغاں اثرے
کام نکلے نہ بیقراری سے — فایدہ ہو نہ آہ و زاری سے
دل میں اوس کے اثر نہ آہ کرے — کچھہ نہ تاثیر دل کی چاہ کرے

غزل

اثر از آہ و نالہ سر کردن — نتواں در دلش اثر کردن
یک نفس گر قرار گیرد دل — میتواں زندگی بسر کردن
بر دل من گذشت آنچہ گذشت — نیست حاصل ترا خبر کردن
هیچ کافر روا نمی دارد — دل کس تنگ ایں قدر کردن
نیست آساں بغیر نالہ و آہ — چاک در سینہ و جگر کردن
دیدہ ام کار وبار عشق بسے — پر ضرور است ازیں حذر کردن
وقت عمر ایں طرف نمی گذری — آہ تا چند در گذر کردن
یک دو حرف اگر زمن شنوی — میتواں قصہ مختصر کردن

نیست چنداں ضرور لیک اندک
بایدت خاطر اثر کردن

اندکے رحم باید اے دلدار — مردم اکنوں بحسرت و دیدار
دل من بے قرار می باشد — روز و شب انتظار می باشد
سخت دشوار بر من افتادہ است — زیست بے تو بگردن افتادہ است
عمر در انتظار آخر شد — بر امید تو کار آخر شد
خوب شد انتظار کشت مرا — سخت امیدوار کشت مرا
ورنہ باصد هزار افسوسم — یاس میکشت آہ مایوسم
بسکہ در انتظار من مردم — همرہ خو امیدها بردم

سمجھئے اس قدر نہ کیجے غرور — کوئی بھی حسن لازوال رہا
تیرے در سے کوئی میں ٹلتا ہوں — مجکو ہر چند تو تو ٹال رہا
دل نہ سنبھلا اگرچہ میں تو اوسے — اپنی مقدور تک سنبھال رہا
پھر نہ کہنا اثر نہ کچھہ سنا
کوئی دن گر یونہیں جو حال رہا

غزل

داشت در وعدہ و وعید مرا — عاقبت جاں بلب رسید مرا
بسکہ آئینہ دار توحیدم — دید خود را کسے کہ دید مرا
نرود تاکہ جان ز تن نرود — ہست بیماریء شدید مرا
من چساں میخر و ختم خود را — گر نہ لطف تو میخرید مرا
ہمچو سایہ زپا فتادہ گیم — چہ قدر دور تر کشید مرا
گرچہ از دوستی است شکوہ اثر
می نماید ز تو بعید مرا

میں تو ہرچند کچھہ نہیں کہتا — دل بے صبر پر نہیں رھتا
یہی شکوا ھے بس یہی ھے گلا — نہ ملا مجھہ سے آہ تو نہ ملا
گر نہ ملنا ھی تجھکو ھے منظور — کس لئے کیجے وعدہ ھائے زور
جھوٹ بولے سے کیا بھلا حاصل — کہدے سچ ھاں نہیں ھے ملنے کو دل
کیا مناسب ھے فتنہ پردازی — شورش انگیزی و دغا بازی
کوئی دیکھا نہ تجھہ سا وعدہ خلاف — بت ناحق شناس نا انصاف
لگے رکھا یوں ھی مدام مجھے — روز بتلائیے صبح و شام مجھے
کہہ دیا وعدہ ٹالنے کو میرے — اور غم دل میں پالنے کو میرے
تا مبادا کہ یاس آجاوے — نا امیدی میں چین جی پاوے
جو کیا تو نیں خیر خوب کیا — ایک جی تھا ھزار طور لیا
پر مرا دل بھی کیا دوانا ھے — تیرا کہنا جو اون نیں مانا ھے
کیا کہوں کیا غضب یہ کرتا ھے — ایسے وعدوں پہ مفت مرتا ھے
تہ قیامت کوئی تو آویگا — روز فردا یو نہیں بتاویگا

یہ نہ تیري هی فیلسوفی ھے کچھہ تو اپنی بھی بیوقوفی ھے

غزل

اثراب تک فریب کھاتا ھے ترے وعدوں کو مان جاتا ھے
دل کڑا کر کے تجھسے کچھہ تو کہوں جی میں سو بار یہ هی آتا ھے
خوش گذرتی نہیں ھے کوئی آن اشتیاق اب نہت ستاتا ھے
دل کو وعدے سے کل نہیں هوتی روز تو آج کل بتاتا ھے
بت کافر کی بے مروتیاں یہ همیں سب خدا دکھاتا ھے
دل میرا تو نہیں هی چرایا ھے نہیں یوں نظریں کیوں چراتا ھے
میں بھی ناصح اوسے سمجھتا هوں گو برا ھے پہ مجکو بھاتا ھے
تیرے در پرمیں کب کب آتا هوں دل مجھے بار بار لاتا ھے
نالہ و آہ کو میری سن کر کہتے هو یہاں کسے ستاتا ھے
روز وشب کسطرح بسر میں کروں غم تیرا اب تو جی هی کھاتا ھے
دل نا قدر داں یہ گوهر اشک نت یونہیں خاک میں ملاتا ھے
جی هی جاتا ھے دم بدم میرا تجکو باور نہیں یہ آتا ھے

قطعہ

شمع رو دل پہ مثل پروانہ ناحق اپنے تئیں جلاتا ھے
تیری ان شعلہ خوئیوں کے حضور بے طرح تجھہ پہ جی جلاتا ھے
کیا کروں آہ میں اثر کا علاج
اس گھڑی اوسکا جی هی جاتا ھے

ھاتھہ سے جبکہ بات جاتی ھے سو بناؤ نہیں بن آتی ھے
مجھسے بیمار کا علاج نہیں رو باصلاح اب مزاج نہیں
خاک میں میں مریض مل هی گیا جی رهیگا کہاں سے دل هی گیا
میں تو مہمان هوں کوئی دم کا کیجئے فکر میرے ماتم کا
بیطرح هورها هوں پا برکاب زندگانی کو دے چکا هوں جواب
کچھہ هی باقی ھے مجھہ میں تابکی بات مثل شبنم رهوں تو رات کی رات
اب تلک دم کا یہ جو کھٹکا ھے جی تصور میں اوس کے اٹکا ھے

خیر اب اور کچھہ نہیں تدبیر   ہے یہ تجویز گر نہو تا خیر

جو کوئی ہووے خیر خواہ رفیق   رحم کھاوے وو مہربان شفیق

اتنی اوس تک خبر رسید کرے   مجھکو احسان سے خرید کرے

دیوے میرا نہ کچھہ پیام و سلام   کرے اس قطعہ پر ھی قطع کلام

قطعہ مد ظلہ

گر دل غم گسار میں گذرے   خاطر دوستدار میں گذرے

یہی پیغام درد کا کہنا   گر کوئی کوئے یار میں گذرے

کون سی رات آن ملئے گا

دن بہت انتظار میں گذرے

اب گذرتی نہیں کوئی پل بھی   بس قیامت ہے وعدۂ کل بھی

یوں جو رکھتاہے تو مجھے مہجور   مارنا ھی مرا ہے کیا منظور

کہیں حد بھی ہے بے وفائی کی   کچھہ نہایت بھی ہے جدائی کی

عہد و پیماں ھوئے تھے کیاکیا کچھہ   اور وعدے کئے تھے کیا کیا کچھہ

اثر آثار اب نہیں اوس کا   ذکر تکرار اب نہیں اوس کا

گئے کیدھر وو تیرے قول و قرار   اب یہ کیا تو کرے ہے میرے یار

اگر ایدھر تجھے نہ آنا تھا   جھوٹ سچ وعدہ کیا بتانا تھا

کون پوچھے یہ کس کو پیارا ہے   کیا جدائی تجھے گوارا ہے

کون کہتا ہے مجھکو چاھو تم   بات اپنی تو پر نبا ھو تم

عہد کا بھی نہ اعتبار رہا   قول کا بھی نہ کچھہ قرار رہا

پیارے حضرت کا میرے فرمانا   تونہیں بھی صدق دل سے کچھہ جانا

غزل مد ظلہ

عہد را اعتبار می باید   قول را هم قرار می باید

سست پیمانی و همی گوئی   دوستی استوار مے باید

ساقیا نشاء نیست منظورم   رفع رنج خمار می باید

بہر کارے کہ اوفتادہ مرا   آدم کردہ کار می باید

پرسد از من چہ بایدت هر کس   بکہ گویم کہ یار می باید

گو کہ گردد زبان صد جانہا   هرزمانت شکار می باید

پھر کردار نا ملائم ما　　لطف آمرزگار می باید
شمع ساں پھر جان سوختہ ام　　دیدہ اشکبار می باید
درد در کوچہ ہاچہ می نالی
نالہ در کوہسار می باید

تیرے نالے کا دیوے کون جواب　　سامھنے اس کے آوے کس کی تاب
جس طرف کو یہ جاکے زور کرے　　کوہ باایں شکوہ شور کرے
جبکہ اودھر سے پھر پلٹتا ہے　　آسمان وزمین الٹتا ہے
ہے اسی کا اثر کے دل میں اثر　　ٹکڑے ٹکڑے ہوا تمام جگر
ہمدم و ہمنفس ہے نالہ و آہ　　اور اسی جنس کے ہیں سب ہمراہ
سینہ چاکی ہے آہ وزاری ہے　　جانکنی ہے نفس شماری ہے
طپش دل ہے سب میں شاہنشاہ　　بیقراری و قلق فوج وسپاہ
روز افزوں ہے عشق کی دولت　　عز و اقبال شوکت و صولت
قسمت وجاہ و رعب و شان وشکوہ　　غم الم فکر درد دکھ اندوہ
نقد داغ جگر خزانہ و گنج　　جنس حسرت بلا مصیبت و رنج
اشک خونیں و آہ و نالۂ زار　　رونق بزم و گرمیٔ بازار
لیک باایں ہمہ نمودار ی　　آہ تا چند نالہ و زاری
کیا کہوں اب تو دل بتنگ آیا　　میرے حضرت نیں سچ یہ فرمایا

غزل مد ظلہ

تا بکے نالہ ہا و زاریہا -　　آہ از دست بیقراریہا
من و بیطاقتی و بے تابی　　تو و تمکین و بردباریہا
نقش پایت نکرد رنجہ قدم　　خاک بر فرق خاکساریہا
آشنایم بصحبت یاراں　　دیدہ ام کاروبار یاریہا
دوستی کردم و ندانستم　　دشمنی بود دوستداریہا
شام بے تو بخوں ہمی غلطم　　صبح دارم نفس شماریہا
نالہ ام ہیچ اثر نکرد ترا　　رفت برباد آہ و زاریہا
طبع زاد مرا کمیت قلم　　ہردم آموخت نے سواریہا

درد چون کرد یاد در حق ما
سر بلندی است خاکساریہا

بیان خواہش و درخواست ملاقات و مواصلت و نالش آزمایش و امتحاں بجدائی و مفارقت

یہاں جدائی سے جی ہی جاتا ہے
تجکو باور نہیں یہ آتا ہے

شیشۂ دل مرا تو توٹ گیا
آبلہ سا یہ پس کے پھوٹ گیا

اپنا دل میرا دل بھڑاتے ہو
سنگ کو شیشہ سے لڑاتے ہو

آپ کا قصد میں نیں جانا ہے
تا دم زیست آزمانا ہے

اب جدائی کی مجکو تاب نہیں
دل مرا امتحاں کا یاب نہیں

ہجر میں طاقت و شکیبائی
مجسے بے صبر نیں کہاں پائی

میں جداتجسے رہ سکوں سونہیں
ہجر کے صدمے سہ سکوں سونہیں

موذیوں کی طرح نہ مار مجھے
یوں جھلاکر درانتظار مجھے

تجکو میری طرف سے میری جان
جیتے جی تک نہیں ہے اطمینان

آزمایش نہ کچھہ جدائی ہے
کیا سمجھہ میں تیرے یہ آئی ہے

اس قدر لائے خیال کے بیچ
کیجئے امتحاں وصال کے بیچ

ہو کہاں تک ادہر تو آؤ تم
منہ تو اپنا مجھے دکھاؤ تم

چور ہے یا کوئی کچھہ اور ہے تو
یوں جو پوشیدہ کررہا ہے رو

جان تک امتحان کر لیجئے
دل کا سب ارمان کر لیجئے

ہووے منظور جو کہ جور وستم
کیجئے اب آن کر یہ کرم

جاں تلک بھی نہیں ہے تجسے دریغ
آئیے کھینچکر لگائیے تیغ

سر یہ حاضر ہے کیجے بسم اللہ
آن کر قتل کیجے بسم اللہ

امتحان غائبانہ خوب نہیں
نت نیا ایک بہانہ خوب نہیں

شمع رو یوں تو ہم غریبوں کی
تجہہ سے کیا پیش رفت چلتی ہے

پر بھلا اتنا دیکھئے تو سہی
بات تقریب پر نکلتی ہے

شمع پروانہ کو جلاتی ہے
ساتھہ پر اوس کے آپ جلتی ہے

جیتے جی تک بحسرت وافسوس
سر کو دھنتی ہے ہاتھہ ملتی ہے

اب تیرا سننے میں یہ آتا ہے — نام سے میرے منہ تھتھاتا ہے
اس کے آگے نہ تھے تیرے یہ طور — تو جدا رہ کے ہوگیا کچھ اور
میرا مذکور جن نیں تجھ سے کیا — تو نیں منہ اوس طرف سے پھیر لیا
جب سنا خون دل وو پیتا ہے — کہتے ہو مجھ بغیر جیتا ہے
واہ رے دشمنی و سنگدلی — دوستی ساری خاک میں ہے ملی
سخت جاں ہوں یہ جان رکھ نہ مروں — دید وا دید جب تلک نہ کروں
روبرو لیتے جی تو ڈرتا ہے — یوں دغا بازیاں جو کرتا ہے
خیر بہتر بھلا ہوا معلوم — سر چکوں گا میں ایک دن مظلوم
آزمایش یونہیں جو کیجئے گا — جی سرا فکر سے ہی لیجئے گا
پر بھلا مجکو یہ بتا قاتل — قتل سے میرے تجکو کیا حاصل
دل پہ ثابت ہے سب تری خوبی — ہے یہ از قسم ناز محبوبی

غزل

کام کیا تجکو آزمانے سے — قتل کرنا ہے ہر بہانے سے
حال اپنا ہزار دیکھلایا — باز آیا نہ تو ستانے سے
جی میں اپنے جو ہے سو ہے پیارے — فایدہ کیا تجھے جتانے سے
خوب آزاد کردیا مجھ کو — غم نیں تیرے غم زمانے سے
چاہنا عقل و ہوش کی باتیں — نہیں معقول مجھ دیوانے سے
جی ہی جاتا رہا پہ توں نہ پھرا — باز آئے ہم ایسے آنے سے
کوئی اِس کو سند نہیں رکھتا — کچھ بھی حاصل ہے جی جلانے سے

دیکھئے آہ اوس کی خاطر جمع
کب اثر ہوگی آزمانے سے

غزل

روز اُٹھ کر نیا بہانہ ہے — کام میرا غرض بہانہ ہے
راہ تکتے ہی تکتے ہم تو چلے — آئیے بھی کہیں جو آنا ہے
نہ ملوں جب تلک نہ تو نہ ملے — اب یہی قصد جی میں ٹھانا ہے
کبھو میرا بھی کہنا مانئے گا — جو کہا تونیں میں نیں مانا ہے

وعدے کر انتظار میں رکھنا — نت نئی طرح کا ستانا ہے
دل گیا جی بھی اب ٹھکانے لگا — تس پہ بھی باقی آزمانا ہے
تیری عیاریوں کی باتیں اثر
سب سمجھتا ہے گو دیوانا ہے

غزل

کبھو منہ بھی مجھے دکھائیے گا — یا یونہیں دل مرا دکھائیے گا
اگر ایسا ہی اب ستائیے گا — خیر جیتا مجھے نہ پائیے گا
دل ہر ایک سے لڑاتے پھرتے ہو — آنکھ تو ہم سے بھی لڑائیے گا
جی میں ہے کچھ ارادۂ فاسد — تک سمجھ کے ادھر کو آئیے گا
دل تو اودھر سے اٹھ نہیں سکتا — ہاتھ اب کس طرح اوٹھائیے گا
میں تو دونوں طرح سے حاضر ہوں — جو سمجھ ہو عمل میں لائیے گا
آئیے گا غریب خانہ میں — یا مجھے اپنے ہاں بلائیے گا
اثر اتنا میں التماس کروں — ہر کسو کی دغا نہ کھائیے گا
عشق سے منع میں نہیں کرتا — آپ جی میں برا نہ لائیے گا
منہ تو اوس خوبرو کا دیکھا تم — لیک خو بو بھی آزمائیے گا
جاں تک دو جسے کہ چاہو تم
دل کو تک دیکھ کر لگائیے گا

قصہ کوتاہ سنئے مطلب کی — اپنی مشتاق جان بر لب کی
دھوکے دھوکے میں کاٹے پہلے دن — نہ کٹتی اب تو کوی دم تجھ بن
بیوفائی کو اپنی چھوڑو تم — ان دنوں مجھسے منہ نموڑو تم
کون کہتا ہے امتحاں نہ کرو — دل نہ دیکھو کہ قصد جاں نہ کرو
امتحاں لاکھ سو بسو کیجے — پر جو کچھ کیجے روبرو کیجے
آزمایش بتوں سے دور نہیں — پر جدا بیٹھنا ضرور نہیں
بیوفائی اسے نہیں لازم — کچھ جدائی اسے نہیں لازم
لاکھ صورت ہے آزمانے کی — نہیں مانع پہ یہاں کے آنے کی
سخت ناچار ہوکے کہتا ہوں — جیسے بیزار ہوکے کہتا ہوں

دل کو تک اب تو مہربان کرو   بس زیادہ نہ امتحان کرو
آزمایش سے اب تو باز آؤ   کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھتاؤ
تک تو ڈر اس قدر خدا کو نہ بھول   درد مندوں کی بھی دعا ہے قبول
اس بلا میں پڑا ہوں میں جب سے   مانگتا ہوں یہی دعا رب سے

غزل

بس ہو یا رب یہ امتحان کہیں   یا نکل جائے اب یہ جان کہیں
حال دل کچھ تو میں سناؤں تجھے   دیوے یاری اگر زبان کہیں
تجھ سوا جانتا نہیں ہوں کچھ   تو بھی اس بات کو تو جان کہیں
کیا کہوں اپنی میں پریشانی   دل کہیں، میں کہیں، دھیان کہیں
مثل عنقا یہ تیرے گم شدگان   نام کو ہیں، نہیں نشان کہیں
حسن ایسا ہے تو رہو نہ رہو   کوئی جاتی ہے تیری آن کہیں
تیری کیا کیا میں باتیں مانی ہیں   تو بھی ایک بات میری مان کہیں

تھامتا ہوں اثر میں آہوں کو
جل نجاوے یہ آسمان کہیں

بیان نہفتن این مصیبت و حتی المقدور نگفتن حقیقت و طعن و تشنیع از راہ دوستی و محبت

دم بخود ہوں اگرچہ مرتا ہوں   تا بمقدور ضبط کرتا ہوں
نہیں کہتا ہوں کچھ کسو کے حضور   حال میرا ہے اب تلک مستور
جان بلب ہوں میں زیست سے بیزار   شکوہ گو پر نہیں لب اظہار
گو کہ باندھے گرہ ہوا و ہوس   ہے بسان حباب ضبط نفس
دل میں تیرا سخن میں پالا ہے   منہ سے باہر نہیں نکالا ہے
تیری باتیں جفا کی میں نیں کہیں   کبھو اپنی زبان سے نہ کہیں
نہیں کرتا ہوں میں کسو سے کلام   تجھکو بھیجوں نہ کچھ پیام و سلام
تیری بات گو کہ جان تلک   پر نہ آئی میری زبان تلک
خلق ہے سبکو دیکھ پر سر شور   اپنی ذاتو نمیں چپ ہوں جوں لب گور
دل صد پارہ ہو بہو سمت زباں   نکشا ہم ولے چو غنچہ دہاں

هر زمان خون دل همی نوشم ‌ ‌ ‌ لیک خون خواری تو می پوشم
همه چشم ترم بسان حباب ‌ ‌ ‌ نچکانم زدیدهٔ قطرهٔ آب
سینه دارم تمام جوش و خروش ‌ ‌ ‌ مهر بر لب ولے نشسته خموش
راز هائے دلی نهفته به است ‌ ‌ ‌ چه بگویم که آن نگفته بد است
گر چه هردم پئے تو می میرم ‌ ‌ ‌ نام تو پیش کس نمی گیرم
نه کسے همدم ونه همنفس است ‌ ‌ ‌ جز دل من کدام دسترس است
شمع سان جمله تن گداخته ام ‌ ‌ ‌ لیک حرفے بیان نساخته ام
نشد آگه کس از بیان من ‌ ‌ ‌ هیچ نشنید از زبان من
سوزم وسرمه گردم و ز گزند ‌ ‌ ‌ نکنم ناله وفغان چو سپند
از غلامان حضرت دردم ‌ ‌ ‌ گر بنالم زدرد نا مردم
گو بمیرم ولے نه آه کنم ‌ ‌ ‌ سخن درد را نگاه کنم
من که دم گاه بر نمی آرم ‌ ‌ ‌ بے شمار آه در جگر دارم
جو مصیبت که مجهه په آئی هے ‌ ‌ ‌ اپنی مقدور تک چهپائی هے
تنگ آیا هوں پر جدائی سے ‌ ‌ ‌ نهیں کهتا هوں کچهه برائی سے
ضبط پیارے کهاں تلک کیجے ‌ ‌ ‌ تو هی فرما جهاں تلک کیجے
جی گهتا دم نکل چلا رک کر ‌ ‌ ‌ تو بهی انصاف تو بهلا تک کر
آه و ناله کا آرمان رها ‌ ‌ ‌ اوس کی تاثیر کا گمان رها

غزل

دیکهئے تو سهی که کیا هوتا ‌ ‌ ‌ ایک ناله اثر کیا هوتا
چهوتتی هے یه بد معاملگی ‌ ‌ ‌ پهلے دل کو تو لے لیا هوتا
اب توقع کسے بهلائی کی ‌ ‌ ‌ دل نهوتا تو کچهه بهلا هوتا
خواه بوسه هی خواه گالی هی ‌ ‌ ‌ کچهه تو دل کے عوض دیا هوتا
جانتا قدر کچهه هماری بهی ‌ ‌ ‌ تو بهی عاشق اگر هوا هوتا
بے وفائی په تیری جی هے فدا ‌ ‌ ‌ قهر هوتا جو با وفا هوتا

کچهه اثر کا علاج کرتے هم
رات کي رات گر جیا هوتا

غزل

کہیں ظاہر یہ تیری چاہ نکی
مرتے مرتے بھی ہم نہ آہ نکی

آہ مرگئے پہ نا توانی سے
ایک بھی آہ سر براہ نکی

تو نگہ کی نہ کی خدا جانے
ہم تو ڈر سے کبھو نگاہ نکی

سب کے جی میں یہ نالہ ہو گذرا
ایک تیرے ہی دل میں راہ نکی

وہ کسو اور سے کرے گا کیا
جن نیں تجھسے اثر نباہ نکی

دل میں ایسے ہزار کہتا ہوں
سو برا تجکو یار کہتا ہوں

جو کہوں تجکو سو وو تھوڑا ہے
دل ترے ہاتھوں پکا پھوڑا ہے

بس برائی یہی جدائی ہے
ورنہ تجھہ میں سبھی بھلائی ہے

یوں جدائی جو اب ستاتی ہے
جی میں سو طرح بات آتی ہے

اب اپڑے پڑا جو مرتا ہوں
شکوہ بے اختیار کرتا ہوں

سب کے نزدیک میرے حق بطرف
نہ کہے کوی تیرے حق بطرف

یوں جو معشوق ہوتے ہوں تو خیر
نہ کرے یہ تو بیر کوی غیر

کوی دشمن یہ دشمنی نہ کرے
گبر کافر بھی کچھہ خدا سے ڈرے

ٹک تو آ حال تا دیکھا کے کہوں
روبرو سو طرح دکھا کے کہوں

کچھہ تو غیرت تو دل میں لاوے گا
حال پر میرے رحم کھاوے گا

رحم دل تجکو جانتے تھے ہم
خوبیاں تیری مانتے تھے ہم

سارے نکلے غلط ہمارے قیاس
نہ تجھے شرم چشم نے کچھہ پاس

آہ سمجھے تھے اور نکلا اور
پیشتر تو تیرے نہ تھے یہ طور

یوں مبدل بھی ہوتی ہے خو بو
آگو کیا تھے تم اور اب کیا ہو

ٹک تو انصاف آپ ہی کیجے
اس طرح دوست کو دغا دیجے

کچھہ تو ہم عقل و ہوش رکھتے تھے
کھلے کو چشم و گوش رکھتے تھے

ایسے بیہوش کیا دیوانے تھے
پر تیرے طور یہ نہ جانے تھے

سر بسر پر خلاف نکلا تو
پُر کدورت ہی صاف نکلا تو

تجسے یہ تو ہمیں خیال نہ تھا
جو ہوا سو تو احتمال نہ تھا

غزل

هم غلط احتمال رکھتے تھے　　تجسے کیا کیا خیال رکھتے تھے
نہ سدا تونیں کیا کہیں ظالم　　ورنہ هم عرض حال رکھتے تھے
نہ رہا انتظار بھی اے یاس　　هم امید وصال رکھتے تھے
جوهر آئینہ نیں دکھلایا　　سادہ رو جو کمال رکھتے تھے
نہ سدا تھا کسو نے یہ تو غرور　　سبھی دلبر جمال رکھتے تھے
آہ وے دن گئے کہ هم بھی اثر
دل کو اپنے سنبھال رکھتے تھے

میں تجھے، واہ کیا تماشا ھے　　ذھن میں آشنا تراشا ھے
هاتھہ میں رکھیو تم سنبھالے ہوئے　　دل تو میرا یہ شیشہ * باشا ھے
تو جو تولے ھے میرے من کی چاہ　　کچھہ ترے هاں بھی تولہ ماشا ھے
کیا کہوں تیری کاوش مژہ نیں　　کس طرح سے جگر خراشا ھے
خیر گذری، اثر تو ھے بے باک
اور وہ شوخ بے تحاشا ھے

غزل

بھولنا یوں بھلا یہ یاد رھے　　غم رہا هم کو تم تو شاد رھے
واہ غیروں سے اتحاد رھے　　اور هم سے وهی عناد رھے
تجسے سب شاد با مراد هوئے　　هم هی ناشاد نا مراد رھے
دلدهی سب کی، میری دل شکنی　　بارے اتنا تو اعتماد رھے
آہ بیدرد اتنی بے اثری
دوستی کچھہ تو کم زیاد رھے

بیان شکر و شکایت وفا و جفا و اظہار گلہ و شکوہ از راہ محبت و صفا

گئی کیدھر وو تیری مہر و وفا　　اب جو هونے لگی یہ جور و جفا
بات سنتا نہیں ھے اب میری　　کیا هوئی دوستی وو سب تیری

---

* یعنے شیشے جیسا نازک، جو ذرا سی ٹھیس میں ٹوٹ جاے —

میرے احوال پر نہیں ہے نگاہ　　کچھ ہے تقصیر میری کچھ ہے گناہ
دوستی کے سوا کچھ اور گناہ　　ہو تو مجکو بتاؤ بسم اللہ
بے گناہوں سے دل کو صاف کرو　　نہیں تقصیر پر معاف کرو
ان دنوں ہے تیرا مزاج کچھ اور　　کل جو تھا سو کچھ اور آج کچھ اور
کوئی دنیا میں دل دوانا تھا　　تجھے واللہ یہ نہ جانا تھا
دل و دیں عقل و ہوش باختہ ام　　بعد ازینہا ترا شناختہ ام
با وفا بودہ بیوفا شدۂ　　تو چہا بودی و چہا شدۂ
یاد داری ہر آنچہ میکردی　　دوستداری ہر آنچہ میکردی
داشتی پاس آشنا ئیہا　　مینمودی چہ دلربا ئیہا
ہمگی قصد دل ربودن بود　　نو بنو جلوہ ہا نمودن بود
جوشش ار تباط داشتۂ　　گرمئی اختلاط داشتۂ
بود پیوستہ سوے من نظرے　　جز خیا لم نداشتی خبرے
گاہ خندہ گہے تبسم بود　　گاہ ایما گہے تکلم بود
گاہ نگریستی بالفت و شوق　　گاہ بگریستی بلذت و ذوق
نگہ التفات و گوشۂ چشم　　بود گاہے بمہر و گاہ بخشم
ہر نفس سوئے من نگاہے بود　　دم کشیدہ نسرد آہے بود
مینمودی ہزار دلسوزی　　داشتی دست در جگر دوزی
اول اول چنان زمن گشتی　　آخر آخر چنیں زمن گشتی
از تو کے بود ایں گمان من　　ہمچو افتی بقصد جان من
دل ربودی وعزم جاں داری　　جان من دلبر دل آزاری
یاد ہست از کلام حضرت درد　　بر محل حسب حال خود ایں فرد
دل باو دادم و ندانستم　　کہ چنیں دلربائی دلسوزاست

غزل

دل دیا پر تجھے نجا نا تھا　　قسمت اوس کی میں آہ جانا تھا
تیغ ابرو و تیر مژگاں کا　　دل ہی چورنگ تہا نشانا تھا
کبھو کرتے تھے مہربانی بھی　　آہ وہ بھی کوئی زمانہ تھا

دل وجاں سب جلا کے خاک کیا　　واہ کیا خوب آزمانا تھا
تونہ آیا ادھر کو ورنہ ہمیں　　حال اپنا تجھے دکھانا تھا
کیا بتاویں کہ اس چمن کے بیچ　　کہیں اپنا بھی آشیانا تھا
ہوشیاروں سے مل کے جانو گے
کہ اثر بھی کوئی دوانا تھا

غزل

اے بتاں الفتی ہی خدائی ہے　　با وفاؤں سے بے وفائی ہے
دشمنی بھی ہے جسکے آگو گرد　　یہاں وو کہنے کو آشنائی ہے
بات میری جو اب نہیں سنتا　　کچھ کسو نیں مگر سنائی ہے
شرم تیری یہ سب کہے دے ہے　　جو مرے دل کی بات پائی ہے
غم ترا ملک دل کو لوٹ گیا　　کچھ نچھوڑا تری دہائی ہے
دل بدل مل رہے ہیں آپس میں　　اب تو بیفایدہ جدائی ہے
سیکھہ لیجے تک ایک دلداری　　دلربائی تو خوب آئی ہے
مجسے آکر کبھو نہیں ملتا　　ایک تجھہ میں یہی برائی ہے
سادہ رووں سے کچھہ نچھپا اثر
وہاں سبھی بات کی صفائی ہے

گرچہ تیری طرف سے نا انصاف　　ہے سبھی بات کا جواب صاف
پر میرے دل کی سادگی وصفا　　کرنے دیتی نہیں سوائے وفا
زندگی میری جان تجسے ہے　　خوشی اپنی ہر آن تجسے ہے
تجھہ سوا اور سے نہ کام مجھے　　نہ کسوسے دعا سلام مجھے
نہ کسو سے گلا نہ شکوا ہے　　اور سے مجکو کام بھی کیا ہے
دلبری میں کوئی بلا ہے تو　　جان لینے کو اب ملا ہے تو
میرے حق میں جو کچھ ہے بس تو ہے　　خواہ بدخو ہے خواہ خوش خو ہے
اور کیا کیا کہوں تو کیا کچھہ ہے　　باغ و بستاں ہزار ہا کچھہ ہے
یکجہاں دید و رونق مجلس　　چشم بددور دستۂ نرگس
رشک گلزار نو بہار توئی　　گل و غنچہ توئی و خار توئی

خواہ بیگانہ خواہ یار توئی — دشمن و دوست در شمار توئی
یار جانی و دشمن جانی — خانہ آباد و خانہ ویرانی
خوشی و شادی و نشاط دل — لذت و فرح انبساط دل
باعث فکر و حزن و رنج و الم — موجب حسرت و مصیبت و غم
آرزوئے دلی و خواہش جاں — دشمن نام و ننگ و کاہش جاں
دلبر و دل ربا و دل آزار — ہم دل آرام دلنشیں دلدار

غزل

اے بت عشوہ گر چہا کہ نۂ — یک مگر با من آشنا کہ نۂ
در دل و دیدہ و خیال و خواب — ہمہ جا جائے تو کجا کہ نۂ
یار و دلدار و آشنا و دوست — آں گماں کردہ ام ترا کہ نۂ
مے و میخوار و چیزہا جمع است — ساقی اینجا تو ہم بیا کہ نۂ

فتنہ و آفت و بلائے جاں
چہ بگوید اثر چہا کہ نۂ

لاکھہ دشمن کا ایک دشمن تو — دمبدم تو مرا پئے ہے لہو
میں برا بھی تجھی کو جانوں ہوں — اور بھلا بھی تجھی کو جانوں ہوں
توہی بیرحم توہی ظالم ہے — بےخبر تو ہے توہی عالم ہے
خوشی تجسے ہے اور غم تجسے — شکر و شکوا ہے دمبدم تجسے
با وفا تو ہے بیوفا تو ہے — جو کہوں اس سے مدعا تو ہے
نفع تو ہے مرا ضرر تو ہے — خیر تو ہے ہزار شر تو ہے
گر بھلا ہے و گر برا تو ہے — دوست دشمن سبھی مرا تو ہے
یہ جو حضرت نیں اب بیان کیا — کیا کہوں آہ میرے دل سے لیا

غزل محطلہ

دشمن انیست و آشنا اینست — ہر چہ ہست از برائے ما اینست
شکوہ چنداں ز بیوفائی نیست — مدعی گشتہ مدعا ایں است
او دل آزار و دل گرفتار است — قصہ کوتاہ ماجرا اینست

درد پرهیز ناتوانی کن
مرض عشق را دوا اینست

هے تو آساں یہ جو بات کہی — قصد اپنا بہی هیگا روز بڑی
پر خدا مجهسے بہی بنا لاوے — جی مضر چیز پر نچل جاوے
کیا کہوں آہ کہہ نہیں سکتا — بن ملے دل تو رہ نہیں سکتا
عمر ساری کہاں تلک پرهیز — جان کرتی هے اب بریز بریز
نہیں بنتی هے اپنی کچهہ تدبیر — نہ کرے جب تلک مدد تقدیر
چهوٹی سی چیز هی جو هاتهہ پڑی — پهر تو چند اں نہیں هے بات بڑی
اندکے صبر و اندکے دل سخت — گر بدست آیدم زطالع و بخت
پهر تو عالم کی بیٹها دید کروں — رات شبرات روز عید کروں
آہ قسمت نے کیا کہوں جو کیا — سخت بے صبر موم دل یہ دیا
سب یہ آفت پڑی هے اس کے سبب — اور ناحق کہوں میں کس کے سبب
دل نہیں هی میرے مجهکو مارا هے — سب بکهیڑا اسی کا سارا هے
میری خوبی نہیں سب زبونی کی — دشمنی دوستی نہیں دونی کی
کچهہ برائی سے تو نہ تها واقف — بے وفائی سے تو نہ تها واقف
یو نہیں هوتا تو کس طرح کٹتی — اب تلک کوئی اس طرح کٹتی
تیرے جو جو سلوک هیں سارے — کچهہ برائی سے یہ نہیں پیارے
دوستی نیں میری سکهائی جفا — ورنہ تجهمیں تو تهی بڑی هی وفا
لطف پر اس کلام کے صدقے — اس کے قائل کے نام کے صدقے

غزل مخطلہ

اس کو سکهلائی یہ جفا تونیں — کیا کیا اے میری وفا تونیں
بے کسی کو عبث کیا بے کس — قتل کر مجهکو کیا لیا تونیں
حال سن سن میرا لگا کہنے — میں سدا کچهہ نہ کیا کہا تونیں
هم نہ کہتے تهے هو جو مت عاشق — پائی دل اپنی کچهہ سزا تونیں
جی تو جی سے تیرے رها هے مل — مفت لیا سوز کیا هوا تونیں

درد کوئی بلا ہے شوخ مزاج
اس کو چھیڑا برا کیا تونیں

دیکھہ تو کیا غزل یہ فرمائی | بات تیری سمجھہ میں بھی آئی
تو بھی سن رکھہ جو میں کہوں تجھسے | چھیڑ کرنا سمجھہ کے تو مجھسے
ہوسکے گا کوئی تو عہدہ بر آ | ہے یہ بندہ بھی شوخ طبع بلا
آڑے ہاتھوں کہیں نہ لیوے تجھے | بات سیدھی نہ کرنے دیوے تجھے
پھر تو شرماوے کٹ کے بے دل ہو | آنکھہ تجکو ملانی مشکل ہو
اب تلک میں نیں درگذر کی ہے | تیری باتوں پہ کب نظر کی ہے
ایسے نا آشنا کو کیا کہئے | سنگدل بیوفا کو کیا کہئے

غزل

بیوفا تجھسے کچھہ گلا ہی نہیں | تو تو گویا کہ آشنا ہی نہیں
یہاں تغافل میں اپنا کام ہوا | تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہیں
یا خدا پاس یا بتاں کے پاس | دل کبھو اپنے ہاں رہا ہی نہیں
تیرے کوچہ سے آہ جانے کو | دل نہیں یا کہ اپنے پا ہی نہیں
نالے بلبل نے گو ہزار کئے | ایک بھی گل نیں پرسدا ہی نہیں

کچھہ نہ ہوتا اثر اثر اوس کو
پہلے گو نالہ تو کیا ہی نہیں

غزل

خوب دنیا میں خوش رہا ہوگا | جو کہ عاشق ترا ہوا ہوگا
ہوں دوانا سمجھہ کا میں اس کے | جس نیں دل کو تجھے دیا ہوگا
کب توقع تھی یہ کہ دل تیرا | ایسے ملاپ سے یوں برا ہوگا
دل جو آیا نہ اب تلئیں شاید | کسی ظالم کے بس پڑا ہوگا
گر کے اتھانہ پھر میں قطرۂ اشک | کوی ایسا بھی کم گرا ہوگا
ہے زمانے کے ہاتھہ سے تو بعید | کیو کہ غنچہ بھی یہاں کھلا ہوگا

اثر اول تو یہاں ہوا سو ہوا
دیکھیں آخر کو آہ کیا ہوگا

غزل

شدہ بیگانہ او ز یاریء ما — دشمن ماست دوستداریء ما
عشق او هیچ غم بدل نگذاشت — غم او کرد غمگساریء ما
قہر درویش و جان درویش است — کس چه داند ز بیقراریء ما
غافل از یاد بیدلاں نشوی — دل ما هست یادگاریء ما
زیں فغاں ها مشو گراں خاطر — آه ما نیست اختیاریء ما
نالۂ ما اثر نه کرد اثر
آه از دست آه و زاریء ما

جب خفا ہو اُداس رہتا ہوں — بت کافر تجھے میں کہتا ہوں
اور بے رحم بیوفا خونخوار — نام تیرے یہ سب ہیں میرے یار
بسکہ تجھ سے ہی کام رکھتا ہوں — سینکڑوں ایسے نام رکھتا ہوں
اس قدر جب سے تنگ آیا ہوں — دل میں تجھسے بجنگ آیا ہوں
دفتر شکوہ جب سے کھولوں ہوں — نیک بد بخت سست بولوں ہوں
سن کے اس کو برا نہ مانیو تو — کچھ برائی سے یہ نہ جانیو تو
گو کہ بیطرح نام لیتا ہوں — لیک دل سے دعائیں دیتا ہوں
تیرے ہاتھوں جو کچھ گذرتا ہے — یا جو کچھ تو برائی کرتا ہے
اس میں تیری نہیں ہے کچھ تقصیر — حق نیں کی ہے یونہیں میری تقدیر

غزل

غم ہی دکھلاتی ہے سدا قسمت — واہ اپنی بنی ہے کیا قسمت
جس کی خاطر سبھی ہوے دشمن — نہ ہوا وہ بھی دوست یا قسمت
کیا کہوں اپنی بے نصیبی کی — دے کسو کو نہ یہ خدا قسمت
نہ رہا وصل دائمی تو نصیب — ہجر ہی دیکھیں تا کجا قسمت
یاوری کی نہ طالعوں نیں اثر
آزمائی ہے بارہا قسمت

غزل

جو سزا دیجے ہے بجا مجکو — تجسے کرنی نہ تھی وفا مجکو

سرد مہری نہیں تھری اے ظالم آہ کتنا جلا دیا مجھکو
گر اسی میں خوشی تمہاری ہے اور بھی کیجئے خفا مجھکو
کیوں تو بر ضد جفا ہی کرتا ہے نہیں کچھہ دعوئ وفا مجھکو
غم میں بیٹھوں کہاں تمہیں بت کے اب اٹھاوے کہیں خدا مجھکو
وہی میں ہوں اثر وہی دل ہے
اب خدا جانے کیا ہوا مجھکو

غزل

فرض کردم وفا نمی باید لیک چندیں دغا نمی باید
ملع جور ت نمی کنم لیکن ایں قدر هم جفا نمی باید
در خورم آنچه می کنی لیکن هرچه کردی ترانمی باید
بت نا آشنا چناں دارم که دگر آشنا نمی باید
ساده رو سادهٔ زمهر و وفا ایں چنیں هم صفا نمی باید
یا بیا یا ببر ز تن جانم زیست بے تو مرا نمی باید
زاهدا خلد بے جمال بتے از برائے خدا نمی باید
نبود بے تو هیچ شے درکار بانو مارا چها نمی باید
گریهٔ شوق رهبر است اثر
سیل را رهنما نمی باید

غزل

گر بقدر وفا جو از جفا است هرچه با ما تواں نمود روا است
بت من بیخبر ز حال من است آه بے عیب صرف ذات خدا است
بسر و چشم میرود چوں شمع هرکه ثابت قدم براه فنا است
به نصیبش زجلوه حیرانی است مثل آئنه دردلے که صفا است
قطرهٔ گم شده به بحر محیط کس نشانش نمیدهد که کجا است
چوں شرر بهر اهل دید اثر
رم نمودن ز خویش راهنما است

بیان خوش نیامدن هیچ چیز بدون یار و بودن اسباب خوشی و نشاط زیادہ تر موجب ایذا و آزار

کوی صحبت خوشی کی بھاتی نہیں — کوی بزم طرب خوش آتی نہیں
انبساط و خوشی کرے ہے داغ — گر ہنسوں بھی تو جوں ہنسے ہے چراغ
جمع جتنا ہو عیش کا اسباب — دل کو ایذا کرے جلا کے کباب
گر یہ تقریب راگ ہوتا ہے — سینہ یک لخت آگ ہوتا ہے
راگ ہر ایک جدا ہیں گو بیشک — پر اثر میں ہیں اب سبھی دیپک
حضرت درد کی بنائے خیال — کیا کہوں کیا کرے ہے دل کا حال
تان ہر ایک جان لیتی ہے — پھر لذت دلوں کو دیتی ہے
بولونگا لطف جان سے ہے جدا — ہے دل و جان ہر طرح سے فدا
خیر تقریب جو کہ ہوتی ہے — ہر طرح میری جان کھوتی ہے
جس قدر ہوے صحبت رنگیں — اس قدر دل کو اب کرے غمگیں
ہے تماشا کدھر کہاں کی سیر — خوشی ہوتی ہے کوئی تیرے بغیر
مارتی ہے ہوائے ابر و بہار — کچھ الٹ ہی گیا ہے لیل و نہار
جو کبھو آسماں پر ابر ہوا — دل پہ بے اختیار جبر ہوا
تیر باراں کرے ہے اب باراں — کاٹے کھاتی ہے صحبت یاراں
مینہہ جو برسات کا برستا ہے — دل ملاقات کو ترستا ہے
جس گھڑی مینہہ کی یہاں بندھے ہے جھڑی — تار باندھے ہے ہے آنسوؤں کی لڑی
جب کہ یہاں ابر گھر کے جھکتا ہے — دل گھٹتا آگے خوب رکتا ہے
اچھی لگتی نہیں ہے فصل بہار — لئے جاتی ہے دل سے صبر و قرار
کوئی موسم بھلا نہیں لگتا — دیوے ہر ایک رت جدا ایذا
خواہ گرمی ہے خواہ جاڑا ہے — دل کو ہر ایک نے اجاڑا ہے
روپ گرمی کا اور گرم باوے — دل میں وحشت زیادہ ترلاوے
پھر میں گرمیوں کی دوپہریں — دل پہ کیا کیا گذرتی ہیں لہریں
کیا ہی جاڑے کی رت دکھاتی ہے — سرد مہری تری دکھاتی ہے

سخت دوبھر ھیں جاڑے کی راتیں　　اور اس کی ھزارھا باتیں
رات تو ھے یہ دن بھی کیا کم ھے　　سانس تھنڈی ھر آن ھر دم ھے
اب نہ دن ھی کٹے نہ رات کٹے　　کس طرح عرصۂ حیات کٹے
رات کاٹے کوی کہ دن کاٹے　　بات بنتی نہیں ھے بن کاٹے
عمر یوں کاٹے کس کو بھاتا ھے　　تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ھے
ھے شب ماہ دل پہ یوں پیارے　　جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے
گر گذر سوئے باغ ھوتا ھے　　سینہ جل بل کے داغ ھوتا ھے
گر نظر جا پڑے سوئے گلزار　　داغ ھوتا ھے دل بیاد عذار
آگ دل میں لگائے آتش گل　　سانپ کی طرح کاٹے ھے سنبل
پھول لگتے ھیں جیسے انگارے　　گرز آتش نہال ھیں سارے
راہ تکتی ھیں آنکھیں نرگس کی　　کیا کہوں آہ اور کس کس کی
تھیں تک بریدہ یہ پیارے　　مژۂ اشک بار ھیں سارے
یہ درختوں کے پات ھلتے ھیں　　یا بافسوس ھاتھہ ملتے ھیں
ھر طرف آبشار روے ھے　　سرپٹک ڈارھیں مار روے ھے
مثل آئینہ دیکھہ کر کے حوض　　غرق حیرت کھڑا ھے آب حوض
بلبلے اس میں آنکھہ کھولے ھیں　　کہ رخ آب پر پھپولے ھیں
نہیں نرگس پہ یہ پڑی شبنم　　چشم پر آب ھیں سبھی از غم
سیر پھولوں سے یہ نتیجہ ھے　　یعنی عاشق کا آج تیجہ ھے
نہیں سبزہ چمن میں خوابیدہ　　تیرہ بختاں پڑے ھیں غلطیدہ
گل سبھی کرتے ھیں گریباں چاک　　اور ان پر نسیم ڈالے ھے خاک
سوچ میں غنچہ ھیں گرفتہ دل　　باغباں آپ ھی کو کھڑے ھیں خجل
کیا بلا اب کے ناگہاں آئی　　موسم گل ھی میں خزاں آئی
پر خزاں بھی نہ ایسی ھوتی تھی　　رونق باغ یوں نہ کھوتی تھی
سخت عبرت کدہ یہ باغ ھوا　　تختۂ گل سے داغ داغ ھوا
دیکھہ کر یہ چمن کا آب و رنگ　　اور خاطر گرفتہ ھو دل تنگ
غنچہ دیکھا جہاں چمن کے بیچ　　جا رھے ھے دل اوس دھن کے بیچ
سرو پر جب نگاہ جاتی ھے　　یاد میں قد کے آہ آتی ھے

کیا کہوں باغ کا جو عالم ہے ہر شجر یہاں تو نخل ماتم ہے
صرف اس باغ پر ہی اب کیا ہے ساری ماتم سرائے دنیا ہے
جس طرف کو نگاہ کرتا ہوں نعرہ بھرتا ہوں آہ کرتا ہوں
عشق تیرے کا دل کو داغ لگا دیکھہ تو بھی نیا یہ باغ لگا
شورش حال میں جو پڑھتا ہوں اپنے حضرت کے شعر پڑھتا ہوں

لہ مد ظلہ

بر رخ گل کجا نظر دارم چشم بر گل رخ دگر دارم
درد سلطان بحر و بر گشتم
کہ لب خشک و چشم تر دارم
ہمچو طاوس اے تماشائی ہمہ داغم ز دست پیدائی

لہ مد ظلہ

ہوس باغ سینہ خالی کرد داغ از بس بروے یکدگراست
صبح روز فراق شام بود اے شب وصل شام توسحراست
چشم تر خوں دگر ز دل مطلب کزلب خشک نیز خشک تراست
امن بے امن در طریقت عشق بیخطر کیست آنکہ باخطراست
زخم تیغت اگر بسر نرسید تیغ زحمت برندۂ جگراست
خبر این وآں ز بیخبریست با خبر آں کسے کہ بیخبراست
گلشن نا مرادیم بشگفت یاس نخل امید را ثمراست
درد ازادی است و بے برگی
در تہ بار آنکہ بارور است

غزل لہ

گل و گلزار خوش نہیں آتا باغ بے یار خوش نہیں آتا
کیا جفا کے سوا تجھے کچھہ اور اے ستمگار خوش نہیں آتا
اے جنوں جیب میں تیرے ہاتھوں ایک بھی تار خوش نہیں آتا
درد ہم کو یہ رات دن دل کا
نالۂ زار خوش نہیں آتا

و له

بے زبان ہے بدہ زباں سوسن ۔ اس چمن میں کسے مجال سخن

و له

نہیں میرے تنئیں کسی کا باک ۔ اب گریباں ہے ہاتھہ ہے اور چاک
ناخن و دست تیز و چالاک است ۔ سینہ وجیب چاک در چاک است
گلے کے کپڑے کاٹے کھاتے ہیں ۔ کیوں کے رکھوں نہیں یہ بہاتے ہیں
جی ہے کپڑے نہ اب بدلنے کو ۔ گھر سے باہر نہ دل نکلنے کو
کیاکہوں گھرمیں ہوں جوکچھہ دل تنگ ۔ گھر توگھرتن ہے جی کو قید فرنگ
جی کسو چیز کو نہیں لگتا ۔ بات گو خوب ہو ' نہیں لگتا
اور چیز اب تو کیا نہیں بھاتی ۔ زیست بھی اپنی خوش نہیں آتی

کیفیت دیدن چیز ہاے یادگار و حقیقت داشتن
نشانیہائے دلدار و صورت دیگر یاد
آور بہائے آں نگار

نظر آتی ہے جب تری کچھہ چیز ۔ کیا کہوں کیسی ہوتی ہے وو عزیز
روبرو سو طرح سے دھرتا ہوں ۔ نالہ کرتا ہوں آہ بھرتا ہوں
ہر گھڑی احتیاط ہوتی ہے ۔ دل پہ کیا کیا نشاط ہوتی ہے
آنسووں میں کبھو کروں ہوں تر ۔ بھینچتا ہوں کبھو اوسے در بر
دیکھہ کر اوس کو شاد ہوتا ہوں ۔ گاہ ہنستا ہوں گاہ روتا ہوں
گر لگے ہاتھہ کوی تیری بست ۔ پھر تو جاتا رہے ہے دل از دست
کچھہ نشانی تری جو پاتا ہوں ۔ غیر سے کیا ہی کیا چھپاتا ہوں
نظر آوے کہیں جو تیرا بال ۔ جی پہ ہوتا ہے اور ہی جنجال
دل الجھتا ہے پیچ و تاب کے بیچ ۔ جا پھنسے ہے عجب عذاب کے بیچ
دیکھہ لوں گر کہیں تری پوشاک ۔ جامۂ تن کروں جلا کے خاک
کچھہ نشانی جو پاس ہوتی ہے ۔ اور میرے حواس کھوتی ہے
یاد تازی وو خاک کرتی ہے ۔ مار مجہکو ہلاک کرتی ہے
کبہو کہتا ہوں ہے یہ بات زبون ۔ اس کا رکھنا برا ہوا ہے نگون

پر اوسے دور کر نہیں سکتا مارے خطرے کے دھر نہیں سکتا

جی میں ہے پاؤں گر کبھو تجکو تب دکھا کر وو پھیر دوں تجکو

بھولا نے کہیں نکال سکوں نہ چھپا کر ہی اوس کو ڈال سکوں

کیا کہوں دل کی باولیں باتیں یونہیں دن کٹتے ہیں یونہیں راتیں

آدمی گر ترا نظر آیا تو تو پھر حرف جان پر آیا

کسو تقریب وو ادھر آوے پر جہاں دور سے نظر آوے

دوڑ پڑتا ہوں اس کے لانے کو راضی کرتا ہوں پھر بھی آنے کو

پر کہاں اب تو جانے دیتا ہوں گرد اس کے ہو گھیر لیتا ہوں

تیری خاطر سے وہ بلے محبوب شکل مکروہ بھی لگے مرغوب

ہر گھڑی عجز ہے خوش آمد ہے اور حسن سلوک بے حد ہے

ہوتی ہیں منتیں مداراتیں پوچھنی جاتی ہیں کیا ہی کیا باتیں

پھر سر رشتہ یہ چھوٹتا ہی نہیں تار باتوں کا ٹوٹتا ہی نہیں

یہی چاہوں اگر ہزار سنوں کہے پھر پھر میں بار بار سنوں

رک کے آخر وو تنگ آتا ہے جتنا بٹھلاوں اُٹھے جاتا ہے

سو ضرورت مجھے مداوے ہے لاکھہ طرحوں کے ڈر دکھاوے ہے

ساری بیروئیاں اٹھاتا ہوں دامن اوس کا پکڑ بٹھاتا ہوں

لیکن اس پر مزا تو آگے ہے پیچھا اپنا چھڑا کے بھاگے ہے

اور پیارے کبھو پس از مدت بر سبیل تعجب و ندرت

گر کوئی تیرا بھیجا آتا ہے خوشی سے تو تو جی ہی جاتا ہے

اس پہ لایا جو کچھہ پیام و سلام ہو چکا پھر تو خیر کام تمام

بھیجی تونیں اگر کبھو کچھہ چیز پھر تو جاتی رہے ہے عقل و تمیز

مثل نادیدہ سینت رکھتا ہوں ہر گھڑی ذرہ ذرہ چکھتا ہوں

کیا ہی لگتی ہے جان و دل کو لذیذ باندھے پھرتا ہوں جسطرح تعویذ

گر نہیں ہے وو چیز کھانے کی ہے کسو کام میں لگانے کی

اوس کو سو سو طرح نچاتا ہوں دھوم چاروں طرف مچاتا ہوں

ہاتھہ اتبیر کے جوں لگے تیتر باندھے ہے باھر اوسے کہ اب بھیتر

مارے شادی کے پھول جاتا ہوں سب ترے جور بھول جاتا ہوں

کتنے روزوں رہے ہے مشغولا　　بارے رهتا ہے کچھہ تو غم بھولا
کیا پر ان باتوں سے تو ہونا ہے　　پھر وهی جھهکتا ہے رونا ہے
ساریں هیں بلکه اور یه باتیں　　غائبانه کی سب مداراتیں

غزل

تیرے هاتھوں سے میں هلاک هوا　　مفت هی مفت جل کے خاک هوا
لے چکے دل تو قصد جاں ہے مگر　　پھر شروع اب جو یه تپاک هوا
لگی رکھی نه تو نےں میری ساتھه　　تیرے نزدیک قصه پاک هوا
حال سن کر تو مہرباں نهوا　　بلکه برهم هو خشمناک هوا

خوب اب تو جلوں کے هاتھوں اثر
سینه و جیب چاک چاک هوا

لیک با ایں همه جلوں و خبط　　سخت کرتا هوں احتیاط و ضبط
کیجئے اس سے هی تک ایک قیاس　　کس قدر ہے ترا لحاظ و پاس
آدمی جو که هیں تیرے گھر کے　　یا که باشنده هیں وو اودهر کے
یا کسو طور کے هیں واسطه دار　　کچھه ترے ساتھه رکھتے هیں سروکار
پاس اون کا هزار کرتا هوں　　دلدهی بے شمار کرتا هوں
جب ملاقات اون کی هوتی ہے　　سو مدارات اون کی هوتی ہے
آپ منت بجان اوٹھاتا هوں　　بر سرو چشم اونهیں بیٹھاتا هوں

بیان اشتیاق دیدار و تنہائے صحبت یار و تیاری و مہمانداری آں نگار و ماجرائے حال مشتاق زار

خیر قصے سب اور جانے دے　　بات مطلب کی اب سنانے دے
تو ملا کر کوئی ملے نه ملے　　سب یه تیرے نه ملنے کے هیں گلے
مہربانی ادهر کو کیجئے گا　　نقد جاں پیشکش ہے لیجئے گا
دیدۂ منتظر هیں فرش راه　　پیشوا بھیجے هیں میں ناله و آه
پاس اپنے ہے کیا جو دیویں تجھے　　عوض جاں مگر که لیویں تجھے
گوهر اشک هیں نثار کریں　　لخت دل کے عقیق آگے دهریں
اشک الماس هیں که موتی هیں　　اپنے هاں یه هی چیزیں هوتی هیں

دانۂ اشک آب و دانا ہے
یے ہی پینا ہے یے ہی کھانا ہے
لوز بادام دل کی قاشیں ہیں
دیدۂ تر گلاب پاشیں ہیں
بوئے انس و موانست خوشبو
جس سے انساں کی تر دماغی ہو
ہیں گے بوس و کنار پان اور ہار
دست برد وصال گیندوں کی مار
دل بریاں و جاں سپاری ہے
یہی مجلس کے بن* سپاری ہے
چہل چرچا نیا مچانا ہے
نالۂ عاشقاں ترانا ہے
کاسۂ چشم جل ترنگ ہے یہاں
آہ و نالہ رباب و چنگ ہے یہاں
شعلۂ شوق شمع محفل ہے
منقل بزم گرمیٔ دل ہے
کیا کہوں اور گھر کی تیاری
آب پاشی ہے گریہ و زاری
نہریں جاری ہیں آبشاریں ہیں
اشک کے دولت اب بہاریں ہیں
دیکھہ کیا کیا یہ شعر فرمائے
بعض مطلب پہ مجکو یاد آئے

مد ظلہ

ہمچو فوارہ آبرو داریم
سیم و زر نیست در خزانۂ ما
آسماں گشتہ سائباں ایں جا
بس بلند است سقف خانۂ ما

غزل

نقد جانے زر خزانۂ ما است
طبع روشن چراغ خانۂ ما است
بلبل بوستان دوستیم
گوشۂ خاطر آشیانۂ ما است
غیر زلف و رخ تو نہ نماید
شب و روزے کہ در زمانۂ ما است
نغمہ سنج مقام عشاقیم
نالۂ ما ہمہ ترانۂ ما است
بسکہ غواص بحر توحیدیم
در یکتا دل یگانۂ ما است
از در ما تو آمدی شاید
کہ سر ما بر آستانۂ ما است
ہر زماں خواب غفلت افزاید
زندگانیٔ ما فسانۂ ما است
ہمچو تسبیح رشتۂ تقدیر
جامع رزق دانہ دانۂ ما است
او بہر صورت است پردہ کشا
پیش ما درد ایں بہانۂ ما است

---

* قہوہ

آہ اپنی ہی ساری غفلت ہے　　ورنہ ہر جا خدا کی قدرت ہے
چہرہ افروز ہے ظہور حق　　منبسط ہر طرف ہے نور حق
گل رخوں میں بہار اوس کی ہے　　سب پھبن میرے یار اوس کی ہے
خوبرویوں میں اوس کی ہے خوبی　　ورنہ پاے کہاں سے محبوبی
عشق میں ہے اوسی کا جوش وخروش　　حسن میں ہے وہی تو جلوہ فروش
جلوہ سازی سب اوس جمال کی ہے　　عشق بازی سب اوس کمال کی ہے
جلوہ گہ ہے اوسی کی جلوہ گری　　عشوہ پرداز ہے وہی تو پری
سب یہ نقش ونگار ہے اوس کا　　عالم آئینہ دار ہے اوس کا
جو کہ ہے اوس کا ظل ہستی ہے　　اوس کے سایہ میں خلق بستی ہے
اوس سے معمور آسمان وزمیں　　اوس سے پر نور آسمان و زمیں
جسم* وجان میں ظہور اوس کا ہے　　روشنی بخش نور اوس کا ہے
شمع پروانۂ و گل و بلبل　　اور جگ میں ہر ایک جز و کل
سب اوسی سے نمود میں آئے　　دعوی ہست و بود میں آئے
جلوہ پردازیٔ خدائی ہے　　ہر کسو میں وو آسمائی ہے
اوسی جلوے نیں سب کو بھرمایا　　آہ کیا خوب راست فرمایا

غزل لہ مدظلہ

رنگ ہستی بہار جان وتن است　　چمن آرائے باغ ما ومن است
گل اگر پردہ میدرد ز رخش　　غنچہ ہم راز گوئے آن دہن است
معنی حرف کن اگر فہمی　　ہستیٔ جملہ خلق یک سخن است
چون سحر غافل از خودی ورنہ　　جامۂ ہستیت ہمان کفن است
یوسفے در نظر نمی آید　　ہمہ را نور چشم پیرہن است
سوئے انسان بچشم عبرت بین　　مرد وزن نیست آنکہ مرد وزن است
گل و گلزار دام اوہام است　　ہر کجا بشکند دلی چمن است
کار من نازک است از فرہاد　　جانکنیہا نہ کار کوہکن است
دل چو یکسو شد بود خلوت　　جمع جملہ حواس انجمن است

* (ن) چشم

از حدوث و قدم مپرس ایں جا | نو شدن نیز عادت کہن است

صوفیاں در وطن سفر بکنند
درد اندر سفر مرا وطن است

شعر کیا ہیں یہ اور عالم ہے | ان کی فہمید کا کوئی کم ہے
کون سمجھے ہے اس کلام کی بات | کیجے آپس کے ہی مقام کی بات
یار نا آشنا ستمگر کی | بت ناحق شناس کافر کی
بیوفا دلربا ے ناانصاف | کاذب پر فریب وعدہ خلاف
جسکے آنے کا لگ رہا ہے خیال | روز در پیش ہے یہی جنجال
گر ابھی وہ دو چار ہوجاوے | پھر سر نو بہار ہوجاوے
کوچ کرجائے رخت باندہ خزاں | ہوے سر سبز گلشن دل و جاں
ابھی وہ گلبدن جو مل جاوے | غنچۂ دل خوشی سے کھل جاوے
جب وو رشک بہار آتا ہے | قہر باغ و بہار آتا ہے

غزل

ہر گہ آں گلعذار می آید | ہمہ باغ و بہار می اید
رفتی و ایں طرف نمی آئی | یاد تو بار بار می آید
ہر گہ آں شوخ میرود از چشم | گریہ بے اختیار می آید
شور دل را چہ آفتے رو داد | نالہ زار و نزار می آید
اے دل ہرزہ غیر بیکاری | از تو ہم ہیچ کار می آید
دلم از دست رفتہ است و ہنوز | نالۂ دل فگار می آید
میکنی خلف وعدہ ہا و دگر | گفتہ ات اعتبار می آید
آمدن اختیار تست مرا | ہمگی انتظار می آید
میزنم فال نیک و می گویم | مژدہ ایدل کہ یار می آید

بار یکبار ہم نیافت اثر
بردرت بار بار می آید

نہیں کچھ دور حق کی قدرت سے | پاس بیٹھے کبھو تو فرصت سے
حال میرا میری زبانی سنے | تو کسو رات یہ کہانی سنے

کھولوں قصے تمام مدت کے
ہجر کے سارے تعب و شدت کے

کتنے روز ون تلک بیان کروں
نت شروع اور داستان کروں

پچھلے دفتر ہزارہا کھولوں
خوب دل کھول کر ہنسوں بولوں

روز دہراؤں گذری باتوں کو
تجھکو پھر پھر جگاؤں راتوں کو

کبھو رو رو کروں بیان حال
کبھو ہنس ہنس کے سب کہوں احوال

چند مدت رہے یہی مذکور
بدلے ہر غم کے ہو خوشی و سرور

کہوں جو جو کہ یاد آوے مجھے
پر خدا اس طرف کو لاوے تجھے

اپنے حضرت کا شعر یاد آیا
کیا مرے حسب حال فرمایا

نشنیدی گہے فسانۂ ما
وائی بر حال بیکسانۂ ما

کچھ خدا سے تو یہ نہیں ہے دور
تو ملے اور کہوں میں تیرے حضور

یارسنیوتک ایک میرا حال
زندگی تجھ بغیر ہوی ہے وبال

مجھکو تیرا خیال رہتا ہے
سخت دل پر وبال رہتا ہے

روز و شب جس طرح گذرتی ہے
کیا کہوں کس طرح گذرتی ہے

بھوک دن کو نہ نیند رات کو ہے
بیٹھنے کو ہے دل نہ بات کو ہے

صبح سے شام تک نہ کچھ کہنا
ایک گوشے میں جا پڑے رہنا

رات جب ہوئی کہنے کو سونا
دل میں پر وہی جھینکنا رونا

دل کو یوں پیچ و تاب رہتا ہے
آگ پر جوں کباب رہتا ہے

دوستی جب کہ سانچ ہوتی ہے
یہ طرح اس کی آنچ ہوتی ہے

سینہ و دل جلا ہی جاتا ہے
ہاتھ سے جی چلا ہی جاتا ہے

میرے صاحب کی یہ غزل ہے گی
دیکھنا کیا ہی بے بدل ہے گی

غزل لہ مدظلہ

آتش عشق جی جلاتی ہے
یہ بلا جان ہی پر آتی ہے

تو ہے اور سیر باغ ہے ہر وقت
داغ ہیں اور میری چھاتی ہے

شام بھی ہوچکی کہیں اب تو
آشتابی کہ رات جاتی ہے

کچھ مناسب نہیں ہے کیا کہئے
جی میں جو جو کچھ اپنے آتی ہے

تک خبر لے کہ ہر گھڑي ہمکو اب جدائی بہت ستاتی ہے
درد اس کو بھی دید کرلیجے
نو جوانی یہ مفت جاتی ہے

جاچکے دن نشاط کے جو تھے زندگی کی بساط کے جو تھے
عمر بھر جو کبھو نہ دیکھا تھا دل میں اس کا نہ کچھ پریکھا تھا
کبھو گذرے نہ تھا گماں کے بیچ کچھ نہ تھا وہم فہم دھیان کے بیچ
تیری دولت، رو مجھ پہ بیٹھے ہے یہ مصیبت اٹھائیے تا کے
روز و شب خون دل ہی پیتا ہوں قہر اوس پر یہ ہے کہ جیتا ہوں
اس قدر اب تو گھٹ گیا ہے دل سب طرف سے ہی چھٹ گیا ہے دل
نرھا لطف زندگانی کا کچھ نہ پایا مزا جوانی کا

غزل

صرف غم گشت نو جوانی ء ما ننگ مرگ است زندگانی ء ما
تو کجا و رقیب تیز کجا دشمن ما است زندگانی ء ما
سختی دل تراست گر چہ فزوں کم ازاں نیست سخت جانی ء ما
بلبل ازدست گلرخاں فریاد یک دو نالہ هم از زبانی ء ما
نکلی باز قصد جان کسے دادۂ داد جانفشانی ء ما
نشود وا دل ملول اثر رفت هنگام شادمانی ء ما
نالہ از سینہ تابلب نرسید
انیقدر هست ناتوانی ء ما

غزل

صرف غم ہم نیں نو جوانی کی واہ کیا خوب زندگانی کی
اپنی بیتی اگر میں تجھسے کہوں بات نبڑے نہ اس کہانی کی
تیرے داغوں کی اے غم الفت خوب ہم نے بھی باغبانی کی
جوں نگہ دل گیا ہے آنکھوں کی راہ گرچہ ہم نیں نگاہبانی کی
کس کے ہاں تم کرم نہیں کرتے کبھو ایدھر نہ مہربانی کی
اپنے نزدیک درد دل میں کہا تیرے نزدیک قصہ خوانی کی

ہرزہ گوئی سے مجکو دی ہے نجات ہے گی مذمت یہ پہ زبانی کی
نہیں طاقت کہ دم نکل سکوں اب یہ نوبت ہے ناتوانی کی

اثر اس حال پر بہی جیتا ہے
کیا کہوں اس کی سخت جانی کی

بیان حالات ہجر و وصال بطریق اجمال و دعاے خیر در ہر حال

آہ وہ بہی تو ایک موسم تھا نہ ہمیں فکر تھا ٭ نہ کچھہ غم تھا
روز و شب بیخبر گذرتے تھے نہ کبھو کوی فکر کرتے تھے
جانتے بہی نہ تھے جفائے فلک مانتے بہی نہ تھے دغائے فلک
کہ یہ موذی بڑی ملامت ہے یہ جو الٹا تو پھر قیامت ہے
ایسے طالع الٹ ہی جاویں گے رات دن یوں پلٹ ہی جاویں گے
گرم و سرد زمانہ دیکھا نہ تھا کچھہ کسو چیز کا پریکھا نہ تھا
رات دن بسکہ وصل باھم تھا عمر ساری خوشی کا ایک دم تھا
کب تھی بوس و کنار سے فرصت اور دیدار یار سے فرصت
جانتے بہی نہ تھے کہ غم کیا ہے بیوفائی جفا ستم کیا ہے
دن برائی کے کیسے ہوتے ہیں دکھہ جدائی کے کیسے ہوتے ہیں
بیوفائی بہی یار کرتا ہے کچھہ برائی بہی یار کرتا ہے
ہجر کی راتیں کیسی ہوتی ہیں روز بد باتیں کیسی ہوتی ہیں
کیسی ہوتی ہے دن کی بیتابی کیسی ہوتی ہے شب کی بیخوابی
کس طرح انتظار مارے ہے کس طرح اضطرار مارے ہے
کس طرح دل کا چین جاتا ہے کیونکہ رونا چلا ہی آتا ہے
کس طرح دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں لہو کے آنسوؤں بہی روتے ہیں
کس طرح دل اداس رہتا ہے کیوں کے جی بیحواس رہتا ہے
کس طرح انتظار ہوتا ہے کیوں کے دل بیقرار ہوتا ہے
کس طرح جی چلا ہی جاتا ہے کس طرح دل جلا ہی جاتا ہے

٭ (ن) تھے

کس طرح سینہ چاک ہوتا ہے | کیوں کے دل جل کے خاک ہوتا ہے

ہجر میں کوی کیونکہ رووے ہے | کچھہ جدائی بھی چیز ہووے ہے

بات ساری یہ تیری دولت تھی | کہ شب و روز تجھسے صحبت تھی؟

تو میسر تھا ہر گھڑی ہردم | صحبتیں کس طرح کی تھیں باہم

یاد آتی ہیں تیری سب باتیں | کیا ہوے دن وو کیا ہوئیں راتیں

ہیں تیری مہربانیاں مجھ پر | کی ہیں کیا حکمرانیاں مجھ پر

مجھسے بے قدر کی قدر دانی | تونیں جو جو کی میں نے سب مانیں

یہ وفا داریاں کسو میں ہیں | ایسے غم خواریاں کسو میں ہیں

آشنائی کے معنی یے ہیں گے | با وفائی کے معنی یے ہیں گے

رات دن تجھ پہ کس طرح نہ مروں | تجھ پہ کیوں کر نہ جان صدقے کروں

تو سلامت رہے صدا پیارے | تجھسے ہی زندگانی ہے بارے

کیا دعا دوں تجھے کہ کیا کیا ہو | دوست تیرے ہوں تو ہو دنیا ہو

یاد دہانیدن عہد و پیماں بآں دوست دلستاں و یاد آمدن بعض حرکات و سکنات آں سراپا ادا و ناز و کشف دیگر نہفتہ راز و نیاز

یاد ہیں جو کئے تھے قول و قرار | قسمیں کیا کھائیں تھیں ہزاروں بار

عہد و پیماں ہوے تھے آپس میں | دوستی کی ہوئی تھیں سب رسمیں

کہنا تیرا وو عہد کر باہم | تو نباہے گا، دیکھیں گے، یا ہم

کس قدر ارتباط کرتے تھے | گرمیء اختلاط کرتے تھے

ایک دم بھی جدا نہ ہوتے تھے | ساتھہ کھاتے تھے ساتھہ سوتے تھے

غیر کو وہاں کہاں گذارا تھا | اور کا ہونا کب گوارا تھا

ہر گھڑی کیسی کیسی قسمیں تھیں | دوستی کی ہزار رسمیں تھیں

عاشق اپنے تئیں کہاتے تھے | باتیں الفت کی جد سناتے تھے

کبھو رو کر تو سچ جتاتا تھا | کبھو ہنس کر غلط بتاتا تھا

کبھو کہتا جوانا مرگ مروں
جیتے جی اپنے گرمیں تجسے پھروں

اپنے ایمان کی قسم کھا تا
یا میری جان کی قسم کھا تا

کبھو شاهد خدا کو کرتا تھا
سرپہ میرے تو هاتهہ دهرتا تها

اور سوا مدہہ کبھو دکھا تا تھا
اپنا حلوا کبھو کھلاتا تھا

کبھو کہتا مرا هی پیوے لہو
نہ بتاوے مجھے اگر سچ تو

مجھہ برابر تو پیار کرتا ھے
میں توجی دوں هوں توبھی مرتا ھے

یہی مجسے تو روز لڑتا تھا
اور هر دم یہی جھگڑتا تھا

ھے محبت تری زیادہ مجھے
میری الفت نہیں ھے اتنی تجھے

تھا همیشہ یہی گمان بد
اپنی رکھنا میری نرکھنا سند

خیر بس اپنی چاہ کے آگو
اور اپنی نباہ کے آگو

جانتا هی نہ تھا توچاہ مری
مانتا هی نہ تھا نباہ مری

گر کسو کی کسو سے چاہ سنی
یاذراسی بھی کچھہ نباہ سنی

بہت کر اوس کو مجسے دهرانا
کہنا پھر کیا ھے تجسے دهرانا

دیکھہ پریوں بھی چاہ کرتے هیں
ویسے بد سے نباہ کرتے هیں

اپنی قسمت هی کچھہ نرالی ھے
دوستی یہ جو دل میں پالی ھے

اس نیں تجکو ذرا اثر نکیا
تیرے پیچھو میں اپنا جان دیا

دوستی کرنے کا مزا ھے یہی
دل تجھے دینے کی سزا ھے یہی

مجکو الفت جتا نہیں آتی
دل کی حالت بتا نہیں آتی

میری الفت یہ تیرے بھاویں نہیں
دوستی تیری میرے بھاویں نہیں

خیر باتیں جو تھیں سو تھیں پیارے
کہوں قصے کہاں تلک سارے

ایسی باتیں هزار هوتی تھیں
کیا کہوں بیشمار هوتی تھیں

یاد مجکو تو هیں وو باتیں سب
یاد تجکو بھی کچھہ رهی هیں اب

بات تیرے سوا خوش آتی نہیں
اور کچھہ بات دل کو بھاتی نہیں

پھر پھر اب تیری باتیں یاد کروں
باتوں هی باتوں دل کو شاد کروں

کیا کہوں تیری باتیں لاکھوں اب
جی میں تو نقش هو رهی هیں سب

خوبیاں تیری جی میں بیٹھہ گئیں
مورچاسی یہ دل میں بیٹھہ گئیں

دل میں میرے بھرا خزانہ ھے
جس کا نے تھور نے تھکانا ھے

اب تو سن اور میں بیان کروں
پھر شروع اور داستان کروں

تیری وہ خوبیء ادا وناز
تیری وہ خوش ادائی و انداز

ہائے رے تیری گرمیاں وے وے
سختیاں اور نرمیاں وے وے

کبھو شوخی میں آکے گرمانا
کبھو قربت سے تر کے نرمانا

کھل کے باتوں میں بڑہ نکل چلنا
اہلے گہلے دماغ سے ہلنا

وہ تیرا ہنستے ہنستے رک جانا
منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپ جھک جانا

یاد ہے گھورنا وہ تیوری چڑھا
دیکھ رہ جانا پھر وہ نظریں ملا

وہ رسیلے گھلے ملے تیور
آشنا وے ملے جلے تیور

مسکرا کر وہ منہ پھرا لینا
پیس کر دانت پھر دبا لینا

گھل کے باتوں میں تیرا گرمانا
رک کے پھر آپہی آپ شرمانا

دوستی دوستی میں لڑ پڑنا
سید ھی باتوں کے بیچ اڑ پڑنا

ہاتھ رکھنا وہ گال پر تیرا
ناز کرنا وہ چال پر تیرا

وہ تیرا بال کھول سلجھانا
موبمو دل انہوں میں الجھانا

بات کہنی وہ ٹوک ٹوک تری
چلی جانی وہ نوک چوک تری

ٹوکنا بازو سے سنبھل بیٹھو
کیوں کے بیٹھے ہو اپنے بہل بیٹھو

وہ تری چہرہ بازیاں ہردم
وہ ترے نتھنے پھڑکنا کم کم

وہ ترا بیحجاب مل جانا
وہ تیرا آپہی آپ شرمانا

بات کہتے خفیف ہوجانا
پھر بگڑ کر حریف ہو جانا

وہ تیری چنچلائیاں ہردم
وہ تیری اچپلائیاں ہردم

ملنے جلنے میں مفت لڑ پڑنا
بات ناحق الٹ کے اڑ پڑنا

بات نظروں سے دل کی پاجانا
نانہہ کرنے کو سر ہلا جانا

ہنس کے کہنا ترا مجھے پیارے
مرد اپنی غرض کے ہیں سارے

نکلے جانا تڑپہ کے ہاتھہ سے وور
ٹھہر جانا کبھو وہ جوں کے توں

بات ٹھہرا کے پھر مچل * جانا
عین اس وقت پر مچل جانا

باز آنا نہ زور کرنے سے
چپکے رہنا نہ شور کرنے سے

پہلے شیخی سے آورے ہونا
بھاگ کر پھر وہیں پرے ہونا

ہوش دیے پر تو وعدے کر جانا
ٹیک وقت آے پر مکر جانا

وقت کے وقت وہ ڈرے جانا　　دشمنوں کا ترے مرے جانا
وہ ترا دونوں ہاتھ کر کے اوٹ　　میری رانوں پہ رکھ بچھانا چوٹ
دامن ایدھر اُدھر سے لے آنا　　ڈھانپتے ڈھانپتے میں کھل جانا
پہلو تک شعر میرے حضرت کے　　کیا مطابق ہیں رنگ صحبت کے

غزل اہ مد ظلہ

ہر گھڑی ڈھانپنا چھپانا ہے　　اور غرض تونبو دکھانا ہے
وصل سے بھی تو سیری ہوتی نہیں　　کہیں اس بات کا ٹھکانا ہے
دل لگا وہ کہ یا گلے ہی لگو　　داؤ ہی لگ گئے جو لگانا ہے
ترچھی نظروں ہی دیکھنا ہردم　　یہی ایک بانکپن کا بانا ہے
یہی اپنے بھی گوں کی باتیں ہیں　　آہی جانا جدھر کو آنا ہے
واہ رے یہ زبان کی تیزی　　ہر طرف کچھ نہ کچھ سنانا ہے

دیکھیو کیجیو نہ بیدردی
درد کو بھی تو منہ دکھانا ہے

پھر تری وہی باتیں یاد دلاوں　　بات میں بات اور کچھ نہ ملاؤں
ہتھا پائی سے ہانپتے جانا　　کھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا
ہاتھ پاؤں کرخت کرلینا　　پھر کبھو جی کو سخت کرلینا
وہ سراپا عرق ہونا　　اور بے اختیار ہو رونا
سانس اوپر کو پھر اُچھل جانا　　بے طرح تلملا کے ہل جانا
وہ ترا روٹھ کر نہ کرنا بات　　چھاتی پر مسکرا کے مارنا لات
دمبدم وہ ترا تھکے جانا　　سہج کی بات میں چھکے جانا
پھیرنا وہ اِدھر اُدھر منہ کو　　مسکرا دینا دیکھ کر منہ کو
وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا　　وہ ترا جیب کا لڑا دینا
وہ ترا پیار سے لپٹ جانا　　اور دل کھول کے چمٹ جانا
وہیں گھبرا کے پھر جدا ہونا　　ملتے جلتے میں رک خفا ہونا
وہ تیرا ریجھ کا بچا جانا　　لطف کے اپنی گوں بچا جانا

کہسے دینا وہ تیری چتون کا — کہ سراہے ہے گھاؤ دشمن کا
وہ تھلکنا دمافداری سے — پھر بلکنا وہ آہ و زاری سے
ہولے ہولے پکارنے لگنا — ڈھیلے ہاتھوں سے مارنے لگنا
منہ سے کچھ کچھ پڑے بکے جانا — چھوٹ جانے کے گوں تکے جانا
تھک کے کہنا خدا کے واسطے چھوڑ — نیند آئی ہے اب مجھے نہ جھنجھوڑ
منتیں سب تمام کرلینا — پانوں پڑنا سلام کرلینا
ڈر کے مارے وہ کانپنے لگنا — منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپنے لگنا
وہ ترا وانشگاف ہو جانا — پھر وہ لڑ بھڑ کے صاف ہو جانا
مار پیچھو سنوار ہے سو یہی — لڑنے بھڑنے میں پیار ہے سو یہی
یاد ہے اپنی وہ بھلی صورت — خوب لگتی ملی دلی صورت
وہ ترا ڈھیلے چھوڑنا بے بس — وہ تیرا سست ہو کے کہنا بس

ذکر بعض کلمات و حرف و حکایات راز و نیاز
زبانی معشوقۂ خوش انداز سراپا ناز

کچھ تیرے دھیان میں وہ راتیں ہیں — یاد تجھکو بڑی اپنی باتیں ہیں
ناک میں بولنا وہ ماندے ہو — وہ غنیدی سے کہنا دیکھو تو
بات باقی رہی نہیں اب تو — رات باقی رہی نہیں اب تو
کہیں تیری یہ بات نبڑیگی — یا یونہیں ساری رات نبڑیگی
مجھ میں باقی کچھ اب تو بات نہیں — صبح بھی ہو چکی ہے رات نہیں
کہیں اب تو خدا سے ڈر بس چھوڑ — ہاتھ اس سختی سے مرے نہ مروڑ
چوڑیاں دیکھ میری پھوٹیں ہیں — اور گہنے تمام ٹوٹیں ہیں
اب یہ آفت کہاں کی ٹوٹ پڑی — سر سے پاؤں تلک جو لوٹ پڑی
دیکھ اب آگے مار بیٹھوں گی — یا کسو کو پکار بیٹھوں گی
آدمی کی جو ریخ نکلے گی — منہ سے کیونکر نہ چیخ نکلے گی
تیری خاطر سے بات کرتی ہوں — جان سے اپنے ورنہ مرتی ہوں
نہیں معلوم تو ہے کون بلا — یاد رکھنا یہ اپنی بات بھلا
کبھو پھر بھی تو کام ہووے گا — دیکھیو کون ساتھ سووے گا

واہ کیا خوب محرم تھی ھے   جان کا میری تو تو دشمن ھے
جی مرا دشمنی سے خیر لیا   تونیں مجھسے کہاں کا بیر لیا
تیرے ملنے کی بس سزا ھے یہی   دوستی کرنے کا مزا ھے یہی
مرد کی ذات بیوفا ھے گی   اُن کے ملنے میں سب دغا ھے گی
دیکھیں جینا کسو کا نے مرنا   اُن کو اپنی ھنسی خوشی کرنا
تیرے پاؤں پڑوں ھوں جانے دے   تنگ میرے دم میں دم تو آنے دے
ھائے اللہ اب تو جان چلی   نہیں لگتی ھے کوی بات بھلی

اختصار نمودن سخنان کیفیت صحبت نازنین محبوب
و عذر تقصیر گستاخیہائے عالم خواب و خیال
از محبوب

قصہ کوتاہ تیری باتیں سب   کہی جاتی ھیں کوی مجھسے اب
کومیں دھرائی تیری کچھہ کچھہ بات   کہی جاتی ھیں کوی وہ حرکات
کس طرح وے ادا و ناز کہوں   اور کیا کیا نہفتہ راز کہوں
بات منہ کی تیری تجھی سے بنے   لیک کہنا تجھے مجھی سے بنے
اپنی باتیں تو آپ جانے ھے   دل ترا اُس کو خوب مانے ھے
جھوٹ اسمیں جو ھو بتا دیجو   گر کہا ھو غلط جتا دیجو
پھر ترے منہ سے تجھکو منواوں   اب اکیلے اگر تجھے پاؤں
افترا ھے نہ تجھہ پہ ھے بہتان   ھو چکی بات کا برا مت مان
دیکھہ تو اب کہاں وو باتیں ھیں   گئیں گذریں کدھر وو راتیں ھیں
بسکہ دنیا تمام خواب سی ھے   جلوہ گر وھم میں سراب سی ھے
خواب غفلت میں سو گیا تھا میں   سخت بیھوش ھو گیا تھا میں
وصل کا میں نیں خواب دیکھا تھا   سو باین آب و تاب دیکھا تھا
خواب تھا یا خیال میرا تھا   جھوٹ سچ احتمال میرا تھا
روز ھجر انیں آ جگایا ھے   خواب تھا وہ یہ اب سجھایا ھے
وہ شب وصل خواب تھی کہ خیال   خوب اس کا کھلا نہیں احوال
باتیں کچھہ کچھہ جو اسکی یاد ھیں   تیرے آگو میں دوست جان کہیں

جی میں اپنے برا نمانیو تو　　خواب کی بات سچ نجانیو تو
رات دن دل میں جسکے جو کہ بسے　　وھی سپنے کے بیچ آ کے دسے
بخشیو دل سے جو ھوئی تقصیر　　کچھہ بھلی سی ھی دیجیو تعبیر
تک ادھر آ مجھے جتا جانا　　اس کی تعبیر کچھہ بتا جانا
تیری باتیں جو یاد آتی ھیں　　جی کو میرے لئے ھی جاتی ھیں
گذری باتوں کو اب تو چھیڑ نہیں　　قصۃ العشق کو نبیڑ نہیں
تیری باتوں کو تو نہیں ھے تمام　　آہ کیونکر کروں میں ختم کلام
شوق نیں تیرے یہ بکایا ھے　　سنہ پہ جوجوکچھہ اب یہ آیا ھے
خواب تھی یا کوی کہانی تھی　　بات کیا جانے کیا دوانی تھی
مجکو اسمیں معاف رکھئے گا　　جی کو ایدھر سے صاف رکھئے گا
ظاھرا تونیں اتنا ھی سن کر　　سخت بگڑا نپٹ ھی جل بھن کر
یوں کہے ھے تو آ جلال کے بیچ　　مجکو حاضر سمجھہ خیال کے بیچ

" مقولہ معشوقۂ سراپا حجاب بعتاب و خطاب "

یاد رکھنا بھلا تو میرے حریف　　جیسا تونیں کیا ھے مجکو خفیف
خوب تونے مجھے خراب کیا　　دل جلا کر مرا کباب کیا
شرم سے مجکو پانی پانی کیا　　بیحیائی میں اپنا ثانی کیا
سر سے پاوں تلک میں آب ھوئی　　سب کی نظروں میں کیا خراب ھوئی
نہ رھی آبرو میری اب تو　　ھوئی حاصل خوشی تیری اب تو
تو سہی بدلہ اس کا میں بھی لوں　　تو بھی جانے کہ میں بھی کوی ھوں
نہ رھوں پھر میں تیرے ساتھہ کبھو　　دیکھیو اب نہ آؤں ھاتھہ کبھو
پھر تیرے ساتھہ اب نہ بولوں میں　　بات دل کی کبھو نہ کھولوں میں
میری باتوں کے طعنے دیتا ھے　　مجکو خفت تو یہنے دیتا ھے
یاد رکھنا یہ اپنی باتیں سب　　مجھسے ملنا تو اسطرح پھر اب
ھے تیری موت بس یہی تھوڑی　　آج سے میں وو بات سب چھوڑی
اب تو ھاں ھاں کبھو نہ بات کروں　　تجسے صحبت نہ دن نہ رات کروں
بات آپس میں جو کہ ھوتی ھے　　کیسی ھی اچھی گو کہ ھوتی ھے

پر اوسے ذکر بھی لاتے نہیں — دوست دشمن کو وہ سناتے نہیں
نہ کہ پوشیدہ حرف راز ونیاز — کہیے یوں عالم آشکار آواز
اتے پتے بکھا نئے اوسکے — اور رگ ریشے چھانئے اوس کے
ایک تو آپ تھا خدائی خراب — کیا مجکو باشدائی خراب
میرے احوال کی یہ رسوائی — تو نہیں کہہ کے سبھی کو سنوائی
شوق نامہ تیرا جلا دوں میں — پھار کر خاک میں ملادوں میں
دل میرا جسسے ان نہیں چاک کیا — جی جلا کر تمام خاک کیا
تن بدن سب پڑا دھکتا ہے — شعلہ سر تا بپا لہکتا ہے
سارے سینہ میں آگ بھڑکے ہے — کیا کہوں کیسی چھاتی دھڑکے ہے
میری خوبو کا تو نہیں ڈر نہ کیا — اس طرح جو کیا مجھے رسوا
تجکو میرا مزاج یاد نہیں — کل تو تھا یاد آج یاد نہیں
خیر بہتر بھلا نہ یاد رہے — دل تیرا اس گھڑی تو شاد رہے
نمت پر اس شادي کی نباہ کرے — میری آیندہ پھر نچاہ کرے
یہ نہیں دم میں کر کڑا نے لگے — پانوں پڑ پڑ مجھے اڑا نے* لگے
جی پہ رکھوں سو وہی کر گذروں — آڑوں جس بات پر تو مر گزروں
یاد رکھہ بس یہ سو کی ایک کہی — بات اب مجکو تجسے کچھہ نرہی
سینہ جل بل کے سب ہوا ہے داغ — نہیں بک بک کا اب زیادہ دماغ
مجکو باتیں بنا نہیں آتیں — ہر کسو کو سنا نہیں آتیں
جی میں آتی ہے سو طرح سے لہر — بس میرا صبر اور خدا کا قہر

مقولہ عاشق بیتاب در جواب معشوق پر عتاب وسخنان حریفانہ ظریفانہ

میرے کہنے کا کچھہ برا مت مان — دوستي کو تو دشمنی مت جان
حیف تو بھی اگر برا مانے — میرا کہنا برائی سے جانے
نہیں کہتا ہوں کچھہ برائی سے — بات نکلی ہے آشنائی سے
تو نہیں اُلٹا اسے خیال کیا — کچھہ برائی کا احتمال کیا

---

* ستانے

واہ میں اور برائی تیری کہوں — آہ میں اور برائی تیری کہوں
خیر میں اور تجھے خراب کروں — یا جلا کر تجھے کباب کروں
واہ کیدھر تیرا گیا ہے خیال — تجکو وو کہونگا ہے یہ میری مجال
میں جوکرتاہوں صاف مدح صریح — تو سمجھتا ہے اوس کو ہجو ملیح
نیک ہوکر تو بد خیال کرے — الٹے برعکس احتمال کرے
میں تیرا ذکر خیر کرتا ہوں — یا کہ مذکور غیر کرتا ہوں
ہوں ثنا خواں تیری بھلائی کا — نہیں خواہاں میں کچھہ برائی کا
ہے یہ مذکور ناز محبوبی — سر بسر خوشنمائی و خوبی
کچھہ برائی تیری نہیں اس میں — دیکھہ تو ہیں یہ خوبیاں کس میں
نہ ہمیں عشوہ و ادا دارد — دلبری کار و بارہا دارد
ہیں جوکچھہ خوبیاں خدائی کی — دلبری اور دلربائی کی
جمع تجہہ میں ہوی ہیں آکر سب — پر میرے ساتھہ بھی ملا کر اب
صرف صورت پہ دل نہیں میں دیا — تیری ان باتوں نیں ہے چھین لیا
اور تو سب طرح بھلا ہے تو — کیا کہوں میں غرض بلا ہے تو
ایک تجھہ میں یہی برائی ہے — کہ گوارا تجھے جدائی ہے
ہیلنگی ساری برائیاں اس کی — دیکھہ تقصیر ہے بھلا کس کی
جب کہ تو میرے پاس رہتا تہا — کب کسو سے میں بات کہتا تہا
اب اکیلے میرا رکے ہے دم — حرف نکلے ہے منہ سے بیش وکم
اپنی مقدور تک نہیں کہتا — اور بھی دور تک نہیں کہتا
پھر دل بیقرار ہوتا ہے — سخت بے اختیار ہوتا ہے
مجہہ میں تمکین و بردباری کہاں — صبر و تسکین و راز داری کہاں
دل میں میرے بھرا ہے جوش و خروش — رہنے دیتا نہیں مجھے خاموش
کچھہ برائی سے میں نہیں کہتا — دل بے صبر چپ نہیں رہتا
ذکر تیرا ہزار طور کروں — یہ کہاں ہوش ہے جو غور کروں
حرف گیروں سے احتراز رہے — نکتہ چینوں سے خفیہ راز رہے
ہوں دوانا خراب سودائی — عقل و عیاری میں کہاں پائی
شوق میں بسکہ تیرے رہتا ہوں — جی میں جو آتی ہے سوکہتا ہوں

بات میں ہر طرح سے نامقدور — لا ملانا مجھے تیرا مذکور
دمبدم ہر سخن میں تیرا نام — اب تو میرا ہوا ہے تکیہ کلام
لہر میں اپنی خوب جاتا ہوں — آپ ہو کر میں ڈوب جاتا ہوں
گر بخود * آکے سر نکالوں ہوں — بات تو پھیر کر سنبھالوں ہوں
لیک اب تو کہاں سنبھلتی ہے — منہ سے پھر پھر وہی نکلتی ہے
آتش عشق کیونکے ہو خس پوش — شمع سوزاں نہ رہ سکے خاموش
سوز دل نکلے ہے زباں سے میرے — حرف پکڑو نہ اب بیاں سے میرے
چپ رہوں تو نہیں ہے ضبط سخن — گر کہوں تو کدھر ہے ربط سخن
مجھ سے کچھ بات بن نہیں آتی — بنتی تو ہاتھ سے تو کیوں جاتی
اب نہ جی ہی سکوں نہ مر ہی سکوں — رہ سکوں چپ نہ بات کر ہی سکوں
اس پہ کرتے ہو میرے ساتھ بگاڑ — کیا لگا ہے یہ تیرے ہاتھ بگاڑ
سچ ہے تقصیر وار ہوں پیارے — لیک بے اختیار ہوں پیارے
نہ تحمل نہ صبر ہے نہ سکوں — ضبط چاہوں کروں تو کر نہ سکوں
میں کہاں اور کہاں شکیبائی — تیری تقلید کس کو بن آئی
تجھکو آسان ہے مجھے مشکل — نہ پڑی کیا کہوں تجھے مشکل
میں نیں پایا کہاں ترا سا ضبط — مجھ میں ہے سر بسر جنون وخبط
حوصلہ تیرا سا کہاں پاؤں — سخت پتھر کہاں سے دل لاؤں
نہیں یہ بات تجھ پہ ہی موقوف — ہیں بایں وصف سب زنان موصوف
کیا کہوں عورتوں کی مضبوطی — اور اُن کے دلوں کی ثابوتی
کیا خدا نے دیا ہے ان کو ہوش — کوئی دیکھے نہ کرتے جوش و خروش
ہے بڑی انمیں خویشتن داری — وقت رغبت بھی رکھیں بیزاری
رازدل دوست سے نہ کھولیں کبھو — آپ منہ پھوڑ کے نہ بولیں کبھو
کثرت شوق سے اگرچہ مریں — گھر سے باہر کبھو نہ پانوں دھریں
کبھو ملنے کو یہ نہ دوڑ پڑیں — بلکہ ہر ہر قدم پہ اور اڑیں
شوق اُن کا کبھو نہ ہو معلوم — ذوق اُن کا کبھو نہ ہو معلوم

* (ن) آپ خود

دوستسے دوستی چھپاتی رہیں — اور اُلٹے اُسے ستاتی رہیں
اپنے بس تک کسی ء ربط کریں — جی کو بڑھنے نہ دیویں ضبط کریں
رغبت اپنی کبھو جتاویں نہیں — الفت اپنی طرف بتاویں نہیں
گرچہ ملنے کو دل میں چاہا کریں — پر نہ ملنے پہ عجز وہا ہا کریں
چاہ اپنی کو یہ چھپاتی رہیں — دشمن اپنے تئیں بتاتی رہیں
دل میں ان کے نہیں ہے جوش وخروش — نقش تصویر سی رہیں خاموش
چپکے بیٹھی رہیں فراق کے بیچ — پتلیاں جوں دھریں ہوں طاق کے بیچ
گرچہ دل سے ہزار عاشق ہوں — دوستی میں کسو کی صادق ہوں
دل و جان گو نثار کرتی ہوں — ایسی باتیں ہزار کرتی ہوں
الفت ان کی دلی نہ ظاہر ہو — نہ ہویدا ملال خاطر ہو
کہیں ظاہر نہ ہووے عشق ان کا — حسن اُن کا نہ کھووے عشق ان کا
اور اپنے تئیں بنایا کریں — جلوہ پردازیاں دکھایا کریں
گو مریں دل میں بے قراری سے — کام رکھیں نہ آہ و زاری سے
نہ گریباں کبھو کریں ہیں چاک — نہ کبھو اپنے سر پہ ڈالیں خاک
نہ کبھو یہ جگر خراش کریں — نہ کبھو سر کو پاش پاش کریں
نہ انہیں انتظار مارے ہے — نہ انہیں ہجر یار مارے ہے
ہجر میں بھی نہ ہوں خراب احوال — بلکہ افزوں ہو اُن کا حسن وجمال
ہر گھڑی سو طرح بناؤ کریں — کیسی ہی مرتی ہوں سبھاؤ کریں
آپ مردوں کو لاکھوں باتیں کہیں — ایک ان کی کہی ولے نہ سہیں
جس کو چاہیں اسے ستایا کریں — اور موذی اسے بتایا کریں
اپنے ہم مشربوں میں گر بولیں — خیر اس کی برائیاں کھولیں
اپنی بیزاریاں دکھاتی رہیں — اس کی بےصبریاں سناتی رہیں
الفت اس کی طرف بتایا کریں — دوستی اپنی گو چھپایا کریں
کب یہ عاشق کا نام لیویں ہیں — گر کوئی لیوے گالی دیویں ہیں
جب کہیں ذکر آوے چپ جاویں — جھوٹی قسمیں ہزارہا کھاویں
جو کریں ذکر اوس سے ہوں بیزار — عوض اقرار کے کریں انکار
دوستی گرچہ ہو مکر جاویں — سو طرح پوچھو تو نہ بتلاویں

دشمن اپنے تئیں بتاتی رہیں
بات برعکس ہی جتاتی رہیں

یہ کبھو دوست کو نہ یاد کریں
خاطر اوس کے نہ یوں بھی شاد کریں

جتنا ان کے لئیے ہو وہ بد حال
اوسقدر یہ نکالیں حسن و جمال

غائبانہ کبھو نہ ذکر کریں
نہ کبھو وصل کی ہی فکر کریں

اتفاقاً اگر یہ ندرت ہو
کہ کسو کو کسو سے الفت ہو

اور غربت سے وہ نباہ کرے
مرد کے ساتھہ جی سے چاہ کرے

آگے پیچھے وو صاف رہتی ہو
بات دل کی درست کہتی ہو

ان کے نزدیک وہ نہیں ہے خوب
سب کی نظروں میں بلکہ ہو معیوب

جب ملیں اوس سے ننگ و عار کریں
اوس کو رسوا ذلیل خوار کریں

آپ اس راہ میں نہ پانو دھریں
اور اُلٹے اوسی کو نانو دھریں

طعن تشنیع بولی تھولی کریں
مسخرا جان کر ٹھٹھولی کریں

بولیاں سو طرح سے ماریں اوسے
خیلا بیہوش کہہ پکاریں اوسے

کہیں اوس سے پناہ مانگئے اب
نہیں رنڈی * یہ ہے خدا کا غضب

نام عورت کا خوار کرتی ہے
مرد کے پیچھے دیکھو مرتی ہے

الغرض باتیں ان کی کیا کیا کہوں
خیر بہتر یہی ہے چپ ہی رہوں

نہیں لازم کہوں میں تیرے حضور
ڈرتے رہنا ہے مجکو تجسے ضرور

پر کہیں مجسے تو بگڑنے لگے
طرف اون کی پکڑ کے لڑنے لگے

دو کہنا سمجھے اس حکایت کو
کہیں اوٹھے نہ تو حمایت کو

پھر مقدر تو خیر خواہ سے ہو
عذر بدتر کہیں گناہ سے ہو

قصہ کوتاہ ہیں یہ سنگدلاں
دشمن عقل و ہوش آفت جاں

ان کے ہاتھوں کوئی نہ چھوٹ سکے
کچھ کریں دل نہ ان سے ٹوٹ سکے

جو یہ چاہیں انہیں دیا کیجے
لطف جب چاہئے لیا کیجے

حوصلہ سے زیادہ پاتی رہیں
خوب اپنے تئیں بناتی رہیں

حد سے افزود خرچ پایا کریں
جو یہ چاہیں سو خوب کھایا کریں

دیکھہ تک غور کر جہاں کے تئیں
صرف اُلفت سے بات بنتی نہیں

---

* قدیم اردو میں رنڈی کے معنی عورت کے تھے —

نان نفقہ انہیں دیا کیجے — خواهش ان کی جو هو کیا کیجے
نہیں بدلتی بلا دئے ان کے — پیمت بھر پیمت لادئیے ان کے
وقت پر کیسے کام آتی هیں — کام یہ تو تمام آتی هیں
کوئی جاگہ نہیں هیں ناکاری — کام کی هیں یہ سر بسر ساری
نہ کبھو نام لیجئے ان کا — ان سے بس کام لیجئے ان کا
ساری مجلس کی خوشنمائی هیں — دیکھنے کے لئے بنائی هیں
لا نہ اُن کی برائیوں کا خیال — دل میں رکھہ خوشنمائیوں کا خیال
دیکھہ ان کو بغور بات نہ کر — ساتھہ ان کے کچھہ اور بات نہ کر
نہیں گفت و شنید کے قابل — صورتیں هیں یہ دید کے قابل
بات سمجھیں نہ سمجھیں لطف کلام — دیکھئے اور کیجے اِن کو سلام
هیں سبھی بد گمان اور کج فہم — جاوے اُلٹے طرف هی انکا وهم
نہیں انکو کسو کی بات کا پاس — اپنے اوپر کریں هیں سب کو قیاس
عورتیں گو هزار هوں قابل — شعر کا لطف انہیں نہو حاصل
سوجھہ اُن کو نہ کچھہ لطائف کی — بوجھہ اُن کو نہ کچھہ ظرائف کی
کب یہ سمجھیں هیں بات کا انداز — کب یہ پہچانیں حرف راز و نیاز
نہ یہ نا فہم بات کو سمجھیں — اور نہ اوس کے نکات کو سمجھیں
گو کہ هوں دوست پر نہیں هے ضرور — شعر کوئی پڑھے انہوں کے حضور
کچھہ نہ مضمون و معنی پاویں یے — بات دل میں کچھہ اور لاویں یے
هے نپٹ شعر عاشقانہ ذلیل — شوخ مضمون هے بدی کی دلیل
هیں خیالات شعر خبط و جنون — یادھد هجر هے یا برا هے شگون*
اور اسی قسم کے هیں بعضی مرد — بدگماں نکتہ چیں بڑے† بیدرد
عاشقانہ سخن کو جانتے نہیں — عاشقوں کا کلام مانتے نہیں
دل بدل نے کسو سے راہ انہیں — واقعی نے کسو سے چاہ انہیں
کیا یہ جانیں دلوں کے لاگ چپیٹ — یونہیں هر بات میں کریں هیں کھچیٹ
نہ کسو سے یہ صاف رهتے هیں — نہ کبھو یہ خلاف رهتے هیں

---

* دونوں نسخوں میں یہ مصرعہ اسی طرح لکھا هے۔ کتابت میں کچھہ غلطی هوگئی هے۔ † نرے

نام سے عورتوں کے ہیں بیزار — سو مزاجی کا ان کو ہے آزار
نیک سے نیک گرچہ ہووے زن — رہیں اوس سے پر آپ یہ بد ظن
شعر سے نے مناسبت ان کو — نہ کسو سے موافقت ان کو
بات کچھ ہو یہ سب سمجھتے ہیں — رہی حبشی کا شب سمجھتے ہیں
ہو سکے کب کسو سے اس کا علاج — ان کا خلقی یونہیں بنا ہے مزاج
نہیں یہ نیک مرد بدظن ہیں — ٹھگ دغا باز چور رہزن ہیں
انکی خدمت میں التماس کروں — کب تلک ڈر کے مارے پاس کروں

دشمنی پر ہے زاہد مرتاض
کوئی رندوں سے پیش جاتی ہے
زور تھوڑا ہے اور غصہ بہت
مار کھانے کی یہ نشانی ہے

زاہدا سو طرح سے کر تلبیس — پر گنہگاروں کو نہ اتنا پیس
مت عبادت پہ اپنے بھولیو تو — آنا خیر" سمجھہ نہ بھولیو تو
ہم گنہگاروں سے تو گو ہے جدا — ہے یہ بے عیب صرف ذات خدا
عجب و پندار مت کر اے زاہد — شعر حضرت ہیں بات پر شاہد

له مد ظله

هنرت عیب چونکه در نظر است — دیدن عیب خویشتن هنر است

و لهٗ

مت عبادت پہ بھولیو زاہد
سب طفیل گناہ آدم ہے

یہی تجھہ سے سوال ہے پیارے — ٹک سمجھکر جواب دے بارے
یہ جو بالا ہوی سمجھہ کی شرح — کیا بھلا ہے یہی تیری بھی طرح
مجکو تیرا مزاج ہے معلوم — تجکو میرا مزاج ہے معلوم
تو تو ان باتوں سے برا مت مان — میرا کہنا برائی سے مت جان
نکتہ رس شعر فہم تھا تو تو — بات سمجھے تھا خوب آگو تو
اب خدا جانے کیا یہ تجکو ہوا — بات الٹی طرح سمجھنے لگا

ہاں مگر ڈر کے بدگمانوں سے | کہ یہ قابل نہیں سنانے کے
جی میں وسواس تیرے آیا ہے | اس لئے اتنا غصہ کھایا ہے
یا کہ ہم صحبتوں نے بہکایا | تجھکو غصہ میں اور گرمایا
پھر بھی کچھ تجھے بڑھاتے ہیں | ذکر کر بات کو بڑھاتے ہیں
خیر مرضی اگر ہے تیری بھی | نہ کہوں گا پھر اب کبھی سو کبھی
غم کو دل میں ہی اپنے پالونگا | حرف منہ سے نہ کچھ نکالوں گا
شوق کی باتیں اب کہیں نہ کہوں | یاد میں تیری دم بخود ہی رہوں
نہیں کہنے کا حرف راز و نیاز | لیک اتنا سمجھ تو اے طناز
وصف تیرا میں کس طرح نہ کروں | زیست معلوم خیر پھر تو مروں
بات جو ہوسکے سو تجھسے کہوں | پھر نہ بگڑے بھلا تو مجھسے کہوں
بلکہ اسرار سے زبان کروں | حسن ظاہر تیرا بیان کروں
حسن تیرا کہ سب پہ ظاہر ہے | دوست دشمن کے نقش خاطر ہے
جس کو تو بھی چھپا نہیں سکتا | جسے رہتا ہے ہر کوئی تکتا
یہ تو پیارے خدا کی بخشش ہے | نہ تری ساخت ہے نہ خواہش ہے
تیری صورت نظر سے ٹلتی نہیں | جی میں بیٹھی ہے اب نکلتی نہیں
تیری تصویر دل میں رہتی ہے | میری سنتی ہے اپنی کہتی ہے
پہ سراپا کہاں تلک بولوں | پہ سرشتہ میں بات کو کھولوں
باتیں کیا کیا میں یاد کر کے مروں | بس سراپا تیرے کا وصف کروں

تعریف و توصیف سراپائے محبوبۂ صاحب جمال
معہ پریشانی حال محب خراب احوال

میں نے یوں تصویر تری کھینچی ہے | تو بھی آ دیکھ ٹھیک اینچی ہے
نظر آتا ہے سر سے پانوں تلک | عضو عضو بدن جدا ہر یک
بلکہ ظاہر ہے سب ادا و ناز | اور ہر ایک بات کی پرداز
اگو دھر دیکھ دل کا آئینہ | ہے میرا سینہ صاف بے کینہ
تا دکھاوے تجھے تیری صورت | قدرت حق ہے یہ بھی ایک صورت
بت پرستوں کے بھی ہے حق بطرف | چونکہ صورت کو یوں دیا ہو شرف

تیری صورت رهے هے اب دل میں — بیٹھی باتیں کہے هے اب دل میں
آه پیارے سوائے خواب و خیال — مجھکو آکر دکھا تو حسن و جمال
چلتے پھرتے کبھو ادهر آنا — کھلے آنکھوں مجھے نظر آنا
آنکھیں دیدار کو ترستی هیں — رات دن ایک سی برستی هیں
هوں سراپا ترے په دل سے فدا — مارتی هے هرایک چیز جدا

صفت موے سر

سر کے بالوں کا گهن بیان کروں — یاکه اُن کی پھبن بیان کروں
بال جب تیرے یاد آتے هیں — پھر توجیسے اُلجھه هی جاتے هیں
کیا کہوں کیا بلا یه جان په لائے — خواب میں جیسے آسیاهی دبائے
گر سیاهی بیاں کروں اوس کی — کیا مثل اب عیاں کروں اوس کی
جس کے آگے تو مخمل لیلی — ایک چادر سی اوڑے هے میلی
کوئی اوس سے نهیں هے اور شبیهه — بخت سے دوں تو دوں تشبیهه
نهیں یه بال سر نگوں تیرے — هیں سیه بخت واژ گوں میرے
جب ڈھلک کر وو کان پر آویں — سو بلا میرے جان پر لاویں
یوں سیه مست چھوٹے آتے هیں — مست جوں هاتهی هوتے آتے هیں
جس گھڑی آکے منه په کھلتے هیں — رات دن دونوں وقت ملتے هیں
جسقدر شانه اُن کو سلجھا وے — اوسقدر هی دلوں کو الجھاوے
جوں گھٹا دل په آن گھرتے هیں — جی میں سو سو طرح سے پھرتے هیں
کُھلے رکھنا تیرا نها کے اُنهیں — ڈالنا تیل پھر سکھا کے اُنهیں
کیا کہوں هر طرح یه تیرے بال — هیں میرے حق میں موبمو جنجال
دل په رهتا هے نت هی الجھیڑا — یک سر مو نهیں هے سلجھیڑا

صفت مانگ و چوٹی

عقل رهتی نهیں نه طبع سلیم — مانگ کی یاد جب کرے هے دو نیم
دل تو پهلے هی مانگ لیتی هے — جان بهی مفت مانگ لیتی هے
کنگھی جب مجھکو یاد آتی هے — کیا کہوں کیا سما دکھاتی هے
مانگ موتی بھری وو دے هے بهار — جیسے بگلوں کی بدلی میں هو قطار

کیا کہوں کیسی لنبی چوتی ہے
شب یلدا بھی جس سے چھوٹی ہے
دل کو ہر طرح چھیڑئے ہے وہ تو
بوریا باقی ہو کھجوری ہو
گرمی سے گر کبھو جو رکھے لپیٹ
کیا کہوں اوس کی میں لپیٹ سپیٹ
تو وہ طوفان قہر ہے جوڑا
گانٹھہ ہے بس کی زہر ہے جوڑا•
کوئی جیتے ہیں اوس کے مارے ہوے
سانپ کالا ہے کنڈلی مارے ہوے

صفت زلف و سبب برداشتن آن

جس گھڑی زلف کا بندھے ہے خیال
آپڑے ہے کچھہ اور ہی جنجال
یاد اوس کی تو مار جاتی ہے
سانپ کاٹے کی لہر آتی ہے
جس گھڑی باد سے وہ اُڑتی ہے
کالے کی طرح مڑتی تڑتی ہے
نہیں یہ زلف اُڑیا ناگن ہے
ہر خم و پیچ میں جدا من ہے
نیست زلفش سیاہ بخت من است
شب یلدای روز سخت من است
زلف ہے یا کوئی تماشا ہے
دام جان یا کمند دلہا ہے
کہئے والے کی عمر ہو جو دراز
ہے مری*جان و دل بھی اوس کے نیاز
کیا بخوبی کہا ہے یہ واللہ
لطف اس کا تک ایک کیجو نگاہ
قصۂ زلف یار کیا کہئے
ہے دراز اور عمر ہے کو تاہ
جوکہ یہاں اوس کے پیچ میں آیا
پھر چھٹے وہ کہاں یہ جی پایا
زلف میں دل سمجھہ کے الجھانا
پھر تجھی کو پڑیگا سلجھانا
کوئی شانہ کئے یہ سلجھے ہیں
مو بمو دل اونھوں میں الجھے ہیں
زلف کو جو اٹھا دیا تو نہیں
کھوج دل کا مٹا دیا تو نہیں
ملک دل سب جو دست برد کیا
تب یہ دفتر ہی گاؤ خورد کیا

صفت پیشانی

واہ ری تیری سادہ پیشانی
آینہ سے کشادہ پیشانی
چین ڈالے جو اسمیں غصہ و ناز
پھر تو ہوتی ہے اور ہی پرداز
ایسی پیدا کرے ہے رنگ جھلک
جیسے کندن پہ خوشنما ہو ڈلک

---

* (ن) میرا

یاد* آتی ھے جب وہ پیشانی — دل کا آئینہ ھوے ھے پانی
جب سے دیکھی ھے تیری پیشانی — دیکھوں قسمت میں کیاھے پیش آنی
دیکھہ کر پھر نظر جو آے نہ — خاک ملتا ھے منھہ کو آئینہ

صفت گوش و بندا گوش

جب بندا گوش یاد آتے ھیں — اپنے تو ھوش گوش جاتے ھیں
بات گر کہئے تیرے کانوں کی — آ پڑے سب کو اپنی جانوں کی
جو کہ آتا ھے اُن کے قابو میں — جا پڑے ھے عجب چکا پو میں
کفۂ گوش نہیں صدف کے ھوش — کہوے کر موتیوں کو حلقہ بگوش

صفت ابرو

تیغ ابرو کا جب میں لوں ھوں نام — کام اپنا تو ھوچکے ھے تمام
گر تیرے ابروؤں کو کہئے کماں — کشش دل کمان میں یہ کہاں
تیغ کہنا بھی کیا مناسب ھے — بات کچھہ یہ بھی نا مناسب ھے
کون سی تیغ ھے کہ ھوکے علم — اِن کے خم چم کے آگے مارے دم

قطعہ

تیغ ابرو و خنجر مژگاں — بشما باز گشت ما ھمہ است
جملہ در کار من کمی نکنید — بندہ منت کش شما ھمہ است

صفت چشم و نگاہ و سرمہ و کاجل

تیری آنکھیں وو قہر جادو ھیں — جن کے آگے تو خم یہ ابرو ھیں
دیکھہ کر جن کو نرگس شہلا — شرم کے مارے دے ھے سر کو جھکا
شوخی ان کی عجب تماشا ھے — چنچلائی ممولے کی کیا ھے
باتیں انمیں جو ھیں سو ھیں کسمیں — نہ ممولے میں ھیں نہ نرگس میں
کسی نافہم نہیں جو اِن کے تئیں — دی تھی بادام سے مثال کہیں
اوس کو تب اپنے آ پڑے لالے — ہو پٹے چیند چھید کر ڈالے

---

* (ن) دل کا آئینہ ھوے ھے پانی — جب سے دیکھی ھے توری پیشانی

تو بھی کب اوس کو خوف چھوڑے ہے — روز پتھروں سے آنکھیں پھوڑے ہے

جس طرف یہ نگاہیں لڑتی ہیں — برچھیاں ہیں کہ دلمیں گڑتی ہیں

دلمیں وہ آنکھیں جب مٹکتی ہیں — جی میں نظریں ہی آکھٹکتی ہیں

حضرت درد کا ہر ایک سخن — مارتا ہے نپٹ بدل ناخن

وو نگاہیں جو چار ہوتی ہیں — برچھیاں ہیں نہ پار ہوتی ہیں

سوتے اٹھہ کر جو آنکھہ ملتا ہے — دیکھے اوس کے تو جی نکلتا ہے

ڈورے سرخی کے ایسے چھوٹتے ہیں — تارے جوں آسماں سے ٹوٹتے ہیں

سرمہ آلود تیری تیز نگاہ — مار دل کو کرے ہے خاک سیاہ

گر کبھو دے سلائی کاجل کی — کیا کہوں خوشنمائی کاجل کی

روشنی بخش دیدہ ہے یہ سواد — یہ پھبن صرف ہے خدا کی داد

جسکی نظروں میں یہ سواد کھلا — کب لگے ہے اوسے کچھہ اور بھلا

کچھہ سدا ہے تجھے بھی یاد یہ ہے — یعنی النور فی السواد یہ ہے

یوں تو کاجل سبھی کوئی دے ہے — خوبی چتون کی جان و دل لے ہے

جی کسو کا سہج نہیں لینا — یوں خوش آتا ہے کس کو یہ دینا

خون عالم کرے ہے نوش یہی — ہے وو کافر سیاہ پوش یہی

کیا کہوں ان کی میں سخنگوئی — گر کہی جاے تو کہے کوئی

آنکھیں تیری نپٹ سخنگو ہیں — بات کرنے میں تجھہ سے آگو ہیں

تیرے منھہ پر یہ چڑہ کے کہتی ہیں — تیری باتوں پہ بڑہ کے کہتی ہیں

باتیں ان کی جو دیکھے سو جانے — آئینہ دیکھے تو بھی تو مانے

بات ان کی انہیں کو بن آوے — چھل بل ان کا کب اور کوئی پاوے

غزل

کر کے دل کو شکار آنکھوں میں — گھر کرے ہے تو یار آنکھوں میں

تیر مژگاں دلوں کے پار ہوے — ہے یہ گذر و گذار آنکھوں میں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں — ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں میں

اوں سب چہرہ بازیوں کے سوا — عشوے ہیں صد ہزار آنکھوں میں

کیا کہوں کچھہ کہی نہیں جاتیں — باتیں ہیں بے شمار آنکھوں میں

جس گھڑی گھورتے ہو غصہ سے نکلے پڑتا ہے پیار آنکھوں میں
دیکھنا ٹک اثر سے نظریں ملا
کیا ہوئے تھے قرار آنکھوں میں

صفت مژگاں

ہیںگی پلکیں وو تیر کافر کیش مار چھلنی کریں ہیں دل صدریش
آشنا جو مژہ کا ہوتا ہے اپنے حق میں وو کانٹے بوتا ہے
کیا کہوں ایسی فوج جنگی کی کالی پلٹن ہے یہ فرنگی کی
جس گھڑی ملک دل کو لوٹتے ہے جوں تلنگوں کی باڑ چھوٹتے ہے
پانو گاڑے ہوے لڑیں ہیں سب کوٹ باندھے ہوے کھڑے ہیں سب
سامھنے ہو نظر ملاوے کون مار کی ان کے تاب لاوے کون
گھورنا آفت الٰہی ہے بال بال ان کا تو سپاہی ہے
جب پلک مار آنکھ لڑتی ہے جوں فرنگی کی باڑہ جھڑتی ہے
ان کا یہاں بندوبست گہرا ہے رات دن یہ کھڑا ہی پہرا ہے
جس طرف کو یہ رخ پلٹتی ہیں پھر صفوں کی صفیں اُلٹتی ہیں
گر کبھو آنسوؤں سے بھرتی ہیں تیر باران دلوں کو کرتی ہیں
کبھو سرمہ اگر لگالیں ہیں زہر آلودہ پھر تو بھالیں ہیں

صفت بینی

جب کروں ہوں تصور بینی نہیں رہتی ہے مجھہ میں خود بینی
حسن خوباں کی ناک بینی ہے سارے مکھڑے کی ناک بینی ہے
ناک تیری عجب سجیلی ہے پتلی اور اونچی اور نکیلی ہے
لب شیریں کو تاکے ہے جس طرح میں بتادوں ابھی کہوں کس طرح
ناک ہے یا کہ ایک لوتا ہے چونچ اب شہد میں ڈبوتا ہے
نکسرے اس پھبن سے ہلتے ہیں ناک کی راہ جی نکلتے ہیں
نتھنے ایسے تیرے پھڑکتے ہیں جانور وحشی جیوں بھڑ کتے ہیں

صفت رخسار صفا و رنگ ورو

جی میں رخ کی جو یاد بھرتے ہیں — اور ہی پھول گل کترتے ہیں
تیرے گالوں کی کیا کروں تعریف — روئے گل جن کے آگے ہوئے خفیف
ان میں جس طرح کی صفائی ہے — آئینہ نے کہاں یہ پائی ہے
رنگ ان میں جو کچھ جھمکتا ہے — کب رخ گل میں یوں چمکتا ہے
کوئی ان کا نہوسکا ثانی — داغ ہے گل اور آئینہ پانی
نہیں کوئی مقابل ان کے ولیک — آپ ہی ہیں جواب ایک کا ایک
کیا کہوں رنگ کیسا چمکے ہے — سارے کندن کی طرح دمکے ہے
یہ جو مکھڑے کی آب جھلکے ہے — چشمۂ آفتاب جھلکے * ہے
رنگ عارض نہیں یہ جھمکے ہے — آفتاب آئینہ میں چمکے ہے
عرق آلودہ چہرۂ رخشاں — یوں جھمکتا ہے جیسے ہے افشاں
گل پہ شبنم نہ ایسی خوب لگے — نمی اوس منہہ پہ جیسی خوب لگے

صفت لب و دہاں

جب لبوں کا خیال کرتا ہوں — جان بلب آرہے ہے مرتا ہوں
یاد کر کے تیری لب گلگوں — دیدۂ اشکبار ہیں پر خوں
جب کرے یاد ان لبوں کے زور — کھینچ لیے جائے دل کو تا لب گور
زیست کرتا ہوں اس بھروسے پر — دانت رکھتا ہوں ان کے بوسے پر
شعلہ رو یاد کر تیرے لب لعل — دل مشتاق ہے در آتش نعل
یاد آتے ہیں جب لب میگوں — خون دل پی کے مست ہوتا ہوں
لب نازک ہیں رشک برگ گل — نشا پرداز تر ز ساغر مل
جام مے آپ ہی اور آپ ہی گزک — ہونٹ کیا ساری نعمتوں کی چسک
دیکھ انہیں خشک ہو تراوت گل — پھیکی نظروں میں ہو حلاوت گل
دیکھیں گر تیرے ہونٹ شیریں کو — کوہکن بھول جائے شیریں کو
لب شیریں میں جو حلاوت ہے — جان شیریں میں کب وو لذت ہے

---

*(ن) چھلکے

هاتھه قسمت سے جو یه بات لگے — لب شکر یعنی یه نبات لگے
تار بوسے کا کوئی توت سکے — هونت سے هونت پهر نه چهوت سکے
وصف کیاکیا کروں تیرے لب کا — کوئی دیکھا نه ایسے مشرب کا
لعل میں هے کہاں یه آب و رنگ — هو سکے ان لبوں سے جوهم سنگ
آتش رشک سے هلاک هوا — آگ میں اپنی جل کے خاک هوا
رنگ یاقوت نیں اگر پا یا — لب و لہجه ولے کیدهر پایا
گو که یاقوت آب ورنگ دکھائے — یه تر و تازگی کہاں سے لائے
لعل و یاقوت کیا بچارا هے — اس جگه ایک سنگ پارا هے
کہے یاقوت با دل پر خون — ان کے آگے میں خاک پتھر هوں
هونت یاقوت و لعل سے بہتر — یه هیں کچھه اور جنس' وے پتھر
ذایقه میں تو جیسے یه لب هیں — شہد شربت جو کچھه کہو سب هیں
دیکھنے میں بھی گو تماشا هیں — چکھنے میں پرکچھه اور تحفا هیں
پر وهی ان کے لطف کو پاوے — هونت سے هونت جس کا ملجاوے
گر جو عاشق کو منهه لگا وے تو — لب شیریں ذرا چکھا وے تو
پهر تو بیچاره اوس کی لذت سے — جان بلب هی رهے حلاوت سے
تا لب زیست هونت چاتا کرے — لب بحسرت چبا کے کاتا کرے
هے دهانا تو اسقدر هی تنگ — بات نکلے هے جس سے کرکے درنگ
نکته سنجوں کی جب نگاه نپائے — بات کس طرح سے پهر اس میں سمائے
غنچه لب یه تیرا دهان تنگ — مرغ دل کے لئے هے قید فرنگ
فرق کرنا هے اب نپٹ مشکل — یه دهن هے تیرا که میرا دل
خلق پر اے نگار شوخ و شنگ — کردیا اس دهن نیں عرصه تنگ
هے دهن ایک نقطهٔ موهوم — هوسکے هے دلیل سے مقسوم
جوهر فرد در جهاں نبود — کرد ابطال آں درست حکیم
جز و اصغر هر آنچه فرض کنی — ید لیلش تو آں نمود دو نیم
دهن یار ما اثر کاں را — نقطهٔ در مقابل است عدیم
به تبسم نبود هر دو لبش — هست برهاں قاطع تقسیم ٥

کیا کہوں اب* کچھ اور وصف دہن   یاد حضرت† کا ہے یہ مجکو سخن

لہ مد ظلہ

کب دہن میں تیرے سمائے سخن   نہیں تیرے دہن میں جائے سخن

صفت دندان و مسی و پان

دانت جب مجکو یاد آتے ہیں   دل کا یجا سبھی چباتے ہیں
اب جو دانتوں کی باتیں چلیاں ہیں   کیا کہوں موتیا کی کلیاں ہیں
خوشنمائی بیاں کروں اون کی   یا صفائی بیاں کروں اون کی
دیکھکر اون کی آبداری کو یہاں   لوٹ جاتا ہے گوہر غلطاں
یوں تو کہنے کو جیسے موتی ہیں   باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں
گو ہزار آبدار موتی ہے   یہ صفا کوئی اس میں ہوتی ہے
پیس ڈالیں یہ موتیوں کے تئیں   موتی ان کے مقابلہ کے نہیں
پائی الماس نیں کہاں یہ چمک   برق میں بھی نہیں ہے ہاں یہ چمک
دانت وہ کچھ بلا قیامت ہیں   کیا کہوں تجسے کیا قیامت ہیں
مسکرانے میں تک جو کھل جاویں   بجلی سی ہر طرف ہی چمکاویں
پھر وہ بجلی چمک اِدھر اُدھر   آن پڑتی ہے میرے ہی جی پر
گر کبھو اوس کے جی میں آوے ہے   مسی دو انگلیاں لگاوے ہے
دانت یوں پھر جھمکتے ہیں سارے   رات اندھیرے میں جیسے ہوں تارے
پان کھانا تو خون کرتا ہے   جنیں دیکھا سو مفت مرتا ہے
مسی مل کر جو پان کھاوے ہے   ایک عالم کی جان کھاوے ہے

صفت زنخ و چاہ ذقن

یاد جب اس زنخ کی دے ہے فریب   سرخ اور زرد ہوئے منہ جوں سیب
کیا غضب ماہ پارہ تھوڑی ہے   خوبی اس کی جو کہئے تھوڑی ہے

---

* (ن) خیر اور   † (ن) یہاں

یاد آتا ہے جب وہ چاہ ذقن
جی میرا ڈوب جائے ہے فوراً

صفت گردن

جب خیال آبندھے ہے گردن کا
یہاں ڈھلک جائے ہے میرا منکا

دیکھ کر یہ صراحیٔ گردن
مست ہے کوئی اور کوئی غش

شمع ہو اپنی آنکھ میں رسوا
دیکھے ڈورا جو تیری گردن کا

گو کہ شفاف ہے تن مینا
یہاں تو جھکتی ہے گردن مینا

دیکھ کر اس بیاض گردن کو
صبح دیکھیں نہ جیب پھاڑے تو

کیوں نہ کھینچے وہ سب سے آپکو دور
جس میں ایسا بھرا ہوا ہو غرور

صفت ساعد و بازو

نقد جاں ہے یہ ساعد سیمیں
قیمت صد ہزار لعبت چیں

نہیں ساعد یہ رشک سیمتن
آستیں میں ہے قیمت دل و جان

ہیں سجیلے نپٹ ہی بازو خوب
گھڑ نکالے سڈول خوش اسلوب

کیا کہوں کیسے قہر بازو ہیں
سحر ہیں کوئی یا کہ جادو ہیں

دلربائی میں قہر باہیں ہیں
غارت دل کو ہاتھ باہیں ہیں

دھیان میں جب وہ بازو آتے ہیں
ہاتھ پانوں اپنے بھول جاتے ہیں

صفت دست و بند دست و انگشتان و حنا و چوڑی

دل پہ جب ہاتھ پھیرے ہے پہنچا
جانتا ہوں کہ وقت آپہنچا

چوڑیاں یوں چڑھیں ہیں اسمیں تھسی
جاویں بے اختیار دل میں گھسی

کیا خوش آیند یہ کلائی ہے
اسکو دل لینے کی کل آئی ہے

ہاتھ مہندی ملے تیرے خونریز
قتل میرے کے ہیں یہ دست آویز

کیا کہوں ہاتھ پانوں مہندی ملے
کیسے لگتے ہیں آہ جی میں بھلے

ہاتھ سے دل لئے ہی لیتی ہیں
پانو پر لوگ جان دیتے ہیں

کب یہ مہندی میں رنگ پایا ہے
خون دلہا مگر پلایا ہے

کف رنگیں گواہ صادق ہیں
دست آویز خون عاشق ہیں

انگلیاں جبکہ یاد آتی ہیں
دل میں ناخن میرے گڑاتی ہیں

فندقوں پر تو جان کھوتا ہوں — لہو کے آنسوؤں سے روتا ہوں

صفت سینه و پستان

چھاتی یوں جی میں آن اڑتی ہے — گویا چھاتی سے چھاتی لڑتی ہے
کرن پتھر کی ذت چھاتی ہے — سختیء دل تری دکھاتی ہے
چھاتیاں سخت آفت دل ہیں — باندیں بھی انہوں کی مشکل ہیں
دل رہے ہے ہمیشہ گھات کے بیچ — کیونکہ لاؤں انہیں میں ہاتھ کے بیچ
کوئی چھلاوا ہیں یا کہ پارا ہیں — اور سختی میں سنگ خارا ہیں
جوں سر پر غرور تنتی ہیں — سو بگاڑوں یہ اور تنتی ہیں
کیا قیامت امنگ سے ہیں بھری — شیشیاں دو یہ رنگ سے ہیں بھری
یا کہ دو ڈھیریاں ہیں سونے کی — کسو حکمت سے پڑ گیا ہے جی
چھاتیاں ہیں کہ ہیں یہ رنگترے — ہے بجا کہئے خواہ سنگترے
تجھ میں ہے سارے باغ کا پیوند — پھولتا پھلتا ہے جدا ہر بند
سر سے پانوں تلک گل و گلزار — ہے سراپا ہزار گونہ بہار
سرو قد کو یہ بار لایا ہے — یا صنوبر انار لایا ہے
کولے ہیں خواہ انار بستاں ہیں — کچھ ہیں پر رونق گلستاں ہیں
گر فرشتہ ہو وہ بھی گھات لگائے — کہ کسو طرح انکو ہاتھ میں لائے
یہ کہاں کی ہے بات جی نہ چلے — کہ انہیں ہاتھ میں پکڑ کے ملے
گر وو قابو لگے بچل جاویں — ہاتھ میں آن کر نکل جاویں
پھر تو حسرت میں جی نکلتا رہے — مدت العمر ہاتھ ملتا رہے
اب کہوں خوبی تنگ پوشی کی — یا کہوں انکی گرم جوشی کی
انگیا یوں مسک کے ہو بے جاں — چاند سے جسطرح پھٹے ہے کتاں
کیا کہوں میں انہوں کی اب خوبی — ختم ہے اُن پہ ہی خوش اسلوبی
کرئیے بے پردہ اور انہیں ملبوس — خوشنما مثل شمع در فانوس
ستر میں کچھ زیادہ پکڑیں نمود — ہوویں در پردہ واشگاف افزود
ستر سے ہو زیادہ پردہ دری — کوئی پردہ میں چھپ سکے ہے پری
لاکھ پردوں میں یہ کبھو نہ چھپے — جیسے اوراق گل میں بو نہ چھپے

بے حجابی میں کھل کے لاے حجاب چھپہ بازی فزوں دکھاے نقاب
جلوہ پردازیاں کرے هے لباس شعبدہ بازیاں کرے هے لباس
انگیا تار تار کی یہ نہ جان چاند کو دیکھہ پھٹ گیا هے کتان
چار خانہ اسے نہ کیجو خیال جال سارے هیں اختر اقبال
هاتھہ جس کے یہ نقد ڈهیر لگے هاتھہ اندهے کے جوں بٹیر لگے
هاتھہ پھر دست برد سے نہ اٹھاے نقش دلخواہ هر پکڑ میں بٹھاے
پیس ڈالے هزار طرحوں سے دم نکالے هزار طرحوں سے
کیا هی خوبی سے مشت مال کرے دل هی جانے تیرا جو حال کرے
هاتھہ میں سے تو نکلے جانے لگے دل میں کچھہ اور بات آنے لگے
تڑپھے تو مثال ماهی بے آب مضطرب هووے خون دل بیتاب
سسکیاں لے کے تلملانے لگے رک کے دم الٹی سانس آنے لگے
شرم کے مارے پست هو جاریں* هاتھوں هی هاتھہ مست هو جاریں*

صفت قد و قامت

آہ کیا قہر قد و قامت هے کوئی قامت هے یا قیامت هے
هست آشوب دهر قد قامت فتنة فی الزمان قد قامت
رشک طوبائے عالم بالا پهنچے وهاں تک نہ همت والا
ایک تو قد بلند بالا هے نازنیں تس پہ سر نکالا هے
پهنچے نالہ جو آسمان تلک نہیں پهنچے وو تیرے کان تلک
پانو رکھتا نہیں زمین پہ تو سرو قد پست هیں تیرے آگو
کیا کہوں تیرے قد کی رعنائی سرو نے یہ خوبی کہاں پائی
سرو میں تیری چال ڈهال کہاں کبک میں یہ پهبن جمال کہاں
باغ میں سرو ایک دار سا هے تیرے آگو یہ چوبدار سا هے
کبک یہاں جو پهرے تها ایتر سا چهپتا پهرتا هے جنگلی تیتر سا
گات تیری نپٹ چهبیلی هے کیا کہوں وضع جو نکیلی هے

---

* (ن) هو جاوے

قد و قامت کا اعتدال کہوں — یا وو خوبی کی چال ڈھال کہوں
اپنے حضرت کے نام کے صدقے — اوس کے لطف کلام کے صدقے

لہ مد ظلہ

جب نظر سے بہار گذرے ھے — جی پہ رفتار یار گذرے ھے

خوب لگتا کہوں میں گہنے کا — نہیں مقدور مجکو کہنے کا
سب جواھر کی تجھسے ھے خوبی — ھے نہ ان سے تری خوش اسلوبی
خوبی اُن کی ھے ساری تیرے سبب — کنکرے پتھرے ھیں ورنہ یے تو سب
جامہ زیبی میں کیا بیان کروں — کونسی بات کا میں دھیان کروں
خوبی تیرے بناؤ کی میں کہوں — یا کہ سادے سبھاؤ کی میں کہوں
دل لگا صرف تیری ذات سے ھے — کام مجکو نہ کچھہ صفات سے ھے
کب ھوئی تیرے چشم کی تعریف — جو کروں اور چیز کی توصیف
یاد آوے جو وہ دھان و کمر — کب کسو چیز پر پڑے ھے نظر

صفت کمر

درمیان آے جب کہ یاد میاں — اپنی ھستی کا مجکو ھوش کہاں
یاد آوے ھے جب وو موے کمر — یکسر مو نہیں رھے ھے خبر
کبھی جاتی نہیں کمر کی لچک — پائی چیتے نے کب یہ ایسی لپک
مثل تیغ اصیل دمتی ھے — اور کس بات میں وو کمتی ھے
تیغ کیا بجلی ھے کہ کوندے ھے — کوندنے میں دلوں کو روندے ھے
جس گھڑی جسکے دھیان پڑتی ھے — جی پہ بجلی سی آن پڑتی ھے
شدہ از پیچ و تاب موے میاں — موے آتش رسیدہ رشتۂ جاں
رد قول حکیم ھست میاں — نیز برھان ناطق است دھاں
در وجود و عدم چہ واسطہ است — قایلش* را دلیل و ضابطہ است
کمر او چو موے کاست مرا — ناتوان بین چو خویش خواست مرا
تب و تابے کہ داشت موے میاں — سو بسویم ربود تاب و تواں

* (ن) ھستیش

صفت ناف

یاد آتی ھے جب وہ ناف مجھے — کیا کہوں کیجئے معاف مجھے
کچھہ نہ کہہ زیر ناف کیسا ھے — رفتہ و شستہ صاف کیسا ھے
وہ تو ھے رشک عارض خوباں — مایۂ کبر و ناز محبوباں
دیکھتے وھاں نگاہ پھیلے ھے — بے طرح آگے راہ پھیلے ھے
ختم بس عرصۂ تگاپو ھے — عقل بھي آگے در چگا پو ھے
یعنی اب گو مگو کا ھے یہ مقام — کہیں آگے چلے نہ طول کلام
اب سخن کے پرے سمائی نہیں — بات نیچ تیج کسو نیں پائی نہیں
وھاں بیاں میں قلم بھی فق دق ھے — آگے اوسکی زباں کے خندق ھے
ھوس اسکی جو کوئی دھرتے ھیں — اوس جگہ جا کے پانی بھرتے ھیں
جوکہ ھاتھہ اس طرف بڑھاتے ھیں — پانو لے کر وو سر چڑھاتے ھیں
اوس جگہ پر تو کون جھگڑے ھے — وھاں تو رستم بھی کوڑی رگڑے ھے
وے نکمت پھون کہ نکلے پڑتے ھیں — آن کر یہاں قدم پکڑتے ھیں
بوالہوس کیا پلید ھوتا ھے — اس پہ آکر شہید ھوتا ھے
صرف حیوانیت لڑاتی ھے — سب یہ نفسانیت لڑاتی ھے
اور ھم سا جو کوئی اناڑی ھے — بات اون نیں تو سب بگاڑي ھے
گرچہ کہنے میں تو سنواری ھے — اوسکے آگو پر اسکی خواری ھے
کیاکہوں تجھہ میں خوب کیاکیا ھے — سر سے پانوؤں تلک تماشا ھے
تنگ یوں تو نپٹ ھے تیرا دھاں — نہیں تنگی میں کم پہ یہ بھی مکاں
اسی اندازے پر دھانا ھے — دونوں کا ایک شامیانا ھے
فرق چھوتے نہ کچھہ بڑے کا ھے — یہی بس آڑے اور کھڑے کا ھے
ایسے موھوں سے تو جو کھاتا* ھے — قدرت حق سے کچھہ سماتا† ھے
ھے تعجب جو بات چیت کرے — کام دنیا کے یا کہ ریت کرے
ھے تماشا تعجبات یہی — چھوتا منہ اور بڑي ھے بات یہی
کھولنا اور آگے خوب نہیں — بولنا اور آگے خوب نہیں

---

* (ن) کھاوے   † (ن) سماوے

پھر بھی ملنا ہے تجھسے میرے تئیں   منہ دکھانا ہے مجھکو تیرے تئیں
صاف کہنا پڑیگا پھر آگے   سن کے مجھسے لڑیگا پھر آگے
لڑنا بھڑنا نہیں ہے کام اپنا   مفت بد نام ہوگا نام اپنا

صفت سرین

تو وہ طوفان ہیں سرین تیرے   سیم کے کان ہیں سرین تیرے
کوہ تمکین ہیں سپہر وقار   رشک آئینہ سادۂ پرکار
آپ ہی علقا ہیں آپہی کوہ قاف   مثل بلور صاف اور شفاف
ساری خلقت سے کچھہ نرالے ہیں   خام نقرہ کے برج ڈھالے ہیں
عقل باور کرے نہ گو یہ حرف   مو کمر سے بندھے ہیں کوہ برف

صفت زانو و ساق

کیا کہوں زانو کی خوش اسلوبی   خوشنمائی سڈولی اور خوبی
ہیں قیامت ٹھسی ٹھسی رانیں   جی میں جاتی ہیں یہ گھسی رانیں
بیطرح دل کو گد گداتی ہیں   ہاتھہ میں اپنے کد کد آتی ہیں
ران پر جب کہ ران پڑتی ہے   جسم میں اور ہی جان پڑتی ہے
یاد وہ پنڈلی جب کہ آتی ہے   مچھلی سی دل میں تڑپھڑاتی ہے

صفت پاے و پاشنہ

پانو جسدم کہ یاد آتے ہیں   ہاتھہ ہم جان سے اٹھاتے ہیں
دیکھہ کر پانو کو تیرے میں تو   کبھو دیکھوں نہ اور کے منہ کو
ایڑیاں جب کہ یاد آتی ہیں   دل پہ گیندیں میرے لگاتی ہیں

صفت کف پا و حنا

جب کف پا کا آبندھے ہے خیال   جان و دل ہوچکے ہے سب پامال
کف پا یہ نہیں ہیں مہندی ملے   پیس ڈالے ہیں دل یہ پانو تلے
اس سراپا کو یاد کر کر کے   اب تلک تو جیا ہوں مر مر کے
ٹک شتابی ادھر کو آجانا   نک سکھہ اپنا مجھے دکھا جانا

بیان تسلی نیافتن دل بیمار از زبانی حرت و گفتار و ایذائے تغافل دلدار و تمنائے آخری دیدار و حیرت عاشق بے دل زار

آہ کیا کیا میں اب بیان کروں | تیری کس کس جگہہ پہ دھیان کروں
رھوں رطب اللساں ذکر کے بیچ | دوں یونہیں اپنی جان فکر کے بیچ
یاد اپنی کئے سے کیا حاصل | جبکہ تیرا ادھر نہ ھووے دل
ھے مگر یاد ایک مشغولا | تا کوی آن دل رھے بھولا
یوں پر ایک آد دن کٹتے تو کٹتے | عمر ساری تو اسمیں دل نہ بٹے
تو بھی انصاف تو بھلا ٹک کر | جی میں اس بات کا خیال تو دھر
کب تلک تیری باتیں یاد کروں | خالی باتوں سے دل کو شاد کروں
عیش کا ذکر نصف عیش تو ھے | ذکر ھی ذکر پر ترا تا کے
کام چلتا نہیں بلا مذکور | سو خدا جانے ھے کدھر مستور
نہ تذکر میں کچھہ حلاوت ھے | نہ تصور میں کچھہ حلاوت ھے
دیوے لذت کہاں سے خالی شوق | جب تلک آشریک ھووے نہ ذوق
ھیں یہ باتیں بنائیاں بے اصل | کچھہ مزا ھی نہیں بغیر از وصل
منہ جو شکر گھی سے میٹھا ھو | پھر اوسے کوی کھاے کاھے کو
غرض ایسا نہ ھووے میرے یار | باقی رہ جاے حسرت دیدار
دم آخر جو ھچکیوں نیں لیا | شاید اس وقت تونیں یاد کیا
نام تیرا لئے سے تھمتی ھیں | بارے اوسوقت سے تو کمتی ھیں
بن سکے تو کھڑے کھڑے یکبار | دیکھیو آکے آخری دیدار
نزع میں ھوں ادھر کو آ جانا | شربت وصل ٹک چوا جانا
یاد ھے مجکو درد کا ھی کلام | اور اس کے سوا خدا کا نام

فرصت زندگی بہت کم ھے
مغتنم ھے یہ دید جو دم ھے

باقی اب عرصۂ حیات نہیں | زندگی کیسی کوی * بات نہیں

---

* (ن) کچھہ ھی

کیا میں دھر اوں اپےغم کی بات　　رہ گئی ہے کوی ھي دم کی بات
آ رھا ھے میرا دم آنکھوں میں　　رھے گا کب تلک تھم آنکھوں میں
پوچھہ مت مجھہ جگر فگار کا حال　　کر دیا درد ھجر نیں پا مال
نت رھا بسکہ خون دل پیدا　　دم رکے ھے چو قلقل مینا
روز دل کا نیا کرے ھے ڈھنگ　　جوں سحر ھر نفس شکست رنگ
مجھہ میں باقی جواب کوی دم ھے　　کچھہ دم تیغ سے نہیں کم ھے
کشمکش نیں نفس کے مارا ھے　　کوئی سوھان ھے کہ آرا ھے
اُس طرح دم جگر خراشے ھے　　جیسے تیشہ سے کچھہ تراشے ھے
دم بدم ھر نفس کرے ھے قلم　　آمد و شد ھے دم کی تیغ دودم
ھر نفس چاک جیب تا دامن　　صبح کی طرح لا پنھاے کفن
سینہ میں یوں نفس کھٹکتا ھے　　شصت ماھی کے جوں اٹکتا ھے
کیا کہوں قصے دل کی حالت کے　　آہ پیارے بتول حضرت کے

اسطرح جی میں سانس کھٹکے ھے
سانس ھے یا کہ پھانس کھٹکے ھے

ھے نئے طور کا مجھے آزار　　کوی دیکھا نہ آپ سا بیمار
یہ جو رھتا ھے اب مرض مجکو　　چھوڑتا ھی نہیں غرض مجکو
آہ مرتا ھوں کچھہ علاج کرو　　کل جو کرنا ھے سو وو آج کرو
تک خبر جلد آ کے لیجئے گا　　اس گھڑی ھوسکے سو کیجئے گا
ھوچکا ھے وگرنہ کام تمام　　نہیں اب عرصۂ پیام وسلام
کوی دم اب جو رہ کے آووگے　　اپنے بیمار کو نہ پاؤ گے
نہ ھلے ھے نہ بول سکتا ھے　　آنکھیں پتھرائے راہ تکتا ھے
مرچکا خیر یا سسکتا ھے　　یا کہ اس کو شخوص و سکتا ھے
آنکھہ سے آنکھہ اب ملا کر دیکھہ　　اپنا آئینہ رو دکھا کر دیکھہ
بارے اتنا تو ھووے گا معلوم　　ابھی دم ھے کہ مرچکا مظلوم
میں نیوں کردی خبرتجھے اس خیر　　دیکھہ اس وقت تو نہ کر تو دیر
آگئے تو جان کہدیا میں تجھے　　بد کہیں گے سبھی تجھے کہ مجھے
°

غزل

از مریضت مرا عجب باشد ‌ ‌ ‌ زندہ امروز تا بشب باشد
ہر کہ لب بر لبت نہد یکبار ‌ ‌ ‌ مدت‌العمر جاں بلب باشد
زیر لب ہم تبسمت ستم است ‌ ‌ ‌ خندۂ دندان نما غضب باشد
بے سبب نیست ہیچ چیز مگر ‌ ‌ ‌ رنجش تو کہ بے سبب باشد
ہمگی دیدہ ام کلام اثر
چند اشعار منتخب باشد

نامہ بر گو شتاب می آید ‌ ‌ ‌ میروم تا جواب می آید
نام مہر و وفا نمی دانی ‌ ‌ ‌ ہمہ جور و عتاب می آید
حال زارم شنیدہ می گوید ‌ ‌ ‌ بس کن افسانہ خواب می آید
خانۂ آباد باز در کویت ‌ ‌ ‌ دل خانہ خراب می آید
رفت جورت برون زحد بسیار ‌ ‌ ‌ گریہ ام بے حساب می آید
سینہ و دل تمام سوخت اثر
ہمہ بوے کباب می آید

غزل

تو میری جان گر نہیں آتی ‌ ‌ ‌ زیست ہوتی نظر نہیں آتی
دلربائی و دلبری تجکو ‌ ‌ ‌ گو کہ آتی ہے پر نہیں آتی
کیجے نا مہربانی ہی آکر ‌ ‌ ‌ مہربانی اگر نہیں آتی
حال دل مثل شمع روشن ہے ‌ ‌ ‌ گو مجھے بات کر نہیں آتی
ہر دم آتی ہے گرچہ آہ پہ آہ ‌ ‌ ‌ پر کوی کار گر نہیں آتی
کیا کہوں آہ میں کسو کے حضور ‌ ‌ ‌ نیند کس بات پر نہیں آتی
نہیں معلوم دل پہ کیا گذری ‌ ‌ ‌ اِن دنوں کچھ خبر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن ‌ ‌ ‌ رات کٹتی نظر نہیں آتی
ظاہرا کچھ سواے مہر و وفا
بات تجکو اثر نہیں آتی

غزل

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے   کب مجھے اعتبار آتا ہے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا   دشمنی پر تو پیار آتا ہے
تیرے کوچہ میں بیقرار تیرا   ہر گھڑی بار بار آتا ہے
زیر دیوار تو سنے نہ سنے   نام تیرا پکار آتا ہے
حال اپنے پہ مجکو آپ اثر
رحم بے اختیار آتا ہے

آہ کیجے کہ نالہ سر کیجے   زندگی کس طرح بسر کیجے
قصد ہمراہیٔ شرر کیجے   کھولئے آنکھ اور سفر کیجے
جور جو چاہئے سو کیجے پر   میری حالت پہ بھی نظر کیجے
کبھو ایدھر نہیں گذرتے ہو   کب تلک آہ در گذر کیجے
شمع ساں زیست ہے گداز اپنا   جب تلک ہووے چشم تر کیجے
لے چکے دل بھلا مبارک ہو   آئیے اب کے قصد سر کیجے
یہاں سے اوڑئے بسان طائر رنگ   بے پر و بال ' بال و پر کیجے
اتنا بتلاؤ غم غلط پیارے   کون سی تیری بات پر کیجے
تن بتقدیر اور رضا بقضا   جسقدر ہووے اوس قدر کیجے
روئے کب فلک ز بے اثری   آہ کیجے تو کار گر کیجے
کون سنتا ہے یہاں کسو کی بات
بس اثر قصہ مختصر کیجے

غزل

میرے احوال پر نظر ہی نہیں   اس طرف کو کبھو گذر ہی نہیں
ہے میرا حال تو زبان زد خلق   میں نہ مانوں تجھے خبر ہی نہیں
دل ندیویں جگر نہ چاک کریں   یہ تو اپنا دل و جگر ہی نہیں
حال میرا نہ پوچھئے مجسے   بات میری جو معتبر ہی نہیں
کر دیا کچھ سے کچھ تیرے غم نیں
اب جو دیکھا تو وہ اثر ہی نہیں

ایسی حالت میں کوئی کیا جانے   تو بھی دیکھے تو ہاں نہ پہچانے

ہوسکے گر بھلا کبھو تو مل   اس قدر اب تو سخت مت کر دل

ان دنوں مجھسے کچھہ نکی تو نیں   بھول کر بھی خبر نہ لی تو نیں

کچھہ تغافل کی حد بھی ہوتی ہے   کچھہ تجاہل کی حد بھی ہوتی ہے

کوئی دن رہ کے گر ملے گی تو   کف افسوس پھر ملے گی تو

کچھہ نہ تدبیر ہوسکے گی پھر   بیٹھے حسرت سے منہ تکے گی پھر

تو بھلی گھر میں جا کے بیٹھہ رہی   یہاں تیری شکل دل میں بیٹھہ رہی

ایک مدت سے گو نہیں آئی   پر حقیقت یہ ہے جو فرمائی

غزل له

گرچه گاهے نظر نمی آئی   لیکن از دل بدر نمی آئی

من بیچاره محروم از خویش   چه توان کرد اگر نمی آئی

چه شد از من که در بوم یکبار   آمدی و دگر نمی آئی

تا کجا آمدی آمدت شدوم   رفت عمرے مگر نمی آئی

هر زمان تازه عهدها داری   گرچه از عهد بر نمی آئی

تا دلے یک نفس ز جا نرود   بیوفا اینقدر نمی آئی

درد را انتظار تست بگو

تا نمایم خبر نمی آئی

صاف اس سے جواب بہتر ہے   ایک دن کا عذاب بہتر ہے

جھوٹے وعدوں سے کیا ستانا ہے   کہیں آچک بھلا جو آنا ہے

مل سکے تو قصور مت کرنا   نہیں دل سے تو دور مت کرنا

گو نہو مجکو اور کچھہ حاصل   چین پاوے گا پر ملے سے دل

اب جو باہم دو چار ہوویں گے   بارے دل کھول کر تو روویں گے

وے گئے دن کہ مل کے ہنستے تھے   دام غفلت میں آن پھنستے تھے

ہے عوض اوس ہنسی کا یہ رونا   لکھا قسمت کا چاہئے ہونا

خوشی و غم جہاں میں توام ہے ۔ خندہ و گریہ دیکھہ باہم ہے
میرے حضرت نے یں راست فرمایا ۔ اپنے بھی دیکھنے میں اب آیا

غزل

جگ میں کوئی نہ ٹک ھنسا ہوگا ۔ کہ نہ ھنسنے میں رو دیا ہوگا
دل زمانہ کے ھاتھہ سے سالم ۔ کوی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دیکھئے اب کے غم سے جی میرا ۔ نہ بچیگا' بچیگا کیا ہوگا
حال مجھہ غمزدہ کا جس تس نیں ۔ جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
میرے نالوں پہ کوی دنیا میں ۔ بن کئے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اس کو اثر خدا جانے ۔ نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا ۔ کسی بد خواہ نیں کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

کہیں اوس کا ٹھکانا پاتا نہیں ۔ دل گیا ہے سو ھاتھہ آتا نہیں
تیرے در پر گرا وھیں شاید ۔ خاک میں مل گیا کہیں شاید
کھوج اوس کا کہوں نہ پایا میں ۔ خاک چھانی ہزار ہر جا میں
ان دنوں دل نظر نہیں آتا ۔ کوی اوس کی خبر نہیں لاتا
کیا کہوں آہ دل ھی جاتا رہا ۔ اب کسو چیز کا نہیں ہے مزا
اوس تلک ھی توساری باتیں تھیں ۔ سب اوسی سے ھماری باتیں تھیں
اب تو ھنسنا کدھر کہاں کیسا ۔ نہیں آتا ہے رونا بھی ویسا
دل کسو بات کوھی ھوتا نہیں ۔ ھنسنا یک طرف اب تو روتا نہیں
ایسے احوال آگے ھوتے تھے ۔ دل لگا کر جو خوب روتے تھے
راست ہے یہ جو کہتے ھیں شاید ۔ گریہ را ھم ولے خوشی باید
اب تو حیرت کا صرف عالم ہے ۔ مثل آئینہ چشم بے نم ہے
اب ملاقات بھی جو ھووے گی ۔ کب یہ حیرت کو دل سے کھووے گی
جوشش اختلاط اب وو کہاں ۔ گرمیء ارتباط اب وو کہاں
وصل بھی اب تو جان کھاوے گا ۔ سو بلا تازہ سر پہ لاوے گا

آہ رھتا ھوں سوچ میں حیراں　　خانۂ دل یہ ھوگیا ویراں
کس طرح تیرے پاس اب آؤں　　تجھکو احوال کیا میں دکھلاؤں

بیان صورت حال دیگر رجال بوقت وصال و دیگر حرف و قال و حیرانی عاشق دل از دست دادہ و بیحواسی آن بیخود حیرت افتادہ

اپنی حیرت میں ایک توھوں میں　　تس پہ حیران لوگ کرتے ھیں
میری تیری طرف یہ تکتے ھیں　　کچھ کچھ آپس میں بیٹھے بکتے ھیں
کوئی ایدھر کو دھیان رکھتا ھے　　کوئی باتوں پہ کان رکھتا ھے
کوئی آپس میں آنکھہ مارے ھے　　کوئی چپ دریئے اشارے ھے
کوئی پکڑے ھے منہ کی بات کہی　　کوئی کہتا ھے دیکھہ رہ توسہی
کوئی پھینکے ھے بیٹھا آوازے　　کہ یہ کھینچیں گے اس کے خمیازے
کوئی حیران بن کے بیٹھے ھے　　کوئی انجان بن کے بیٹھے ھے
کوئی آنکھیں ادھر کو گاڑے ھے　　کوئی نظریں چرائے تاڑے ھے
کوئی چتون کو اب پرکھتا ھے　　کوئی تیوری پہ دھیان رکھتا ھے
کوئی گھورے کوئی دھراوے ھے　　کوئی غصہ سے منہ پھراوے ھے
ھے ھر ایک کے بگاڑ کی نئی گوں　　آنکھہ تیڑھی کرے کوئی بھوں
ھر کوئی ھے اسی کے اب درپے　　کہ بھلا دیکھوں بات یہ کیا ھے
ھر طرف اُن کے مچاویں دھوم　　جس طرح مکھیاں کریں ھیں ھجوم
چھوٹتا ھی نہیں یہ الجھیڑا　　شہد کا چھتا جیسے اب چھیڑا
یہاں کوئی کیا کرے خبرداری　　پیش جاتی نہیں ھے ھشیاری
اب کہاں تجھکو دیکھہ سکتا ھوں　　بیٹھا اوروں کے منہ کو تکتا ھوں
تجھکو دیکھوں کہ آہ اِنکی سنوں　　سبھی دشمن ھیں کسکو دوست کہوں
اِن سے اب کسطرح بچاؤ کروں　　کیونکہ ظاھر میں دل کی چاؤ کروں
اور اب احتیاط کیا کیجے　　کسیء ارتباط کیا کیجے
گرچہ حسرت سے آہ مرتا ھوں　　پر شمردہ نگاہ کرتا ھوں
پہلے سو بار اِدھر اُدھر دیکھا　　تب تجھے ڈر کے یک نظر دیکھا

نہیں معلوم کیا کیا ان کا
ہم غریبوں نیں کیا لیا اِن کا

تحفگی یہ ہے کیجے اسکی سیر
نہیں اِن صاحبوں میں کوی غیر

تجھہ سے کچھہ نے خلاف ہے اُن کو
مجھسے نے انحراف ہے ان کو

بلکہ ہیں دوست خیرخواہ سبھی
بیگناہی یہ ہیں گواہ سبھی

تیرے خاطر یہ چاہتے ہیں مجھے
غائبانہ سراہتے ہیں مجھے

دل سے ہر ایک یار ہے اپنا
واقعی دوستدار ہے اپنا

کوی انمیں رقیب ہو' سو نہیں
یا کہ غماز عیب جو' سو نہیں

شکر حق کا یہ ہے ہزار ہزار
کوی اونلیں دیا نہیں اغیار

کوی دشمن نہیں سبھی ہیں دوست
لیک بیمغز ہیں سراسر پوست

ہیں شنا سا اگرچہ مدت کے
نہیں قابل ولے یہ صحبت کے

خوب دیکھا تو ہیں سبھی حیواں
فی الحقیقت نہیں ہیں یہ انساں

خوش جہاں وہ کسو کو پاتے ہیں
اس کا چرچا یہ سب مچاتے ہیں

اور ناحق اونہیں ستاتے ہیں
بے سبب سو طرح دکھاتے ہیں

نیش عقرب نہیں ہے کینے سے
یہی اُپجے ہے اوس کے سینہ سے

خیر انکی نہیں ہے کچھہ تقصیر
اب تو اپنی بدی یونہیں تقدیر

اپنی الفت نیں سب دکھائے عذاب
اس محبت کا ہووے خانہ خراب

کب کسو کا کوی خیال کرے
گر نہ الفت کا احتمال کرے

اس خرابی کی یہ جو نوبت ہے
کچھہ نہیں سب یہ تیری دولت ہے

یہاں تلک تونیں احتراز کیا
سب یہ ظاہر نہفتہ راز کیا

دور باشی سے میں ہلاک ہوا
فایدہ اور اس میں خاک ہوا

کس لئے اسقدر تو ڈرتا ہے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ہے

تک سمجھہ تو کسو کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجسے نظریں جو تو چراتا ہے
چور اپنے تئیں گناتا ہے

یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں ہوں
کبھو پوشیدہ میں جو دیکھوں ہوں

چور ہیں ہم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ہے پیشتر کیا تھی

اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس
ہم تو ان باتوں کے نہ آس نہ پاس

تو جو ملنے سے جی چھپاتا ہے
آنکھہ کُھل کر نہیں ملاتا ہے

خلق اس سے کچھہ اور سمجھے ہے　　ہاں برائی کے طور سمجھے ہے
واہ یہ بات کا چھپانا ہے　　یا کہ اور آپ خود جتانا ہے
اس پہ لوگوں نیں زور ٹھہرایا　　ہمیں آپس میں چور ٹھہرایا
یہ بتکرار آزمایا ہے　　بارہا دیکھنے میں آیا ہے
جس قدر بات کو چھپاتے ہیں　　لوگ اتنا ہی صاف پاتے ہیں
خوب دل کھول کے ملاکر تو　　نہ کتا * کر ہر ایک کے آگو
دیکھہ میری طرف تو اب نہ جھڑک　　ساتھہ مل بیٹھہ اسقدر نہ بھڑک
پھر جو بولے کوی تو میں جانوں　　بات کھولے کوی تو میں جانوں
پھر خدا دیوے اب مجھے بھی ضبط　　نہ کروں بات کچھہ کہیں بے ربط
جیسے نو دولت آپ اپنے تئیں　　وصل کے بیچ گم کروں نہ کہیں
ہورہا ہوں نپٹ ہی نا دیدہ　　اپنے ہاتھوں ہوں آپ رنجیدہ
پھر خدا جانے کیا میں کرنے لگوں　　کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے لگوں
بیحواسی میں کام کر جاووں　　بس گلے سے چمٹ کے مرجاووں
خون تجھہ پہ گنہ پہ ثابت ہو　　بات کچھہ اور ہی انا چت † ہو
تجھکو لینے کے اور دینے پڑیں　　میں رہا درکنار تجھسے لڑیں
جا پڑے تجھہ پہ میری حیرانی　　ہووے دل کو تیرے پریشانی
تیری تشویش کب گوارا ہے　　ہر طرح تونیں مجھکو مارا ہے
جو کرے تو سو تجھسے بن آوے　　کچھہ کروں میں نہ مجھسے بن آوے
مثل آئینہ غرق حیرت ہوں　　اپنی حیرانی کیا میں تجھسے کہوں
اسقدر اب تو غلبۂ حب ہے　　کہ مجھے آپ بھی تعجب ہے
لوگ تیرے جو پاس آتے ہیں　　سن کے میرے حواس جاتے ہیں
ہوش انکے ٹھکانے رہتے ہیں　　تیری سنتے ہیں اپنی کہتے ہیں
میں جو تجھسے دو چار ہوتا ہوں　　پھر تو بے اختیار ہوتا ہوں
جس گھڑی تیرے پاس جاتا ہوں　　بس نپٹ بیحواس جاتا ہوں
سارے منصوبے بھول جاتے ہیں　　ہاتھہ پانو اپنے بھول جاتے ہیں

---

* (ن) کہتا　　† بے خیالی میں

منہ کو حسرت سے دیکھہ رہتا ہوں　　پھر نہ سنتا ہوں کچھہ نہ کہتا ہوں
بات کہنی تھی اور نکلی اور　　بیحواسی تک ایک کرنا غور
جب بجاے خود اپنے آتا ہوں　　دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ہوں
جی میں کہتا ہوں کہا کے پچھتاوے　　اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاوے
بارہا اس کو آزمایا ہے　　یہی حال خراب پایا ہے
بسکہ عرصہ کھنچا جدائی کو　　حد ہوئی تیری بے وفائی کو
کردیا اس نین بے خبر بے ہوش　　کہہ سکوں کچھہ نہ رہ سکوں خاموش
عقل و ہوش و حواس کچھہ نہ رہا　　ان میں سے اپنے پاس کچھہ نہ رہا
وہ زخود رفتہ ہوں کہ میرے تئیں　　توبھی ہرچند ڈھونڈھے پاوے نہیں
یہاں تو آوے کہ میں ہی وہاں جاؤں　　دید وادید پر کہاں پاؤں
کسطرح اب ملاپ ہو ویگا　　تو ہی بس اپنے آپ* ہو ویگا

ہجر میں جی ہے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

غزل

آمدي و ز خویش ما رفتیم　　رفتی و ما بر خدا رفتیم
عالم بیکسی و تنہائی است　　دل جدا رفت ما جدا رفتیم
چوں غسمت رو بایںطرف آورد　　ما ادب پیشہ پیشوا رفتیم
گہ نشد اتفاق آمدنت　　گر چہ از خویش بارہا رفتیم
خاکساري تمام پیش آمد　　سایہ آسا بہر کجا رفتیم
شورش آورد آمد آمد تو　　آنقدر ہا کہ ماز جا رفتیم
کشتۂ آمد و شد عشقیم　　آمدی تو ولیک تا رفتیم
بارہا بیقرار گشتہ ز شوق　　پیش آں شوخ بیوفا رفتیم
لیک برگشتہ آمدہ گفتیم
اثر اے واے ما چرا رفتیم

---

* (ن) آپ ہي

غزل

داغ دل جو کبھو دکھاے تھے
لالہ ساں دل میں گل یہ کھاے تھے

ایک تیرا خیال بیٹھہ گیا
دل سے خطرے تو سب اُٹھاے تھے

اشک خونیں نیں منہ پہ کھول دئے
میں تو زخم جگر چھپاے تھے

آگلے رونے پہ اب میں روتا هوں
کیا گھر خاک میں ملاے تھے

بہہ گیا سب میں آپ هوکے گداز
شمع ساں اشک کیا بہاے تھے

یہاں کسو نیں نہ کی خریداری
هم عبث جنس دل کو لاے تھے

گر نہ اٹکے یہ آ کے لخت جگر
اشک نے نہ فلک ڈباے تھے

راہ پر تیری مثل نقش قدم
دیدۂ منتظر بٹھاے تھے

تھا جو منظور سو نہ دیکھا یہاں
هم اثر کیا سمجھہ کے آے تھے

غزل

نہ کیا کچھہ علاج آگو سے
جا چکا دل هی اب تو قابو سے

دل هے یہ یا کوئی چھلاوا هے
نکلے پڑتا هے آہ پہلو سے

تیرے فریادیوں کی یہاں شب و روز
نہیں لگتی زبان تالو سے

حرف نکلا نہ اوس دهن سے کبھو
کام نکلے هے چشم و ابرو سے

اثر اوس چشم شوخ رفتاں کے
نہ بچا کوئی سحر و جادو سے

بار بار شتافتن عاشق زار بسوے دلدار و تسکین و مراد نیافتن دل آں بیقرار با وجود دید وادید یار

تیرے در تک کبھو جو آتا هوں
جان پر اپنے کھیل جاتا هوں

باقی رهتی نہیں هے جان کے بیچ
جاؤں هوں اور هی جہان کے بیچ

تو سلور کر جس آن بنتی هے
جان پر میری آن بنتی هے

بیطرح جی کا حال هوتا هے
بات کرنا محال هوتا هے

میری حیرت کا هے کچھہ اور هی رنگ
آئینہ بھی هے میرے آگو دنگ

عکس بھی مجکو منہ دکھا نہ سکے ‌ ‌ ‌ محویت میری کوی پا نہ سکے
میں کہاں اور اب حواس کہاں ‌ ‌ ‌ عقل و تدبیر میرے پاس کہاں
هوں زخود رفتہ مست و دیوانا ‌ ‌ ‌ نہ بخود آشنا نہ بیگانا
بھاگتا هوں میں اپنے سائے سے ‌ ‌ ‌ جی هی جاوے بخویش آئے سے
کبھو تیرے طرف جو آتا هوں ‌ ‌ ‌ نہیں معلوم کیونکے جاتا هوں
تجہ تلک شوق کھینچ لاوے هے ‌ ‌ ‌ جسم بیجان کو اینچ لاوے هے
باد جیسے اوڑا کے لاوے خس ‌ ‌ ‌ مجھ میں باقی نہیں هوا و هوس
تیرے کوچہ میں آن کے هر دم ‌ ‌ ‌ گر رهوں خاک میں چو نقش قدم
گفتگو کا دل و دماغ نہیں ‌ ‌ ‌ اپنی حالت سے اب فراغ نہیں
گر کبھو هوش میں جو رهتا تھا ‌ ‌ ‌ کچھہ سخن حسب حال کہتا تھا

غزل

تیرے کوچہ میں آکے جو بیٹھے ‌ ‌ ‌ جان سے اپنے هاتھہ دهو بیٹھے
گو مٹے * هم برنگ نقش قدم ‌ ‌ ‌ پر تیرے در پہ آج تو بیٹھے
سب کا آوے نظر ثبات و قرار ‌ ‌ ‌ گر ابھی تو دو چار هو بیٹھے
روز اول هی جا چکا تھا دل ‌ ‌ ‌ آخر اب جان کو بھی رو بیٹھے
اپنی قسمت هی اُٹھی هے شاید ‌ ‌ ‌ تیرے در پر اب آکے جو بیٹھے
اٹھہ گیا دل تو ساری باتوں سے ‌ ‌ ‌ ناصحو چاهو سو بکو بیٹھے
حال اپنا کسو سے کیا کہئے ‌ ‌ ‌ ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھے
همنشیں اٹھو میرے پاس سے تم ‌ ‌ ‌ بیٹھو تو اوس کی کچھہ کھو بیٹھے
اٹھے جاتے هیں یہاں سے جوں شعلہ ‌ ‌ ‌ شمع کی طرح هم هیں گو بیٹھے
اپنے آنکھوں کی طرح رو رو کے ‌ ‌ ‌ ایک عالم کو هم ڈبو بیٹھے
عہد و پیماں پہ انتظار میں یہاں ‌ ‌ ‌ اے دل و دیدہ تم مرو بیٹھے
اٹھہ گیا سب جہاں سے قول و قرار ‌ ‌ ‌ یاد وعدہ کیا کرو بیٹھے
قطع سر سے کرے وو راہ عشق ‌ ‌ ‌ شمع ساں پانو گاڑ جو بیٹھے

---

* (ن) مٹیں

اب اثر میں بہت نہیں باقی
آن کے آن تک رہو بیٹھے

غزل

حیف میرے یہ آہ کرنے کو — اور ترے ھنس کے واہ کرنے کو
جی لئے پربھی رھے دشمن جان — آفریں اس نباہ کرنے کو
واہ وہ دل کی دیکھہ چاہ کا رنگ — پھر بھی موجودہ چاہ کرنے کو
بیٹھہ کردل میں دل ھی لیجے چرا — واہ یوں گھر میں راہ کرنے کو
لیک دل کے سوا میں لاؤں کسے — ایسے * شاھد گواہ کرنے کو
کس لئے وھاں چلے اثر مگر اور
حال اپنا تباہ کرنے کو

ایضاً

کام باقی ابھی تو قاتل ھے — زخمی تیرا یہ نیم بسمل ھے
نگہ گرم سے پگھلتا ھے — دیکھہ یہ آئینہ نہیں دل ھے
تجھہ تلک غیرکی پہنچ بھی کہاں — یہ بھی اپنا گمان باطل ھے
نہ ملو یا ملو غرض ھر طرح — تمکو آسان مجکو مشکل ھے
دل کا آئینہ نت ھے جلوہ فروز — کسو منہ کے تو یہ مقابل ھے
مفت بر ھیں اثر سبھی دل بر
دل کو ان سے تو کچھہ بھی حاصل ھے

غزل

احتضارم ھنوز باقی ماند — باتو کارم ھنوز باقی ماند
آمدی تو و من ز خود رفتم — انتظارم ھنوز باقی ماند
گو کہ طالع شد آفتاب رخت — شب تارم ھنوز باقی ماند
منقضی شد تمام عرصۂ حشر — کار و بارم ھنوز باقی ماند

---

* (ن) اس پہ

تتمه

نشیندی تو و نه گفتم من — گرچه کارم هنوز باقی ماند
رفت برباد لیک دردل تو — از غبارم هنوز باقی ماند
همه گیر نه عبرت از من اثر
اعتبارم هنوز باقی ماند

غزل

دل سے فرصت کبھو جو پائیے گا — حال اپنا تجھے سنائیے گا
دل چراتے ہی تم چرائی آنکھ — ابھی آگے تو جی چرائیے گا
نظریں ہر ایک سے لڑاتے ہو — تک تو آنکھیں ادھر ملائیے گا
دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے — آپ پرکچھ نہ جی میں لائیے گا
کون ہو، لیے چلے ہو کس لئے دل؟ — نام اپنا ذرا بتائیے گا
قصد اپنا جو تھا سو ہو نہ سکا — کہ تجھے اپنے گوں بنائیے گا

قطعہ

تیرے وعدوں کو اعتبار کیا — جھوٹی ناحق قسم نہ کھائیے گا
صاف کہدیجے مختصر اتنا — آئیے گا کہ یا نہ آئیے گا
اٹھہ گیا ہے سبھی طرف سے دل — اوس طرف آوے تو بیٹھائیے گا
اور تو سب خیال جی سے مٹے — یہ بھی خطرا ترا میٹھائیے گا
اس کی صحبت میں غیر آنے لگے
اب اثر آپ وہاں نہ جائیے گا

غزل

خامشی چوں قلم بیان منست — بےزبانی اثر زبان منست
درمن و او زبس جدائی نیست — چوں نگیں نام او نشان منست
ناز و جور و جفا ازآن تو — عاجزی و وفا ازآن منست
رشکہا صد دشمن است نیز ہماں — آں کہ بسیار مہربان منست

* (ن) کا

دلربایم نسودہ دلداری — اے عجب دزد پاسبان منست
چہ غبار بلند پروازم — خاطر یار آشیان منست
پاس و دلجوئیم گہے نکند — بسکہ آں شوخ قدر دان منست
نشنیدی بخواب هم گاهی — بیوفا آنچہ داستان منست
اول دفعہ جان ربود هنوز — بد گمانم در امتحان منست
عیب پوش هزاردشمنی است — دوستئی کہ در زمان منست
هر کجا بگزری بزیر پا — مثل نقش قدم مکاں منست

رمقی ماندہاست چندان نیست
جان من باش تاکہ جان منست

آہ پیارے میری یہ حالت ھے — اور تیری وھی جہالت ھے
پر تیرے در پہ میں تو آن پڑا — کوئی جاتاھوں یہاں سے اب تو اڑا
تیرے تالے نہیں میں تلتا ھوں — آگراھوں سو کوئی چلتا ھوں
منہ کدھر مجسے اب چھپائیگا — کیا بھلا گھر کو چھوڑ جائیگا
ابھی تجسے تو کام باقی ھے — دل کی حسرت تمام باقی ھے
تک ذرا مجکو مر تو لینے دے — آرزو دل کی کر تو لینے دے
تیرے در پر بھلا نبڑ تو چکوں — کسو گوشے میں یہاں کے گڑتو چکوں
کوئی دم کو تو آپ ھی جاؤگے — کاھیکو پھر ادھر کو آؤگے
منہ جواس وقت مجسے موڑوگے — کیامیرے ھاتھوں گھر کو چھوڑوگے
نہ لگے دل تو خیر زور نہیں — گھر تمہارا ھے میری گور نہیں
ایسی حالت میں چاھو چھوڑ چلو — دل شکستہ ھے اور توڑ چلو
میں تو بیٹھا بقول حضرت کے — دیکھتا ھوں تماشے قدرت کے

غزل لہ مدظلہ

مرگ با زیست کارھا دارد — زندگی انتظارھا دارد
هر زماں از شکستہ رنگیہا — چمن ما بہارھا دارد
آستاں بوسیش محال و دلم — ذوق بوس و کنارھا دارد
نکشم باز بادہ اے ساقی — نشہ رنج خمارھا دارد °

بیقرارم نبوده است چنین — آنکه با من قرارها دارد
دل من ساده است و هر ساعت — خاطر او غبارها دارد
پا بدامان گوشه گیری کش — دامن دشت خارها دارد
نزنم دم ز بیم همسایه — آه ازبس شرارها دارد
بنده در شهر عشق مفلس نیست — نقد داغش هزارها دارد
بر نشانه خدا کند که خورد — تیر آهم گذارها دارد

میرود باز درد در کویش
چه کند اضطرارها دارد

دل میرا اب نہیں ہے کہنے میں — مرنے لگتا ہے گھر کے رہنے میں
نکلے جاتا ہے اختیار سے اب — نہیں تھمتا ہے اضطرار سے اب
لیک تو آپ دوڑے جاتا ہے — دوسرے مجکو کھینچ لاتا ہے
جب ادھر قصد راہ کرتا ہے — ہر قدم دھرتے آہ کرتا ہے
اب جو آیا تو یہاں سے پھر نہ تلے — گڑ کے بیٹھے کہیں ہلے نہ چلے

غزل

دل بریں آستانہ افتاد است — چہ قدر بیکسانہ افتاد است
واقعی گریہ ام بحال خود است — درد ہجراں بہانہ افتاد است
مرغ دل نیست واقف از پرواز — در قفس ز آشیانہ افتاد است
چکنی ناصحا تو معذوری — کار باکس ترا نہ افتاد است
کارم از دست رفت چونکہ ترا — زلف در دست شانہ افتاد است

رحم می آیدم بحال اثر
کہ دلش عاشقانہ افتاد است

اور تجھہ میں پڑی ہے معشوقی — دل میں آکر آڑی ہے معشوقی
حسن کا اب ہوا زیادہ غرور — عاشقوں پر پڑی نگاہ قصور
حال عاشق پہ رحم کھاتا تھیں — گاہ بیگاہ منہہ دکھاتا نہیں
جب سے ہر دل تو ہوگیا ہے عزیز — ہوس و عشق کی رہی نہ تمیز
اس سے آگے یہ کاروبار نہ تھا — روز دل کا نیا شکار نہ تھا

دل ربائی علی العموم نہ تھی — خود نمائی علی العموم نہ تھی
یوں دلوں پر نہ کی تھی جلوہ گری — بند تھی ایک شیشہ میں یہ پری
شہرۂ حسن کی نہ تھی یہ دھوم — اور تو کیا تجھے نہ تھا معلوم
میں ہی تھا تیری گرم بازاری — کوئی کرتا نہ تھا خریداری
میری دولت تو خود شناس ہوا — تب تجھے اپنا اتنا پاس ہوا
کھل گئی تجھ پہ اپنی سب خوبی — آ گئے سارے ناز محبوبی
دلبری کی طرح جو آئی ہاتھ — خرچ کرنے لگا ہر ایک کے ساتھ
اب جو دیکھا تو شور و غوغا ہے — جس طرف دیکھو حشر برپا ہے

غزل

بردرت شور داد بیداد است — ہر طرف صد ہزار فریاد است
عاشقاں را برائے درد و اثر — نالۂ عندلیب ارشاد است
بستۂ بادل شکستہ جناح — شد فرامش ترا مرا یاد است
جور از وے زمانہ آموزد — آں ستمگار سخت استاد است

قطعہ

ہمہ مردند لیلی و شیریں — نام مجنوں نہ نام فرہاد است
عشق در گور حسن درتہ خاک — دوستیہا تمام برباد است
زندہ باشی غنیمت است اکنوں — کہ جہاں از من و تو آباد است

نیست پابند عقل و ہوش اثر
مرد دیوانہ است و آزاد است

اپنے کوچہ میں پھر پھر آنے کو — منع مت کر تو اس دوانے کو
بلکہ قابل ملاپ کے اب ہے — کہ اسے کچھ غرض نہ مطلب ہے
بے سبب لت ہے یہاں کے آنے کی — دور سے تجھ کو دیکھ جانے کی
صرف حیرت سے دید کرتا ہے — کچھ نہ گفت و شنید کرتا ہے
اب خوشی کو نہیں یہ آتا ہے — بلکہ کچھ اور دکھ ہی پاتا ہے
آنے دے کیا تیرا یہ لیتا ہے — الٹے اپنی ہی جان دیتا ہی
کیا ہوا بار بار آتا ہے — کچھ تجھے تو نہیں ستاتا ہے

جب که تیرے حضور آوے ھے
آپ اپنی سزا یه پاوے ھے

غزل

جبکه ایدھر تری نگاہ پڑی — میرے ھی دل په میری آہ پڑی
بیطرح کچھه سرے ھی جاتا ھے — دل په حالت عجب تباہ پڑی
تو کرے اب نباہ یا نه کرے — اپنے ذمه تو یہاں نباہ پڑی
دمبدم یوں جو بد گمانی ھے — کچھه تو عاشق کی تجکو چاہ پڑی
تیرے کوچه میں آے بن نه رھے
اب تو یہاں کی اثر کو راہ پڑی
نہیں اوس کو نگاہ میری طرف — کھینچ لاوے ھے مجکو تیری طرف
پر مجھے آے گا نه کچھه حاصل — چین پاتا نہیں ھے اب یه دل
گرچه آگے بھی کچھه نه کرتا تھا — اپنی حسرت میں آپ ھی مرتا تھا
شوخیت گرچه بر درید نقاب — حیرت از چشم بر نداشت حجاب
بے حجابی ترا حجاب بس است — پردہ برداشتن نقاب بس است

غزل

اے پریرو برخ نقاب مبند — حیرت اینجا هزار پردہ فگند
عاشقاں را دریں همه گلزار — نالۀ عندلیب گشت پسند
چشم بد دور خال می سوزد — ز آتش حسن بر رخ تو سپند
بچه می بست اینقدر دلها — گر نبودے چنیں ز زلف کمند
از خدا ترس اے بت بیدرد — برمن زار شاد شاد مخند
دشمناں هم بدشمناں نکنند
دوستاں آنچه با اثر کردند
سب یه تیری ھی دوستی نیں کیا — ورنه میں نیں تو کیا کسو کا لیا
صرف تیری ھی دوستی کے سبب — ھوئی ھے خلق سارے مجه په غضب
پر مجھے اس کا کچھه نہیں ھے خیال — نه کسو سے جواب ھے نه سوال

دل پہ غالب ہوئی ہے بیہوشی — ہے سبھی بات کی فراموشی
اب تو حیرت مجھے رہے ہے بڑی — اور کی بھولی اپنی ایسی پڑی
تھا یہی حال گرچہ مدت سے — دل پہ حیرت رہے ہے شدت سے
سیر ہرچند کر نہ سکتا تھا — منہ کو حیرت سے یوں ہی تکتا تھا
پر بھلا کچھہ تو دید ہوتی تھی — تیرے دیکھے کی عید ہوتی تھی
آہ وہ بھی کوئی زمانا تھا — دل میں حیرت کا جو ٹھکانا تھا
اب جو بالفعل دل کی حالت ہے — ویسی حیرت بھی ہو غنیمت ہے
کون ہے یہاں کہ ہووے اب حیران — خانۂ دل ہی ہوگیا ویران
دل کبھی آپ میں جو آتا تھا — تجھہ تلک مجکو بھی یہ لاتا تھا
اب کسو پاس میں نہ جانے کا — لطف ہے نے کسو کے آنے کا
دل کو حاضر کبھو جو پاتا تھا — حال اپنا تجھے سناتا تھا
اب اکیلے خفا جو رہتا ہوں — کبھو کچھہ کوی شعر کہتا ہوں

غزل

ہم ہیں بے دل دل اپنے پاس نہیں — آہ اس کا بھی تجھہ کو پاس نہیں
تو بھی بہتر ہے آئینہ ہم سے — ہم تو اتنے بھی روشناس نہیں
پوچھو مت حال دل مرا مجھسے — مضطرب ہوں مجھے حواس نہیں
بیوفا کچھہ تری نہیں تقصیر — مجکو میری وفا ہی راس نہیں
قتل میرا ہے تیری بدنامی — جان کا ورنہ کچھہ ہراس نہیں
ہیگی وحشت یہ اپنے ہی دلمیں — روز وشب ورنہ کچھہ اُداس نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے
پر اثر کی ہمیں تو آس نہیں

نوبت بآن درجه رسیدن حالت عاشق ناشاد و نا مراد
که بالفرض اگر یار بسلوک و مدارات گراید و
بخوبی صحبت و ملاقات هم نماید آن بخود
از خویش رفته باز بخود نیاید

دل مرا بیحواس رہتا ہے — رات دن اور اداس رہتا ہے

گو کہ آوے تو مہربانی سے حال پوچھے بھی قدر دانی سے
لطف سے آن کے تو بیٹھے پاس پر مجھے اب کہاں ھیں ھوش و حواس
اس جہاں سے ھی جا چکا اب میں تو تو آوے پہ آچکی اب میں
تو سلامت رہے پہ میں نرھا دیکھ لینا غلط نہیں میں کہا
میں نہیں مانتا کہ تو ادھر آوے آپ میں مجکو پر کہاں پاوے

غزل

جب تلک تو ادھر کو آوے گا تب تلک یہاں توجی ھی جاوے گا
قہر طوفان ہے مرا گریہ ایک عالم کو یہ ڈبا وے گا
کون ھے وہ کہ خیر خواھی سے حال میرا تجھے سناوے گا
دیکھ لیجو یہ انتظار مرا ایک دن تجکو کھینچ لاوے گا

قطعہ

تو نیں بندہ سے جو سلوک کیا بت کافر خدا سے پاوے گا
یاد رکھنا بھلا نہ مل بہتر پر کبھو تو خدا ملاوے گا
جسقدر ھوسکے ستا لے تو جب یہ بندا بھی کچھ ستاوے گا
اثر اب تو ملے ھے تو اس سے
پر یہ سلسلا مزا دکھلاوے گا

زیست ھونی تعجبات ہے اب مرھی جانا بس ایک بات ہے اب
دور میں تیرے ھے وو کچھ اندھیر نہیں معلوم دن ہے رات ہے اب
دل ہے زندہ نہ جی ھی جیتا ہے زندگی بدتر از ممات ھے اب
اتنے بے دید بے شنید ھوے نہ توجہ نہ التفات ہے اب
ھجر کیسا وصال ھو بالفرض کچھ ھی صورت ھو مشکلات ہے اب
جی ھی لینا بلطف ہے منظور اسقدر جو تفضلات ہے اب
جیتے جی تو رھا وصال محال مرچکے پر توقعات ہے اب
کچھ نہ پوچھو اثر کی بے چینی
نہ سکونت* ہے نے ثبات ھے اب

* سکون کے معنوں میں ھے

ہو چکی خیر جو کہ ہونا تھا — جس کا مجھہ کو ہمیشہ رونا تھا
اب ملاقات بھی ہوئی تو کیا — سب مکافات بھی ہوئی تو کیا
عشق نہیں تیری اور حالت کی — نہ سمجھہ اس کو جون انالیلیٰ
کس کی لیلیٰ کہاں کا مجنوں ہے — یہ تو کچھہ اور تازہ مضمون ہے
دل کو اب میں نہیں یہاں تلک مارا — راکھہ جل کر ہوا یہ انکارا
تو سہی خاک بھی کروں برباد — تو بھی اس بات کو بھلا رکھہ یاد
اب تو بالفرض تو گر آن ملے — ہوویں شکوے نہ میری جان گلے
بیخبر دم بخود رہوں تو رہوں — یا مگر اس قدر کہوں تو کہوں

لہ مد ظلہ

پیارے اس وقت تم تو آہ ملے — نہ رہا دل ہی جب کہ میرے کلے
مرگیا پر بتوں سے کچھہ نہ بنی — اب اثر کی خدا سے خوب بنے

غزل

لے گئے اپنے ساتھہ زیر زمیں — خواہشیں سب یہ دلکی دل میں رہیں
اب ملاقات میری تیری کہاں — تو تو آوے بھی یہاں پہ میں تو نہیں
بیوفائی کا کچھہ گمان نہ تھا — ایک تھا تجسے جور کا تو یقین
مارتی ہے یہ جی کی بے چینی — یارب آرام دل کو ہووے کہیں
ایک تیرے لئے میں ساری عمر — سب کی باتیں ہزارہا تو سہیں
نہ رہی دل میں بس کوئی خواہش — آرزو اس سوا کچھہ اور نہیں
ہجر کی رات مثل شبنم وشمع — روتے روتے ہی گذری صبح تئیں

عاشقی اور عشق کی باتیں
سب جہاں سے اثر کے ساتھہ گئیں

غزل

چوں شرر تا بخود نظر کردم — چشم وا کردم و سفر کردم
بیخبر گشتہ ام خبر کردم — الغرض قصہ مختصر کردم
آہ از من مپرس اے ظالم — کہ چساں زندگی بسر کردم
نالہ و آہ و گریہ و زاری — روبروئے تو ہر قدر کردمؒ

این همه هیچ اثر نکرد مگر ۔ بیدماغت زیادہ تر کردم
سینه و داغ زندگانی و غم ۔ یکدگر صرف یکدگر کردم
ضبط تا چند هرچه بادا باد
اثر اکنون من آه سر کردم

غزل

دعوی ٔ عاشقی هر آنکه کند ۔ سود بیند بهر زیاں که کند
دل نماند است سخت حیرانم ۔ قاصد اشک را رواں که کند
آه هرجا دل است مائل اوست ۔ پاس بیچارہ عاشقاں که کند
مردم دیده خود در افشانید ۔ راز دل را دگر نہاں که کند
باغباں چوں همیشه نیست بہار ۔ اندریں باغ آشیاں که کند
سخت نازک مزاج گشت دلم ۔ ناز برداری ٔ بتاں که کند
هم نشیناں همه رقیبانند
با تو حال اثر بیاں که کند

غزل

نفع یہاں تو گماں اپنا ہے ۔ سود بیشک زیاں اپنا ہے
شورش اشک و آہ کی دولت ۔ سب زمین آسماں اپنا ہے
تیرے کوچه میں مثل نقش پا ۔ هر قدم پر مکان اپنا ہے
ایک دم سے لگی ہے کیا کیا کچھه ۔ جان ہے تو جہان اپنا ہے
خوب اپنے تئیں سمجھتا ہے ۔ هر کوئی قدر دان اپنا ہے
مدد اشک سے بسان حباب ۔ جسم تخت روان اپنا ہے
جسطرح هووے تجهه تلک پہنچیں ۔ بس یہی آرمان اپنا ہے
هاتهه میں رکهه میاں نگین دل ۔ اس میں نام و نشان اپنا ہے
غیر کا تو کہاں سے دوست هوا ۔ دشمن اپنا گمان اپنا ہے
دل نہیں مجهه سے اثر کیا سو کیا
کیا کہوں مہربان اپنا ہے

بیان محویت عاشق بے خبر و فنائے نام و زوال عین و اثر

غم نہیں تیرے مجھے ہلاک کیا　　دل کو سارا جلاکے خاک کیا
اب نہ میں ہی رہا نہ دل ہی رہا　　یاد رکھنا بھلا یہ میرا کہا
جھوٹ ہوگا تو آزما لینا　　کھونٹ ہوگا تو خوب تا لینا
اب نہ اپنی خبر نہ دل کی خبر　　ہوگیا ہے زوال عین و اثر
میں رہا ہوں تو کچھہ خبر ہووے　　دل رہا ہو تو اب اثر ہووے
اب مرا نام ہی رہا نہ نشاں　　کوئی مجھکو جو ڈھونڈے پاوے کہاں
دل نہیں پائی ہے میری خوب فنا　　وہ جو میں نیں کہا تھا اب وو ہوا
اثر اتنا تو کام کیجئے گا　　کام اپنا تمام کیجئے گا
شکر للہ کہ آپ ہی کام ہوا　　خود بخود کام یہاں تمام ہوا
قصد اپنا یونہیں تھا بیہودہ　　سچ ہے حضرت کا میرے فرمودہ

له مد ظله

کام یہاں جس نیں جوکہ ٹھہرایا　　جب تلک ہووے آپ ہی کام آیا
بیطرح کچھہ اُلجھہ گیا تھا دل　　بیوفائی نیں تیری سلجھایا
آنسو کب تک کوئی پئے جاوے　　اس محبت نیں بہت جی کھایا
دشمنی میں سنا نہووے گا　　جو ہمیں دوستی نیں دکھلایا

ہم نہ کہتے تھے منھہ نہ چڑہ اس کے
درد کچھہ عشق کا مزا پایا

حال یہ کچھہ تباہ رہتا ہے　　تس پہ قصد نباہ رہتا ہے
جان سے بھی گذرگئی نوبت　　نہ گئی تس پہ بھی تری الفت
ایک مدت سے آہ مرتا ہوں　　آج تک پر نباہ کرتا ہوں
دل بیتاب کو قرار نہیں　　کچھہ مرا اس میں اختیار نہیں
نہیں کچھہ اس میں واسطہ تیرا　　نہ تکلف نہ قصد ہے میرا
دل کے اوپر کسو کا زور نہیں　　ورنہ سوجھی ہے کوئی کور نہیں

گرے اندھوں کی طرح چاہ کے بیچ — کیا کرے بس نہیں ہے چاہ کے بیچ
آ پھنسا جو کہ دام الفت میں — جا پڑا پھر تو وہ مصیبت میں
مرتے مرجائے پر نہ چھوٹ سکے — رشتہ دوستی نہ ٹوٹ سکے
مار ڈالا ہے اس محبت نیں — جان کھایا ہے تیری الفت نے
اپنے حضرت کا سب یہ فرمانا — بعد مدت کے میں نیں اب جانا

له مد ظله

مجکو تجسے جو کچھہ محبت ہے — یہ محبت نہیں ہے آفت ہے
لوگ کہتے ہیں عاشقی جس کو — ہم جو دیکھا بڑی مصیبت ہے
آپھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں
درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے

حال جو کچھہ ہے مجھ دوانے کا — نہیں قابل ترے سنانے کا
اتنی کردی ہے اب خبر تجکو — نہ کرے یا کرے اثر تجکو
اب اثر کو کہاں سے میں لاؤں — ڈھونڈھوں کیدھر کہاں اوسے پاؤں
اس جگہہ تو نہ میں نہ تو ہے اب — بس کہیں اور گفتگو ہے اب
کام جس سے ہے اول و آخر — ہے مددگار باطن و ظاہر
تھام لیوے وہی اثر کے تئیں — کرے آگاہ بے خبر کے تئیں
اے میرے پیر میں نیں کی ہے خبر — ہے یہ وقت مدد کہ آہ اثر

له مدظله

درد از خویش میرود اکنون — مگر آیٔ و رفتنش ندهی

نمودن خبر بدل غم پر و رد از بودن اثر در ذیل و طفیل
درد و فر مودن قطعه نظر از بیدرداں دل سرد
و بیان تاثیرات و اثر جناب حضرت
درد مد ظله العالی

بسرع کر اے دل زیادہ چھیڑ نہیں — کو تری بات کو نبیڑ نہیں

ساتھہ اپنے سمجھ بکاوے ھے | یونہیں بیہودہ سر پھراوے ھے
کہیں خاموش ھو خدا کو مان | اسقدر بھی تو وہ نہیں انجان
بس زبان بند کر خدا سے تو ڈر | کوی ھوگا کہے سنے سے اثر
یہ کہاں کی ھے بات ذکر نہ کر | درد ھوگا جہاں نہ ھوگا اثر؟
درد ھے باعث وجود اثر | درد ھے موجب نمود اثر
درد ھے ھادی و دلیل اثر | درد ھے حامی و وکیل اثر
درد دل میں جہاں کہیں ھوگا | اثر البتہ یہ وھیں ھوگا
درد ھوگا جنہوں کے دل کے بیچ | ھے اثر بھی انہوں کے دل کے بیچ

غزل

عاشقم کارو بار من درد است | حاصل روزگار من درد است
پیش عشاق چوں دل عاشق | موجب اعتبار من درد است
چہ غم از بیکسی و تنہائی | مونس و غمگسار من درد است
گو دماغی مرا بسیر چمن | ھمہ باغ و بہار من درد است
نیست پہلو نشین من دل من | ھمگی در کنار من درد است
نقش بند محبت یارم | ھمہ نقش و نگار من درد است
عہد و پیماں دگر نمی دانم | ھمہ قول و قرار من درد است
میکشاں در بلا کشی آیند | نشۂ بے خمار من درد است
نفریبد مرا دو روزہ نشاط | خوشیٔ پایدار من درد است
نکنم صید ھیچ زاغ و زغن | باز عنقا شکار من درد است
نیست میلم بلذت دنیا | درد دل داغدار من درد است
نخورم من فریب عیش و نشاط | راحت بیشمار من درد است
نیست درفم کسے مصاحب من | صاحب نامدار من درد است
میگریزم ز راحت و آرام | درد دل بیقرار من درد است
نے کسے یار و نے کسے اغیار | شکر للہ کہ یار من درد است
نیست پروائی دوستداری کس | درجہاں دوستدار من درد است

بس وسیلہ اثر برائی نجات
در بساط و شمار من درد است

ہے یہی شوق دمبدم میرا — کہ سنے آن کے الم میرا
درد عاشق دلوں کا صاحب ہے — الم اوس کے سبب مصاحب ہے
ایک جا بیٹھیں دردمند بہم — دیکھیں آکر اثر کا درد و الم
گرم صحبت یہ درد مند کریں — بات آپس کی سن پسند کریں
درد بیدرد سے نہ مجھکو کام — ایسے دل سرد سے نہ تجھکو کام
یاد جانم فدائے نام درد — یاد دارم من این کلام درد

لہ مد ظلہ

ورد یومی بزاهد ارزانی
ذکر لیلی بس است مجنوں را

گرمی دل تو آہ و نالہ ہے — درد بن دل خنک ہی پالا ہے
درد بن دل ہیں ان کے جوں مردہ — درد بن خاطریں ہیں افسردہ
درد مندوں کی بات جانتے نہیں — عشق کی حالتوں کو مانتے نہیں
کب یہ سمجھیں ہیں حرف زندہ دلاں — ان کو فہمیدہ بات کی ہے کہاں
درد کی قدر مرد جانتے ہیں — درد کو اہل درد مانتے ہیں
درد سے ہیگی زندگانیٔ دل — درد سے ہے سدا جوانیٔ دل
درد ہی شمع خانہ دل ہے — درد گرمیٔ بزم و محفل ہے
درد سرمایۂ محبان ہے — درد پیرایۂ محبان ہے
درد ہے عاشقوں کے دل کی بساط — درد ہے عاشقوں کا عیش و نشاط
درد سے دل کی زندگانی ہے — درد سے عمر جاودانی ہے
درد سے ہی تو جاگتا جی ہے — درد سے خوبی زندگی کی ہے
درد دل کو کرے ہے آئینہ — درد دل کو کرے ہے بے کینہ
درد دل کو گداز کرتا ہے — جاں سراپا نیاز کرتا ہے
درد دل کو جلا کے پاک کرے — درد حرص و ہوا کو خاک کرے
درد دنیا سے دل کو چھڑاوے — درد اللہ کی طرف لاوے

درد اللہ کا خیال لگائے | خواب غفلت سے غافلوں کو جگائے
درد سے معتبر عبادت ہے | درد سے ہی قبول طاعت ہے
اے میرے پیر میں تیرے قربان | صدقے ہر بات پر تیرے دل وجان

لا مد ظلہ

گر نہ عفو تو عذر خواہ بود | طاعت ما ہمہ گناہ بود
ننویسند نامۂ عملم | عضو عضوم ز بس گواہ بود
عزت صاحب زبان سخن است | شمع خاموش روسیاہ بود
ہیچ جا سر فرو نمی آرم | تاج باشد وگر کلاہ بود

جمع اسباب ہیچ لازم نیست
ہر گدا نیز درد شاہ بود

درد ہے موجب نجات و قبول | درد ہے واسطہ برائے حصول *
درد کا دل میں ہی ٹھکانا ہے | درد بخشانے کا بہانا ہے
درد سینہ تمام صاف کرے | درد تقصیر کو معاف کرے
درد اللہ کا ہی نام لوائے | درد حق کے طرف دلوں کو لگائے
درد حق سے لگائے دل کی لو | درد کھولے اسی طرف کی رو
تیرے بندہ وو کچھ ہیں والا جاہ | ہر گدا تیرے در کا شاہنشاہ
جس کو تم چاہو سلطنت بخشو | دونوں عالم کی مملکت بخشو
تاج بخشي ہے بخشش ادنی | دیتے ہو تم تو دیں اور دینا
یہ بھی اپنے دنی غلاموں کو | ورنہ آئے ہو اور کاموں کو
جو تمارے ہیں بندۂ درگاہ | دونوں عالم پہ کب ہے ان کی نگاہ
یہی شعر غزل سند لاؤں | پھر اسے اور طرح دہراؤں
آنچنان ہمتے اثر دارم | ہیچ جا سر فرو نمی آرم
نکنم قصد حق گواہ بود | تاج باشد و گر کلاہ بود
وہ جو مخصوص ہیں تماری غلام | ان کو بس ہے تماری ذات سے کام

* (ن) وصول

جیسے تم کو خدارسول سے راہ — خاص محض اجتبا قبول سے راہ
نسبت اہل بیت خاص یہ ہے — تمکوہاں قرب و اختصاص یہ ہے
بس ہمیں تم تلک رسائی ہے — یہ بھی بے سعی اپنے پائی ہے
کہ تمہارا ہمیں بتایا ہے — کیسا درجہ یہ ہم نیں پایا ہے
کچھ نہ مطلب کے ہیں نہ کام کے ہیں — ہم نکمے تمہارے کام کے ہیں
نہیں رکھتے ہیں کچھ ہی کاروبار — ایک تمہارا قبول ہے درکار
یہ تمہارا اثر ہے حضرت درد — ہے تمہاری ہی جوتیوں کی گرد
تم سے بس تم کو چاہتا ہوں میں — ہمت اپنی سراہتا ہوں میں
کفر و دین کافر و مسلمان کو — ذرۂ درد اپنے حیران کو
درد پر جان و دل نثار کروں — درد کے آگے صدقے ہو کے مروں

درد کی ذات پاک کے قربان
درد کے در کی خاک کے قربان

دل و جانم فدائے درد بود — ہستیم از برائے درد بود
ہر زماں لذت دگر بخشد — بر زبانم ثنائے درد بود
پایہ سرفرازیم دانی — سر من خاک پائے درد بود
سخت بیگانہ ام ز را حہتا — دل من آشنائے درد بود

ظرف و مظروف اثر یکے شدہ است
خود دل من بجائے درد بود

ترجیع بند

بسکہ بتو اخت آنجناب مرا — بندۂ درد شد خطاب مرا
دل صد پارہ در بغل دارم — باشد ازبر ہمیں کتاب مرا
نالۂ عندلیب و نالۂ درد — می نمایند فتح باب مرا
درد مندم غلام حضرت درد — نبود میل خورد و خواب مرا
گریۂ جاں گداز من چوں شمع — ہمگی دادہ آب و تاب مرا
زیں گنہا ہاں بے حساب و شمار — نفتد کار با حساب مرا
بہتر از جام جم ز دولت درد — باشد ایں دیدۂ پر آب مرا

مست سرشار از مے دردم　　هست خون جگر شراب مرا
چون نمک خوار حضرت دردم　　دل بریان بود کباب مرا
تحت اقدام ملجا و ماوای
تا درش مرجع و مآب مرا

بسکه قربان نام پیر خودم　　خاک اقدم خواجه مهر خودم
هستم از جان و دل غلام او　　وز ته دل فدای نام او
هر صباح و مسا کنند ادا　　جن و انس و ملک سلام او
نتوان کرد شرح مرتبه اش　　برتر از فهم ما مقام او
حضرت جامع جمیع کمال　　قرعهٔ فال زد بنام او
ساقی کوثر از شراب طهور　　همه لبریز کرده جام او
کنه هر امر روشن از سخنش　　مرشد مرشدان کلام او
دین و ایمان و آسمان و زمین　　همه قایم شد از قیام او
هست آزاد واقعی بجهان　　هر که گر دید اسیر دام او
ناصر ما امام ما همه اوست　　حضرت ناصر است امام او
درد جانست و حرز ایمان است
نام با عز و احترام او

پیر من خواجه میر درد بود　　پیر و اوست هر که مرد بود
بسکه جانم بود فدای درد　　گرد آید همه بجای درد
هر که بیند مرا بدرد آید　　هستیم هست رونمائی درد
قلب و قالب تصدق نامش　　جان و تن گشته آشنای درد
بندهٔ دردم و غلام درش　　گرد نعلین و خاک پای درد
نسبت قرب خاص کرده عطا　　نتوان کرد او اثنای درد
بسکه نور مجرد است و لطیف　　قوت روحی بود غذای درد
دو جهان در نظر نمی آرد　　فخر شاهان بود گدای در
دل و جانم بدر آمده است　　گشته ام خلق از برای درد
مشتی از خشک استخوان دارم　　گر قبولم کند همای درد
بسکه رویافتم فدای قلب　　خود دل من بود بجای درد

دل من درد و جان من درد است
من ز درد و ازآن من درد است

هم دوا هم شفاے من درد است　　　هرچه هست از براے من درد است
کرد رفع حجب ز پیش نظر　　　مرشد رهنماے من درد است
غم دنیا میان دل نگذاشت　　　مونس غم زداے من درد است
نفتد عقدۂ بکار دلم　　　همه مشکل کشاے من درد است
سر نیارم بزیر افسر و تاج　　　ظل بال هماے من درد است
در هوایش پرم بجان و دل　　　کاهم و کهربائے من درد است
نالۂ درد و آه سرد کشم　　　هادی و پیشواے من درد است
می سپارم باو سفینۂ دل　　　بخدا نا خداے من درد است
دلده و دلنواز و مونس دل　　　دلبر و دلرباے من درد است
دردمندم سخن ز درد کنم　　　حاصل مدعاے من درد است

در دلم درد بر زبانم درد
دین و ایمان و جسم و جانم درد

سخن درد بر زباں دارم　　　شمع ساں گرمیٔ بیاں دارم
سر بسر در گرفت آتش عشق　　　دل بیتاب شعله ساں دارم
نالهاے رسا بدولت درد　　　آں سوے هشت آسماں دارم
بسکه خوگر شده بلذت درد　　　دل سزاوار امتحاں دارم
هست رشک هزار فصل بهار　　　نو بهارے که در خزاں دارم
بیقرارم نموده سوزش عشق　　　برق آسا دل طپاں دارم
با رفیقاں کنم زیارت درد　　　ناله و آه همرهاں دارم
مرغ روحم بلند پرواز است　　　بر در درد آشیاں دارم
پاے برتر نهم ز اوج فلک　　　سر بریں خاک آستاں دارم
اثر درد عندلیب خودم　　　من گمنام ایں نشاں دارم

میر من درد پیر من درد است
حضرت خواجه میر من درد است

مالک جسم و جان من درد است　　　همه روح و روان من درد است

باطن و ظاهر است جلوهٔ گہش — در دل و بر زبان من درد است
بیدلان را جز او کہ می پرسد — بس فقط قدردان من درد است
با دلم کرد گرم جوشی ها — صاحب مهربان من درد است
دردمندم ز درد خورسندم — این پسندم از آن من درد است
باشد از درد قدر و منزلتم — محک امتحان من درد است
بیدلم هستیم ز درد بود — همه نام و نشان من درد است
طپش دل ز دردمندیهاست — جمله تاب و توان من درد است
هست مقبول صاحبان قبول — دلبر دلبران من درد است
ناله و آه اوست هادی راه — جرس کاروان من درد است

بندهٔ خواجه میر درد خودم
پیرو آن وحید فرد خودم

ذات او اول محمدیان — هادی و رهنمای انس و جان
آیة الله عارف بالله — کاشف کل حقایق و اعیان
صادق الوعد صادق الاقوال — واثق العهد مستقل پیمان
عالم با عمل ولیء خدا — مطمئن با یقین و با ایمان
ذوالکرامة محقق بے مثل — صاحب کشف و صاحب عرفان
راحت و انس و جان و مونس دل — صاحب درد جمله را درمان
در طریق خلوص و عین خصوص — اهل حق راست حجة و برهان
هادی خلق و رهنمای همه — هست ذات مبارک ایشان
خالق انس و جان با و بخشید — چه بلاغ مبین و حسن بیان
تا کجا گویم از* نعوت و صفات — با خبر سازمت ز نام و نشان

خواجه میر محمدی درد است
دستگیر محمدی درد است

اکنون آن به که در حضور آیم — زین شرف سر بآسمان سایم
ایجناب مقدس پیرم — دستگیر و امام و مولایم

---

* (ن) گویمت،

بر درت بودہ در حیات و ممات ‏ ‏ ‏ ‏ بچنین ادب زمین سایم
عمر در سایہ ات بسر کردم ‏ ‏ ‏ ‏ مثل امروز ساز فردایم
روز و شب چشم ظاہر و باطن ‏ ‏ ‏ ‏ جز سوے این جمال نکشایم
از تمامی وساوس و خطرات ‏ ‏ ‏ ‏ پاک یکسو شدہ بیا سایم
جز تو حرف و حکایتے نکنم ‏ ‏ ‏ ‏ بکسے حال جز تو ننمایم
سروکارم بہ ہیچ کس نبود ‏ ‏ ‏ ‏ صرف قربان این سراپایم
لایق قرب خاص گرچہ نیم ‏ ‏ ‏ ‏ کنف لطف ساختی جانم
قبلہ و کعبۂ بہ ہر دو جہاں ‏ ‏ ‏ ‏ بتو وابستہ دین و دنیایم

نور ناصر تو قبلہ گاہ منی
ہم بدنیا و دین پناہ منی

با اثر دردی و تو سر پدر ‏ ‏ ‏ ‏ از توام شد زوال عین و اثر
جسم و جان را فدائے درد کنم ‏ ‏ ‏ ‏ ورنہ از ہستیم مراچہ خبر
اے خداوند وہب تاج و لوا ‏ ‏ ‏ ‏ رونق و زیب عرشہ و معبر
باد ذاتت مدام در دو جہاں ‏ ‏ ‏ ‏ بر سر این غلام ظل گستر
بحضورت کنم زمین سائی ‏ ‏ ‏ ‏ خاک پاے تو بر سرم افسر
توئی ابن الامام ناصر دین ‏ ‏ ‏ ‏ نائب و جانشین پیغمبر
شدۂ با امام اشبۂ تام ‏ ‏ ‏ ‏ نتواں کرد فرق ہمدیگر
من من گفت آن امام ترا ‏ ‏ ‏ ‏ اے دل عندلیب و لخت جگر
سر بسر عین ناصری بیشک ‏ ‏ ‏ ‏ چشم و گوش و زبان و ہوش و بصر
غیر تو در جہاں کسے نبود ‏ ‏ ‏ ‏ پدر و پیر را چنین مظہر
پدر من توئی و پیر توئی ‏ ‏ ‏ ‏ ناصرم تو و خواجہ میر توئی

مناجات بہر نجات از تعلقات غیر و انجام بخیر خوبی

حق مرا خاتمہ بخیر کرے ‏ ‏ ‏ ‏ دور سب دوستیء غیر کرے
ان بتوں کے خیال میں نہ مروں ‏ ‏ ‏ ‏ اپنے اللہ کو میں یاد کروں
میرے صاحب کے نام کا صدقا ‏ ‏ ‏ ‏ اور اس کے کلام کا صدقا

لہ مد ظلہ

بت پرستی ہے اب نہ بت شکنی
کہ ہمیں تو خدا سے آن بنی

جارہی بات اب کہیں کی کہیں
قصہ کیا تھا مجھے خبرہی نہیں
بیوفائی نہ سمجھیو اس کو
پیار سائی نہ سمجھیو اس کو
زہد و تقوی ہے یہ نہ فسق و فجور
اور ہی چیز ہے سمجھہ سے دور
کون سمجھے اسے قسم بخدا
سارے عالم سے ہے یہ بات جدا
درد نیں کردیا تمام گداز
کھول دی سب حقیقت اور مجاز
کون معشوق کون شاہد ہے
اب سخن کا خدا ہی شاہد ہے
کون وہ، کون میں، کہاں کا عشق
کیا کہوں ہے جو ہے جہاں کا عشق
درد کی خدمت و غلامی سوا
اور اس کی جناب سامی سوا
ہو جو یا رب کسو سے کام مجھے
تیرا دیدار ہو حرام مجھے
میں تو ہوں ہیچ محض ناکارہ
ننگ خلقت غریب بیچارہ
نہیں مجھہ میں کوی ہوا و ہوس
ہے فقط درد کی غلامی و بس
نہیں میں تو کسوہی کام کا ہوں
کچھہ نہیں ہوں پراس کے نام کا ہوں
بس یہ تھوڑا نہیں بن آیا ہے
مجھے اوس کے لئے بنایا ہے
سر بسر اوس کی ہی نوازش ہے
سب اسی بات کی نوازش ہے
ہے وہ مقصود میں ہوں اس کا ایاز
بندہ پرور ہے وہ غریب نواز
ہے اوسی کا قبول میری بساط
ہے اوسی کی رضا خوشی و نشاط
ایک ادنی غلام اس کا ہوں
جوں نگیں پاے نام اس کا ہوں

غزل

گو نیم مرد اثر پئے مردم
کفش بردار حضرت دردم
گر نبودے قبول خاطر او
آہ یا رب دگرچہ میکردم
گرمئی عشق خود بجانم دہ
اے ز دنیا نمودہ دل سردم
روز میثاق ہست مد نظر
من ازاں عہد بر نمی گردم

عشق او حشر می کند برپا
درمیان دل اثر هر دم

بسکہ جانم بود فدائے درد | گرد آید ہمہ بجائے درد
ہر کہ بیند مرا بدرد آید | ہستیم ہست رونمائے درد
سر آرام و راحتم نبود | دل و جان است خاک پائے درد
قلب و قالب تصدق نامش | جان و تن گشتہ آشنائے درد

دردمندم اثر ز روز ازل
خلقتم ہست از برائے درد

دل مرا صرف درد سارا ہے | اور کا اس میں کب گذارا ہے
درد محبوب ہے مرے دل کا | درد مطلوب ہے مرے دل کا
سارے محبوب ہیں فدا اس کے | شاہ سے تا گدا گدا اس کے
درد ہی دوستدار ہے میرا | درد ہی صرف یار ہے میرا
دردھی میرے جی میں چھایا ہے | درد کا میرے سر پہ سایا ہے
آہ کیا کیا بیان کروں میں اب | دل کہے ہے زیادہ حد ادب
میں کروں اُس کی دوستی کا خیال | کب ہے قدرت مری کہاں ہے مجال
کب یہ مقدور میں نیں پایا ہے | کب یہ میرا مقام و پایا ہے
نام لوں درد کی محبت کا | ذکر چھیڑوں میں اس کی الفت کا
اپنا محبوب میں کہوں اس کو | یا کہ مطلوب میں کہوں اس کو
کب ہے درجہ کہ یار اس کو کہوں | کب ہے مند دوستدار اس کو کہوں
ہوں اثر سنگ اس کے گھر کا میں | ایک کتا ہوں اس کے در کا میں
کیا کہوں اس کی ذات والا کا | ہے وہ محبوب حق تعالیٰ کا
ذرہ کی آفتاب سے نسبت | ہے مری اس جناب سے نسبت
وصف اس کا نہیں مجال مری | کیا کہوں میں زباں ہے لال مری
یا مرے پیر میں تمہارا ہوں | حول و قوت سب اپنی ہارا ہوں
دین و دنیا مری تمہارے ہاتھہ | حضرت حق نے یوں بنایا ساتھہ
تجہہ سوا اور کون میرا ہے | آسرا صرف مجکو تیرا ہے
تجہہ سے ہی بس نباہ اسکا ہے | سارا عالم گواہ اسکا ہے

تونیں ایسی ھی دستگیری کی   پدری مادری و پیری کی
تونیں اس مہر و غور سے پالا   نہ پڑا مجکو اور سے پالا
بات جو ھے مری سو تیرے ساتھہ   تونیں ایسی ھی کی ھے میرے ساتھہ
تیری الفت نیں ایسا گھیرا ھے   کہ مجھے سب طرف سے پھیرا ھے
تونیں بندے کو یوں نوازا ھے   ایسے ناکس کو سر فرازا ھے
نہ قبولے اسے تو اور کوئی   کب کرے یوں کسو کی غور کوئی
رحم یوں مادر و پدر نہ کرے   پیر مرشد کوئی پسر نہ کرے
تیری رحمت ھی ظل رب عباد   ھیگی ھفتاد مادروں سے زیاد
یوں غلاموں سے یار باشی کی   آہ کیا کیا ھی خوش معاشی کی
یار کوئی تو نہ یوں تو یاری کرے   دوست کب ایسی دوستداری کرے
سارے معشوق کیجے صدقے نثار   سبھی محبوب تجھہ پہ ڈالے وار
عاشقوں کے تو جیسے ناز اٹھاے   بس تو ھی پاکہ بے نیاز اٹھاے
نہ رھا جی میں آرمان کوی   یوں کرے کب کسو پہ مان کوی
اے خداوند میرے بندہ نواز   ناز پرور کیا یہ تونیں ایاز
کس کا محمود اور کیسا ایاز   ھے ترا آپ ھی آپ ناز و نیاز
یہ تو ناچیز نیست محض وعدم   خود بخود ھے ترا ھی فضل وکرم
سب ترے فضل نیں ھے کام کیا   ذیل میں اپنے اوسکو تھام لیا
تونیں ناچیز کو جو چیز کیا   تب سبھی نیں اوسے عزیز کیا
یہ قبولیت اس جناب میں ھے   نام اس کا بھی ھر کتاب میں ھے
اور ھر جا جو کچھہ کہ فرمایا   دیکھنے میں سبھی کے وہ آیا
اپنے ذاتوں وگرنہ کچھہ ھی نہیں   خیر تیرا ھے ورنہ کچھہ ھی نہیں
فضل حق کا میں کیا بیان کروں   صدقہ قربان جی و جان کروں
تجسے محبوب سے ھے کام مجھے   دولت وصل ھے مدام مجھے
ھے یہی حسن ایک سا ھر حال   قابل عشق ھے یہ حسن وجمال
گلشن عندلیب کا گلزار   ھے یہی پھول گل ھمیشہ بہار
نہیں ھوتی یہ صحبت رنگین   نہ ھوئی ھے نہ ھوگی اور کہیں
کونسا رنگ پھر نظر میں چڑھے   کسطرح دل نہ تیرا کلمہ پڑھے

ہے سبھی بات میں تو مد نظر   کیا کرے کوی اور چیز اثر
روز و شب کوی بات تیرے سوا   نہیں در پیش آتی شکر خدا
تیرے صدقے سے دید رہتی ہے   خوشیٔ دل سے عید رہتی ہے
حق اثر کو یونہیں تمام کرے   بس اسی میں جئے اسی میں مرے
جز دعا اور کیا غلام کہے   اس پہ سایہ ترا مدام رہے
تو ہے آئینہ جمال الله   تجھہ میں سب جلوہ گر ہے وجہ الله
مظہر نام حق تعالیٰ کا   کوی تجھہ سا ہوا نہ ہووے گا
ہے تو قایم مقام ناصر دین   ہے تو ابن الامام ناصر دین
ناصر دین وو تیرا ناصر ہے   نور ناصر تو میرا ناصر ہے
وصف کرنا جناب ناصر کا   کب ہے مقدور مجہسے قاصر کا
بات وہاں کی میں کیا مجال کہوں   عجز سے بس زبان لال رہوں
کس کی طاقت کسے ہے تاب وتواں   اوس جگہہ ہم سبھی ہیں کل لسان
واہ کہنے کا توہی لایق ہے   بات سب وہاں کی تجہہ پہ صادق ہے
ہے سبھی بات کے مطابق تو   نالۂ عندلیب ناطق تو
تو تو خود آپ نور ناصر ہے   تجسے ہی یہ ظہور ناصر ہے
تجہ پہ اسرار سب ہویدا ہیں   سارے انوار تجسے پیدا ہیں
جوں فرشتہ ہیں سر بسجود   تو ہمارا ہے قبلہ و مسجود
اپنا معبود تجکو مانا ہے   بس یہ سر اور آستانہ ہے
تونیں کھولی حقیقت توحید   سب پہ تیری مدد تری تائید
تونیں توحید ہمکو دکھلائی   تونیں تجرید ہم کو سکھلائی
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے   تو ہی باطن ہے تو ہی ظاہر ہے
کشف و اظہار کے تو قابل ہے   حضرت عندلیب کا دل ہے
تیری غیبت و معیت وہاں   کرسکے ہے ہر ایک بات بیاں
خاص وہاں تجکو ہی رسائی ہے   اور کس نیں مجال پائی ہے
جو کہا تونیں سب وہی تو کہا   ذکر مذکور بس یہی تو رہا
جو ہے تیرے جناب کی تصنیف   ہے اوسی ذات پاک کی توصیف
وہی ہرجا جو کیجے غور کہے   جب کہے پر نئے ہی طور کہے

داد اوسکی میں کیا شعور جو دوں
تیرے سمجھانے سے سمجھتا ہوں
یہ بھی تیرا ہی فیض صحبت ہے
ورنہ کیا میری تاب و طاقت ہے
کچھہ ہی تیرے حضور میں بولوں
یا کہ عجز و قصور میں کھولوں
کہہ سکوں کیا میں اس جناب کے بیچ
بات ظاہر ہے سب کتاب کے بیچ
ہیں تصانیف اوس جنابوں کے
ذرہ توصیف اوس جنابوں کے
نالۂ عندلیب ہے دل میں
یہی درد حبیب ہے دل میں
قطعہ تاریخ کا جو فرمایا
آپ حضرت کو وہ پسند آیا
ہوا مقبول اوس جناب کے بیچ
آپ داخل کیا کتاب کے بیچ
مصرعۂ آخری بلا کم و کاست
بے تکلف پڑا عدد میں راست

قطعہ

سال تاریخ این کلام شریف
که بسوے حق انجذاب نماست
کرد الہام حق بگوش دلم
نالۂ عندلیب گلشن ماست
۱۱۵۳

دل میں رہتا ہے واردات درد
ورد جاں ہیں مصنفات درد
جو کہ علم الکتاب کو سمجھے
کچھہ ذرا اوس جناب کو سمجھے
نالۂ درد ورد ہے میرا
دل فدا اوس کے گرد ہے میرا
بات اپنی تمام آپ کہے
اور کے کہنے کی جگہ نہ رہے

لہ مدظلہ

درد می بارد از رسالہ درد
شرح درد دل است نالۂ درد
قطعہ تاریخ میں ہوا جو ابھی
فیض اوس کے کلام کا ہے سبھی
کرد الہام حق بگوش اثر
این کلامیست کز حبیب منست
گوش کن از سر صفا و صدق
نالۂ درد عندلیب منست
۱۱۹۰

ایک ہے یہ رسالہ نالۂ درد — دوسرا اس کے ساتھہ آہ سرد
اور دو اِن کے جو مقابل ہیں — درد دل اور شمع محفل ہیں
الغرض ہر کلام حضرت کا — کھولتا ہے مقام حضرت کا
عاشقان خدا کو درد دل — بات سے اوس کی ہووے ہے حاصل
درد جو دستگیر میرا ہے — حضرت خواجہ میر میرا ہے
اوسکی ہی ذات نور ناصر ہے — سب اوسی سے ظہور ناصر ہے
مرشدم مد ظلہ العالی — حضرت درد پیر خواجہ میر
از جنابش کہ ہست صاحب درد — اے اثر اندکے اثر بپذیر
آنکہ ہر وقت ناصر است و معین — حضرت ماست خواجہ ناصر پیر
نالۂ عندلیب قدس شنو — ہر زماں پند سودمند بگیر
بسکہ خالص محمدی ہستی — در رہ الفت محمد میر
یا الہی زبس محمدیم — راہ بنما مرا کہ مہتدیم
حشر من ساز در محمدیاں — کہ بساطم بود ہمیں ایماں
نفس و شیطاں چساں کند گمراہ — خواندہ ام لا الہ الا اللہ
ایں شہادت ہمی دہم ہمراہ — کہ محمد بود رسول اللہ
باد یارب باو درود و سلام — ہم بر آلش بلا فتور مدام
بیعت من معنعن است باو — ایں رہ مرشد منست باو
زیں وساطت مرا امیدے ہست — کہ رسم تا بپاش دست بدست
من چہ باشم وسیلہ را نازم — جان خود را فدائے او سازم
فضل یا رب طفیل حضرت من — کن قبولم بذیل حضرت من
بر سرم دار مہر طلعت او — ذرۂ در دلم ز نسبت او
زدہ ام دست خود بدامن او — خوشہ چینم کنی ز خرمن او
دار بر من نگاہ شفقت او — تا کہ باشم غریق رحمت او
غرق بحر گناہ و عصیانم — دامن آلودہ تا گریبانم
خارج از حد گناہ گاریٔ من — بر تر از عد تباہ کاریٔ من
ہمہ تقصیر و جرم و عصیان است — ہمہ سہو و خطا و نسیانست
من آوارہ سخت منفعلم — ہیچ و ناکارہ ام بسے خجلم

لیک با اینهمه سیه کاری — چشم دارم ظهور غفاری
دلم افتاده است بسکه فضول — هست امید وار فضل و قبول
بهٔ که الحال در حضور آیم — با وجود همه قصور آیم
غیر حاضر از و چساں مانم — حاضر و ناظر اوست هر آنم
اے جناب مقدس پیرم — عفو کن جمله هرزه تقریرم
توبه کردم ز یاوه گوئیها — باز گشتم ز هر زه پوئیہا
از تو پوشیده نیست حال من، — نیت و خطره و خیال من
هستی آگه ز جمله سر و علن — پیش تو ظاهر است باطن من
از خجالت همه تر آمده‌ام — عفو فرما که بر در آمده‌ام
بخشش همچو مجرمے معلوم — لیک زیں در نگشت کس محروم
تا ابد هست باب تو مفتوح — قسمت خلق زاں فیوض و فتوح
نیست دیگر درے کشاده چنیں — که صلاے نجات داده چنیں
فیض بر عالم است زیں در تو — چشمهٔ مهر ذره پرور تو
اے ز نورت منور است مدام — باطن و ظاهر خواص و عوام
هست ایں ذات نور رحمانی — شد از و کائنات نورانی
گر نباشی تو واسطه هیہات — آسمان و زمیں شود ظلمات،
از وجودت بود قیام جہاں — فیضیاب از تو جمله عالمیان
فرض برما همه اطاعت تست — همه را حاجت شفاعت تست
نیست خارج کسے ز دعوت تو — هم بسے داخل اجابت تو
نکند یا کند کسے معلوم — میدهی قدر قسمتش مقسوم
منکه افتاده ام بدر گه تو — سر نهاده بعجز در ره تو
نسبتے داده حق بسوے توام — کمترین سگاں کوی توام
عیب دارم ولے ترا دارم — نا بکارم ولے ز سرکارم
بزدا ظلمتم بنور خویش — رفع غفلت کن از حضور خویش
گرچه بهر تو ننگ و عارم من — لغو بیهوده هرزه کارم من
من گمراه را هدایت کن — نسبت خاص خود عنایت کن

بیخودم هیچ گه مرا مگذار — با خودم دار و نیز با خود* دار
دارم امید وار روز کرم — که ندارم سرم جدا ز قدم
کردهٔ آنچه مهربانیها — وعدهٔ فرمودهٔ زبانیها
دست آویز هست بهر نجات — حرزم اینست درحیات و ممات
لیک هستم غلام صادق تو — در خور خود ولے نہ لایق تو
بر جنابت قویست ایمانم — غیر تو نیست در دل وجانم
اعتماد است بر عنایت تو — اعتقاد است بر حمایت تو
نه عبادت بود نه طاعت من — کردهٔ ذمهٔ شفاعت من
در بساطم بجز قبول تو نیست — غیر رب تو و رسول تو نیست
بطفیل جناب ناصر خویش — بخششے کن برین عقیدت‌کیش
با تو کرد آنچه حضرت ناصر — تو همان کردهٔ باین قاصر
کے تواں شد ادائے شکر زمن — همه قربان تست جان و تن
بس همین خواهم از جناب خدا — سرم از پاے تو مباد جدا
شکر حق خاتمه بخیر شده — محو از دل خیال غیر شده
خاطرم زین حضور آباد است — دل ز جمله قیود آزاد است
در دلم خواهش و مراد نماند — آن فسانه چه بود یاد نماند
جاے دیگر کنوں رسید سخن — نیست کانجا رسائی تو و من
قطره‌ام با محیط خود پیوست — همه از قید ما و من وارست
عقده در خاطرش فتد ز کجا — شد دلش محو در دل دریا
ورنه جان محبتش ساری است — بر زبان نام پاک او جاری است
نیست در دل سواے این حاضر — اول آخر همین هوالناصر

---

* (ن) بے خود
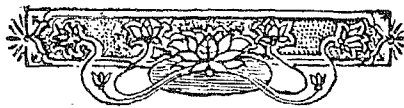
غلط نامہ مثنوی خواب و خیال

صفحہ	شعر	غلط	صحیح
۷	۱۵	فضل کرم	فضل و کرم
۸	۲۴	ور	اور
۹	آخرشعر	اوو	وو
۱۱	۱۱	مسمتند	مستمند
۱۹	۶	آتش زدوں سیں	آتش زدوں نیں
۱۱	۱۱	کاتے	کاتی
۴۳	آخرشعر	جیسے	جی سے
۴۵	۶	دت درس	دادرس
۵۵	۸	بولونگا	بولوں
۵۷	۱۳	زحمت	زخمت
۵۹	۲۶	باندھے ھے	باندھے
"	"	اتیر	ایتر
۶۰	۲	جھیکتا	جھینکتا
۶۱	۵	مجلس کے	مجلس کی
۶۲	۱۲	جز وکل	جز و کل
۶۸	۲۶ (مصرعہ ۲)	بیٹھ	پیٹھ
۷۸	۱	یات	بات
۸۶	۱۶	پلٹی	پلٹتی
۸۶	۱۹	لوتا	توتا
۹۲	۴	حال	چال
۹۵	۴	تو	د و
۹۵	۴	تووہ	تو دہ
۹۹	۱۳	گھی	کھے
۹۸	۳	تسبمت	تبسّمت
۱۰۸	۴	موجودہ	موجود
۱۱۶	۶	لہ مدظلہ	لہ
۱۳۱	۱۲	فہمیدہ	فہمید